وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذَّارِيَاتِ:56)

ترجمہ: اور میں نے جنوں اور انسانوں کو نہیں خلق کیا مگر اپنی عبادت کیلئے۔

# حقیقتِ توحید بمعرفتِ امام

مصنّف: عباس رضوان عابدی

Presented by Ziaraat.Com

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Presented by Ziaraat.Com

Knowledge for All

SABIL-E-SAKINA

۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماں ادرکنی

DvD version

# لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

## اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری۔

www.ziaraat.com

NOT FOR COMMERCIAL


SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com



Presented by Ziaraat.Com

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذّارِيَاتِ:56)

ترجمہ: اور میں نے جنوں اور انسانوں کو نہیں خلق کیا مگر اپنی عبادت کیلئے۔

# حقیقتِ توحید بمعرفتِ امامؑ

مصنف: عباس رضوان عابدی

Presented by Ziaraat.Com

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ

نام کتاب: حقیقتِ توحید بمعرفتِ امامؑ

مصنف: عباس رضوان عابدی

ناشر: حیدر نقوی

کپوزنگ: مراتب نذیر ملک

طبع اول: مئی 2017

قیمت: Rs. 250/-

موبائل نمبر: (whatsapp only)0333-3768612

ای میل: htbmi169@gmail.com

Presented by Ziaraat.Com

## انتساب

اپنی اس پہلی کوشش کو جب میرا قلم سجدہ ریز ہوا ان ہستیوں کی توصیف میں جو اسماء الہیٰ ہیں جو صفاتِ الہیہ کے مظاہر ہیں اور موصوف بھی۔

اس ادنیٰ سی کوشش کو جو معرفت خالق و معبود کے سلسلے میں کی گئی نزرانہء عقیدت کے طور پر بارگاہِ آئمہؑ حق میں پیش کرتا ہوں اور یہ دعا کرتا ہوں کہ میری اس کوشش و حقِ عبدیت کو قبول فرمائیں۔

(آمین یارب العالمین)

Presented by Ziaraat.Com

# اظہارِ تشکّر

میں دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں اپنے گھر والوں کا اور احباب قدرت علی، آصف کاظمی، رضا عباس، مراتب نذیر اور آفتاب حسین رضوی کا جنہوں نے اس کتاب کو لکھنے میں ہر قدم پر میرا ساتھ دیا اور میری مدد کی اور میں خصوصی طور پر اپنے والدِ محترم کا شکر گزار اور احسان مند ہوں جن کی تربیت اور رہنمائی جو انہوں نے بچپن سے لے کر آج تک جس انداز سے کی اس کی کوئی نظیر نہیں، میں اس قابل نہیں کہ ان کو اس عظیم نیکی کا صلہ دے سکوں لیکن بارگاہِ الٰہی میں دعا گو ہوں کہ میرے والد کی اس عظیم نیکی پر اللہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے واسطے انہیں اجر عظیم عطا کرے اور روزِ محشر انہیں عارف باللہ اور مومنِ ممتحن محشور کرے۔ (آمیں یارب العالمین)

Presented by Ziaraat.Com

# فہرستِ مضامین


| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| بنیادی بات | 9 |
| مذہب یا عقیدہ کیسے اختیار کریں | 11 |
| عقل کی غذا | 14 |
| طلبِ علم | 16 |
| غیر کا محتاج | 18 |
| حصولِ علم | 20 |
| سوال کیسے کریں | 23 |
| اساسِ دین | 28 |
| خالق کیسا ہونا چاہیے | 28 |
| حق کی تلاش | 29 |
| اللہ کی حجت | 30 |


Presented by Ziaraat.Com

| | |
|---|---|
| نبی اور حجت | 32 |
| ابتدائے معرفت | 33 |
| معرفت کیا ہے | 34 |
| معرفتِ توحید | 37 |
| معرفتِ خالق | 39 |
| اللہ کی قسم | 45 |
| فلسفۂ عبادت | 47 |
| معرفتِ نفس (معنی) | 50 |
| عبادت کس کی کرنی ہے | 53 |
| عبادت کیسے ہوگی | 59 |
| ذات | 62 |
| معرفتِ اسم | 66 |
| کنتُ کنزاً مخفیا | 80 |
| صفت اور موصوف | 83 |
| علم، مشیت اور ارادہ | 96 |
| جبریہ فرقہ | 99 |


Presented by Ziaraat.Com

| | |
|---|---|
| بداء | 106 |
| ساق (پنڈلی) کا مطلب | 116 |
| آغازِ معرفت | 122 |
| اعجازِ معرفت | 125 |
| اثراتِ معرفت | 127 |
| معرفتِ امامت | 128 |
| امامت کی منزلیں | 130 |
| امامتِ مطلقہ | 135 |
| ولایت | 144 |
| ولایت کی تعریف | 147 |
| دعویٰ اور دلیل | 148 |
| قرآن اور امامت | 161 |
| معرفتِ امام | 167 |
| شبِ معراج | 174 |
| حجاب در حجاب | 177 |
| معرفتِ نورانیہ | 183 |


Presented by Ziaraat.Com

| | |
|---|---|
| باطن غیب | 214 |
| اسم اعظم | 219 |
| بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | 226 |
| صفت اور موصوف | 229 |
| عابد و معبود | 237 |
| کفر و شرک | 244 |
| غلو و تقصیر | 253 |
| فضائلِ امام | 268 |
| مجاز اور حقیقت | 305 |
| معرفتِ امام زمانہ | 308 |
| آئمہ کے نام | 311 |
| قصیدہ بہ حضورِ امام | 312 |
| اسماء الٰہی کی خدمت میں سلام | 313 |


Presented by Ziaraat.Com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد ہے عالمین کے رب کیلئے اور بے شمار درود و سلام ہے محمدؐ و آلِ محمدؐ پر

## بنیادی بات

عالمین میں کوئی شے بھی بے مقصد و بے مصرف نہیں، ہر شے کوئی نہ کوئی علت اور مقصد لئے وجود میں آئی ہے اور وہ مقصد اُس شے کی وجہ خلقت ہوتی ہے۔

بالکل اسی طرح انسان کا وجود بھی کسی مقصد کے تحت ہے لیکن وجودِ انسانی میں اور باقی تمام جاندار مخلوقات میں ایک واضح فرق ہے۔ ہر مخلوق میں روح، نفس، جسم اور عقل میں سے دو یا تین چیزیں ہیں مگر انسان وہ مخلوق ہے جسے خالق نے یہ چاروں چیزیں (روح، نفس، جسم، عقل) دے کر دنیا میں بھیجا لیکن یہ انسان کی صفتِ امتیاز ہے باقی تمام اشیاء سے۔ (گو کے یہ چاروں چیزیں جنات میں بھی مشترک ہیں مگر ہمارا مخاطب انسان ہے اسلیئے جنات کو شامل نہیں کیا گیا)۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ آخر انسان میں ایسے کونسے سُرخاب کے پر تھے جس کی وجہ سے خالق نے اُسے یہ چاروں چیزیں دیں؟ یہ غور و فکر

Presented by Ziaraat.Com

انسان کو یہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ مجھے کس نے بنایا؟ اس کائنات کو کس نے خلق کیا؟ ہر شے ایک مخصوص نظام سے چل رہی ہے نہ زمین خلق کے بوجھ سے دھنس رہی نہ آسمان زمین پر گر رہا ہے کوئی تو ہے جو ہر شے سے زیادہ طاقت و قدرت رکھتا ہے آخر وہ کون ہے اور میرا مقصدِ خلقت کیا ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جو انسان کو کسی نہ کسی مذہب کی طرف اپنے جوابات کی تلاش میں لیجاتے ہیں لیکن ایک بات کی وضاحت یہاں ضروری ہے کہ مذاہب دو طرح کے ہوتے ہیں۔

1۔ مذہبِ غیر اختیاری یا موروثی

2۔ مذہبِ اختیاری

مذہبِ غیر اختیاری وہ مذہب ہے جو آباؤ اجداد کا مذہب ہوتا ہے۔ انسانوں کی اکثریت اسی مذہب پر قائم ہے۔ اس مذہب میں دنیا کے تمام مذاہب شامل ہیں۔ جب آپ اس مذہب کے کسی شخص سے کوئی معقول بات کریں گے جو اسکے عقیدے کی نفی کرتی ہو گی تو وہ فوراً کہے گا "کیا ہمارے آباءواجداد غلط تھے اور آپ صحیح"؟ اور یہ وہ ناقص دلیل ہے جو کفارِ مکہ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی تھی۔ اس لیے



Presented by Ziaraat.Com

ہمارا مخاطب اس مذہب کے لوگ نہیں ہیں کیونکہ ایسے لوگوں کا اپنا کوئی عقیدہ نہیں ہوتا بلکہ وہ مروجہ عقائد پر ہوتے ہیں۔

دوسرا مذہب اختیاری ہے یعنی کوئی شخص اپنے گھر والوں کا یا کوئی دوسرا مذہب اپنی مرضی سے اختیار کرے، یہ دیگر بحث ہے کہ اُسکا یہ فیصلہ صحیح ہوگا یا غلط جیسا کہ آگے بیان کیا جائے گا۔

میں اُن لوگوں سے مخاطب ہوں جنہوں نے شیعہ مذہب کو اختیار کیا وہ شیعہ اس وجہ سے نہیں ہیں کیونکہ اُنکے باپ دادا شیعہ ہیں۔

## مذہب یا عقیدہ کیسے اختیار کریں:

شیعہ مذہب کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ ہے کہ اللہ عادل ہے ظالم نہیں اور یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ آپ کو حق کی طرف بلائے اور آپ کو کوئی ایسی چیز نہ دے جس سے آپ حق کو پہچان سکیں۔

احادیث معصومین علیہ السلام سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ وہ چیز عقل ہے اور عقل ہی وہ انمول نگینہ ہے جو اللہ کی محبوب ترین مخلوق ہے جیسا کہ مولا محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا "جب اللہ نے عقل کو خلق کیا تو فرمایا: آگے آ وہ آگے آئی پھر کہا پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹی پھر فرمایا: میں اپنے



Presented by Ziaraat.Com

عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں میں نے تجھ سے زیادہ محبوب کوئی شے خلق نہیں کی میں تجھے صرف اُس شخص میں کامل کروں گا جس کو میں دوست رکھتا ہوں میں تیرے پختہ ہونے پر امر و نہی کرتا ہوں اور ثواب دیتا ہوں" حوالہ :-(اصولِ کافی جلد 1، باب العقل، حدیث 26 صفحہ 63) عقل ہی انسان میں اللہ کی طرف سے حجتِ باطنی ہے " جب ابن سکیت نے مولا رضاؑ سے عرض کیا کہ اس وقت مخلوق پر حجت کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا "عقل اللہ کی طرف سے حجت ہے " حوالہ:- تفسیرِ نور الثقلین جلد 1، صفحہ 89)

یہ عقل کی عمومی تعریف ہے اب ہم عقل کی خصوصی تعریف کیطرف آتے ہیں جو ہمارا مدعا ثابت کرنے میں اہم کردار ادا کرے گی۔ " ایک شخص نے مولا صادق علیہ السلام سے پوچھا عقل کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: عقل وہ قوت ہے جس سے رحمٰن کی عبادت کی جائے اور جنت حاصل کی جاسکے "۔

عقل کا کام ہے ہادی کی معرفت کروانا، عقل کا کام ہے چھوٹی نیکی اور بڑی نیکی میں تمیز کرنا، چھوٹی برائی اور بڑی برائی میں حد قائم کرنا، عقل کا کام



Presented by Ziaraat.Com

ہے اللہ کی عبادت کروانا اور یہ بھی طے ہے کہ عبادت ہو نہیں سکتی بغیر
معرفت جیسا کہ مولاؑ نے فرمایا "کوئی بھی عمل بغیر معرفت بیکار ہے" لہذا
ہر عمل کی اصل معرفت ٹھہری اور معرفت حاصل ہو نہیں سکتی
بغیرِ عقل جیسا کہ مولا صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "عقل مومن کی
رہنما ہے" (حوالہ:- اصول کافی، جلد 1، کتاب العقل، باب اول، حدیث
24) اور اتمام حجت کیلئے مولا صادق علیہ السلام کا ہی یہ قول کافی ہے "
انسان کیلئے اتنی عقل کافی ہے جس سے وہ اپنے ہادی کی معرفت حاصل کر
لے"۔

ہم سمجھتے ہیں اتنے دلائل کافی ہیں عقل کی اہمیت اور اسکا کام سمجھانے
کیلئے ورنہ احادیث کا ایک انبار ہے مگر میں مخاطب ہی صاحبانِ عقل سے
ہوں اور اسی لئے سمجھتا ہوں کہ دیئے ہوئے دلائل عقل کی اہمیت سمجھنے
کیلئے کافی ہیں۔

جیسا کہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ عقل ہی وہ تحفہء الٰہی ہے جس سے صحیح
مذہب یا عقیدے کی شناخت کر کے اختیار کیا جا سکتا ہے لیکن یہاں ایک
بہت ہی اہم اور بنیادی سوال جنم لیتا ہے کہ "کیا عقل صرف شیعان علیؑ کو



Presented by Ziaraat.Com

ہی دی گئی ہے"؟ تو یقیناً نہیں کیوں کہ اگر ایسا سوچا گیا تو سوال ایک بار پھر اللہ کے عدل پر اُٹھے گا اور اللہ کا عدل ہے کہ اُس نے ہر انسان کو عقل دے کر اُسے اپنے فیصلے میں آزاد چھوڑ دیا۔ کوئی انسان ایسا نہیں جسکے پاس عقل نہ ہو اب عقل سے کام لینا یا نہ لینا اُس شخص کی مرضی پر منحصر ٹھہرا اور اسی فیصلے پر اللہ اُس سے جواب طلب کرے گا اور وہ شخص عذاب یا جنت کا مستحق قرار پائے گا۔ عقل حجتِ باطنی ہے جسکا کام حجتِ ظاہری کی شناخت کروانا اُسکی معرفت اور اطاعت کروانا ہے۔ انسان چاہے جس مذہب کا بھی ہو عقل اپنا کام کرنا نہیں چھوڑتی وہ مسلسل اشارہ کر رہی ہوتی ہے مگر انسان اپنی خواہشاتِ نفسانی کو ترجیح دیتے ہوئے عقل کو نظر انداز کرتا ہے اور موردِ الزام قرار پاتا ہے۔

## عقل کی غذا:

ہر شے کی غذا ہوتی ہے جسے پا کر وہ نشو نما پاتی ہے اور سنورتی ہے، جیسے انسان کی غذا روٹی اور پانی ہے جسے پا کر وہ نشو نما پاتا ہے اور طاقتور بنتا ہے اسی طرح نباتات کی غذا پانی ہے جسے پا کر وہ سنورتے ہیں اور پھل دار نباتات پھل اُگاتے ہیں اور اسی طرح ہر جاندار کی کوئی نہ کوئی غذا ہوتی



Presented by Ziaraat.Com

ہے جس سے وہ پروان چڑھتا ہے۔ مگر اسی غذا کا سب سے اہم مصرف بقائے حیات ہے اگر غذا نہ ہو تو موت یقینی ہے اور غذا جتنی اچھی ہوگی نشو نما اتنی ہی اچھی ہوگی اور پھل بھی اُتنا ہی اچھا ہوگا۔ بالکل اسی طرح عقل کی بھی ایک غذا ہے جو اگر اُسے نہ ملے تو وہ کمزور اور لاغر ہونے لگتی ہے یا زنگ پکڑنا شروع کر دیتی ہے۔ اور عقل کی غذا علم ہے بغیرِ علم عقل ناقص رہتی ہے جتنی اچھی غذا عقل کو فراہم کی جائے گی اتنا ہی اچھا پھل عقل آپکو دے گی اور وہ پھل ہے معرفت ہمارے اس موقف کو مولا جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث تقویت دیتی ہے "علم حاصل کرنا چاہیے مگر عالمِ ربانی سے اور معرفتِ علم کا تعلق عقل سے ہے "(حوالہ:-اصولِ کافی جلد 1، کتاب العقل، حدیث 53)

جیسا کے ہم نے عرض کیا کہ غذا جتنی اچھی ہوگی عقل کی نشو نما اتنی عمدہ ہوگی اور وہ پھل معرفت کی صورت میں اتنا ہی اچھا دے گی۔

حدیثِ معصومؑ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ علم صرف اور صرف معصومؑ سے حاصل کرنا ہے کیونکہ حجتِ ظاہری جانتی ہے کہ حجتِ باطنی کو کیسے پروان چڑھایا جاتا ہے۔ مگر افسوس صد افسوس ہماری شیعہ قوم نے عقل



Presented by Ziaraat.Com

پر ظلم کیا اور اُس کو اُسکی غذا فراہم نہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ قوم ہر ڈھول بجانے والے کے پیچھے چل پڑی اور محمدؐ و آلِ محمدؑ سے دور ہوتی گئی اور اُسکو یہ احساس بھی نہ ہوا کیونکہ اُنہوں نے افواہ کو علم سمجھا اور عقل سے کام نہ لیا۔

جاننا گرچہ زندگی ہے مگر

جان جاتی ہے جان لینے میں

طلبِ علم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر ہر امامؑ نے اپنے شیعوں پر طلبِ علم کیلئے بہت زور دیا جبکہ مولا جعفر صادق علیہ السلام کو تو یہ تک کہنا پڑا "میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ میرے اصحاب کے سروں پر کوڑے مارے جائیں تا کہ وہ علم دین حاصل کریں" (حوالہ:- اصول کافی، جلد اول، کتاب العقل، باب، 2 حدیث 8، صفحہ 69)

مگر اس کے باجود بھی شیعہ علم سے دور ہی رہے بیشتر آئمہؑ نے بتایا اور جتایا کہ ہمارے شیعہ ہی طالبِ علم ہیں جیسا کہ یہ حدیث " جمیل نے بیان کیا کہ میں نے مولا صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا: لوگ تین قسم کے ہیں



Presented by Ziaraat.Com

عالم، طالبِ علم اور ہر زہ کار (کوڑا کرکٹ) ہم علماء ہیں ہمارے شیعہ طالبِ علم اور باقی سب لوگ کوڑا کرکٹ ہیں"۔(حوالہ: بصائر الدرجات، جلد 1، صفحہ 44)۔ یہاں مولاؑ نے لوگوں کی اقسام بیان فرمائی ہیں اور فیصلہ لوگوں پر چھوڑ دیا کہ وہ کیا بننا چاہتے ہیں آیا طالبِ علم یا کوڑا کرکٹ۔

ویسے حقیقت تو یہ ہے کہ یہ ایسا موضوع ہے جس پر ایک پوری کتاب ہونی چاہیے مگر ہماری مجبوری ہے کہ جتنی احادیث ہمارے پاس اس موضوع کیلئے ہیں وہ سب یہاں لکھنا ممکن نہیں بہر حال ہماری پوری کوشش ہوگی کہ طالبانِ علم کیلئے جتنا مواد ممکن ہو آپ تک پہنچا سکیں۔ دراصل مسئلہ یہ ہے کہ لوگ دنیا کیلئے تو بہت محنت کرتے ہیں وقت دیتے ہیں اپنے دنیاوی امور کو، مگر جب معاملہ دین کا آتا ہے تو یہی لوگ بھولے بن جاتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر یا حکیم کی دوائی کی طرح کوئی صبح، دوپہر اور رات انکے منہ میں ایک چمچہ توحید ایک چمچہ امامت دے اور انکے دن کا کوٹہ پورا ہو جائے، خود کون دین میں محنت کرے؟ جبکہ یہ اصول ایسا ہے کہ آپ نے اپنی مہار جس کے ہاتھ میں دی ہے وہ



Presented by Ziaraat.Com

جہاں چاہے آپ کو لے جائے اور آپ بری الذمہ ہو جائیں اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد آپ اللہ اور آئمہؑ اطہار سے یہ امید رکھیں کہ وہ آپکو بخش بھی دیں گے!

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا

جو اصول ان لوگوں نے قائم کیا ہے وہ ان اُصولوں کے بالکل برخلاف ہے جو آئمہ معصومینؑ نے بیان کیا ہے جیسا کہ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "اللہ نے دین کو مشقت میں رکھا ہے" اور آپؑ ہی ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ "دنیا اتفاق سے ملتی ہے اور دین استحقاق سے" امیر المومنینؑ نے فرمایا "مومن لوگوں سے علم حاصل کرنے کیلئے ملتا ہے اور سمجھنے کیلئے سوال کرتا ہے" (حوالہ:- اصولِ کافی، جلد 4، کتاب ایمان وکفر، باب 223، حدیث 2، صفحہ 137)

آخری حدیث کا مقصد صرف یہ ہے کہ قارئین اپنے آپکو جانچیں۔

غیر کا محتاج:

محتاجی چاہے دنیا میں ہو یا دین میں قابل مذمت ہے۔ دنیا کی محتاجی میں آپ کے بچنے کے امکانات بہت ہیں کیونکہ جیسا مولاؑ نے فرمایا دنیا اتفاق



Presented by Ziaraat.Com

سے ملتی ہے اور اس کی بہت ساری مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں اور یقیناً آپ کے سامنے بھی ہوں گی ۔ مگر دین میں محتاجی کس حد تک خطرناک ہے اُسکی مثالیں بھی ہم سب کے سامنے ہیں جو یہاں لکھنے کی بھی ضرورت نہیں۔ اسی محتاجی کی نشاندھی کرتے ہوئے رسولؐ اللہ نے فرمایا "جہالت سے بڑھ کر محتاجی نہیں اور عقل سے زیادہ مفید تر کوئی چیز نہیں "(حوالہ :- اصول کافی جلد اول، کتاب العقل، باب اول، حدیث 20، صفحہ 63)

ہم طلبِ علم پر اتنا زور اس لیے دے رہیں کہ علم کے بغیر عقل بیکار ہے اور اگر عقل سے آپ نے کام نہ لیا تو ساری زندگی کی محنت بے ثمر ہو کر ڈوب جائے گی چاہے عمر حضرت خضرؑ جتنی ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ غالب نے کہا

بے صرفہ ہی گزرتی ہے ہو گرچہ عمرِ خضر
حضرت بھی کل کہیں گے کہ ہم کیا کیا کیئے

زندگی مختصر ہو یا طویل ہونی با مقصد چاہیے بے مقصد نہیں، اور ہماری زندگی کا مقصد طلبِ علم ہے، دنیا کی فقیری میں امکان ہے کل آپ کی



Presented by Ziaraat.Com

قسمت پلٹے اور آپ دولت مند ہو جائیں مگر دین میں فقیری موت ہے جیسا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا "فقیری سخت موت ہے، میں نے کہا کیا اس سے آپؑ کی مراد درہم و دینار نہ ہونا ہے؟ فرمایا: نہیں بلکہ وہ محتاجی ہے دینِ حق سے۔ (حوالہ:- اصولِ کافی، جلد 4، کتاب ایمان و کفر، باب 236، حدیث 2، صفحہ 204) عقلمند کیلئے اشارہ ہی کافی ہے اور ہم نے تو بہت سارے اشارے دے دیے۔

حصولِ علم:

کوئی بھی عمل ہو اس کو بجالانے سے پہلے جو سب سے اہم چیز ہے وہ ہے نیک نیتی اگر نیت پاک وصاف نہ ہو تو عمل کا بیڑہ غرق ہونا یقینی ہے چاہے عمل جتنی محنت سے ہی کیوں نہ کیا جائے اور اگر نیت پاک ہے تو اللہ اُس تھوڑے عمل میں بھی برکت دیتا ہے اور آپ کو توفیق دیتا ہے زیاد عمل کی۔ علم حاصل کرنے کے دو مرحلے ہیں پہلا مرحلہ (Step) غور سے سننا یا غور سے پڑھنا اور دوسرا مرحلہ ہے سنکر یا پڑھ کر غور و فکر کرنا اور پھر سوال کرنا۔ ایک بہت بڑا مسئلہ جو ہم نے دیکھا وہ یہ ہے کہ لوگوں کی اکثریت علم حاصل نہ کرنے کیلئے ڈھال تلاش کرتی ہے اور اس موقعے کا



Presented by Ziaraat.Com

فائدہ اُٹھا کر شیطان اُن کو وہ ڈھال فراہم کرتا ہے اور فوراً وہ لوگ اُس ڈھال کو اپنے سامنے رکھ لیتے ہیں مگر وہ لوگ بھول جاتے ہیں کہ یہ ڈھال شیطان کی دی ہوئی ہے نہ کہ رحمٰن کی۔ وہ ڈھال یہ ہے کہ "ہم تو طلبِ علم کیلئے ابھی پہلے مرحلے پر ہیں یعنی سننے کے مقام پر ہیں ابھی ہم سوال کرنے کے مرحلے پر نہیں آئے"، یقین کریں بلکہ میرے کچھ قارئین میری اس بات کی تائید کریں گے کہ اس مرحلے پر وہ سالوں کھڑے رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم مولا سے بچ گئے حالانکہ انہیں اندازہ ہی نہیں کہ وہ بچے نہیں بلکہ پھنستے چلے جا رہے ہیں۔

جیسا کہ ہم نے پہلے کہا کہ غور سے سننا یا پڑھنا پہلا مرحلہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ کسی مجلسِ عزاء یا جشن میں جاتے ہیں یا کوئی کتاب پڑھتے ہیں تو پہلے یہ فیصلہ کر کے فرشِ عزاء یا جشن میں بیٹھیں اور کتاب پڑھنے سے پہلے بھی یہ طے کر کے پڑھنا شروع کریں کے خطیب یا مصنف غیر معصوم ہے یقیناً غلطی کر سکتا ہے جب آپ یہ طے کر لیں گے تو خطابت کرنے والے کو غور سے سنیں گے اور لکھنے والے کو غور سے پڑھیں گے۔ اس غور و فکر کے بعد آپ سوال کریں گے نہ کہ زندگی بھر



Presented by Ziaraat.Com

سنتے ہی رہیں گے اور سوال کا دروازہ بند کر دیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "علم کا طلب کرنا واجب ہے ہر مسلمان پر" (حوالہ:- اصولِ کافی جلد 1، کتاب العقل، باب 2، حدیث 1، صفحہ 42)

جب علم حاصل کرنا واجب قرار پایا دینِ محمدی میں تو اب غور کیجئے کہ امامؑ کیا فرما رہے ہیں "امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: علم دین پر تالا لگا ہوا ہے جسکی کنجی سوال ہے" (حوالہ:- اصولِ کافی، جلد 1، کتاب العقل، باب 10، حدیث 3، صفحہ 81)

اکثر لوگ مجھے ایسے بھی ملے ہیں جن میں اعتماد کی کمی ہوتی ہے اور وہ ہچکچاتے اور جھجکتے ہیں سوال کرنے سے ان لوگوں سے بھی معذرت کیساتھ امیر المومنینؑ کا یہ قول کہ "جھجک محرومی سے منسلک ہے" (حوالہ :- حکمتِ بوتراب، صفحہ 82)

اِن تمام عذر کا نتیجہ بے حد خطرناک ہے اور یقین مانیئے ہلاکت ہے جیسا کہ امام صادق آلِ محمدؑ نے فرمایا "لوگ اسلیئے ہلاک ہوتے ہیں کہ وہ سوال نہیں کرتے"۔ (حوالہ :- اصولِ کافی جلد 1، کتاب العقل، باب 10، حدیث 110، صفحہ 81)



Presented by Ziaraat.Com

اس باب پر ہم اتنا زور اس لیے دے رہے ہیں کیونکہ یہ باب ہی ہماری کتاب کی بنیاد ہے جو شخص علم حاصل کرنے اور خصوصاً سوال کرنے میں شرم، ہچکچاہٹ اور جھجک محسوس کرتا ہے وہ یہ یقین کرے کہ بابِ شہر علم سے علم کی خیرات کبھی نہیں پا سکتا کیونکہ

دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر

ہمارے مولاؑ و آقا "سلونی سلونی" کہتے رہے اور اس دعوتِ عامہ سے مسلمانوں سے زیادہ عیسائی اور یہودی فائدہ اُٹھا گئے۔

سوال کیسے کریں:

ہم نے طلبِ علم کے حصول کیلئے اپنی طرف سے بہت نیک نیتی کیساتھ پوری کوشش کی ہے کہ اس کی اہمیت کو اجاگر کر سکیں اور ہمیں اللہ سے پوری امید ہے کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہونگے۔ اب جبکہ احادیث معصومینؑ سے طلبِ علم اور سوال کرنے کی اہمیت واضح ہو چکی ہے تو اس کے بعد اگلہ مرحلہ آتا ہے کہ سوال کیسے کیا جائے۔



Presented by Ziaraat.Com

اس مرحلے میں ہمیں انشاء اللہ زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گی کیونکہ اس مرحلے کا تعلق ہم سب کے ذاتی مشاہدے سے بھی ہے۔ سوال کرنے کے تین طریقے ہیں۔

1۔ جاننے کیلئے سوال کرنا۔

2۔ جانچنے کیلئے سوال کرنا۔

3۔ نہ ماننے کیلئے یا الجھنے کیلئے سوال کرنا۔

جاننے کیلئے سوال کرنا: یہ انداز طالبِ علم کا ہے اور جیسے کہ ہم نے اوپر بیان کیا کہ تینوں طریقوں کا تعلق ہمارے ذاتی مشاہدے سے ہے۔ پہلے مقام کو سمجھنے کیلئے ایک بچے اور شاگرد سے اچھی کوئی مثال نہیں، جب ایک بچہ بولنا شروع کرتا ہے تو ہر چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے چاہے وہ اسکے کام کی ہو یا نہ ہو اور جب تک اس کو تسلی بخش جواب نہیں ملتا وہ سوال کرنے سے نہیں رکتا اور دوسرا وہ شاگرد جو پہلی دفعہ اسکول جاتا ہے اسکے مشاہدے میں اضافہ ہوتا ہے تو وہ سوال کرنا شروع کرتا ہے اس لیے بچوں کو سوال کرنے سے کبھی نہیں روکنا چاہیے کیونکہ انکے سیکھنے کا سب سے بڑا وسیلہ وذریعہ ہی سوال ہوتا ہے تو جو شخص بھی طالبِ



Presented by Ziaraat.Com

علم ہو چاہے دنیاوی یا دینی اس کو سوال کرتے رہنا چاہیے جیسے جیسے اسکے مشاہدات میں اضافہ ہوتا رہے گا (یعنی علم میں) ویسے ویسے مزید سوالات جنم لیتے رہیں گے جس دن اس نے سوال کرنا چھوڑا تو وہ سمجھ جائے یا تو وہ عالم ہو گیا یا اس نے جمود اختیار کر لیا ہے۔

دوسرا مرحلہ ہے جانچنے کیلئے سوال کرنا یہ بھی ہمارے مشاہدے سے جدا نہیں ایک باپ پہلے اپنے بچے کو سکھاتا ہے۔ اللہ ایک امام 12 معصوم 14 اسکے بعد بچے سے پھر یہی سوال کرتا ہے اب یہاں سوال وہ جاننے کیلئے نہیں کر رہا بلکہ جانچنے کیلئے کر رہا ہے کہ آیا بچے کی سمجھ میں آیا اور اس نے یاد رکھا کہ نہیں، بالکل اسی طرح جب وہ بچہ اسکول جانا شروع کرتا ہے پورا سال پڑھتا ہے تو سال کے آخر میں استاد اس سے کچھ سوالات کرتا ہے یہ دیکھنے کیلئے کہ جو پورا سال پڑھایا وہ یاد ہے کہ نہیں۔ سوال کرنے کی تیسری قسم اوپر بیان کی گئی دونوں اقسام سے الگ ہے کیونکہ پچھلی دونوں اقسام کے سوالات کے پیچھے ایک مقصد ہوتا ہے مگر اس تیسری قسم یعنی الجھنے کیلئے سوال سوائے وقت کے زیاں اور ذہنی عیاشی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ یہ سائل دماغ میں فیصلہ کر چکا ہوتا ہے کہ مجھے سامنے



Presented by Ziaraat.Com

والے کی بات نہیں ماننی اور اسکو الجھائے رکھنا ہے اور نیچا دیکھانا ہے۔
ایسے لوگوں کی مذمت میں امیر المومنینؑ فرماتے ہیں" سوال کرو سمجھنے کیلئے نہ کہ ضد بازی اور الجھنے کیلئے "۔ ایک اور جگہ آپؑ فرماتے ہیں کہ:" وہ جاہل جو سمجھنے کیلئے سوال کرے اس عالم سے بہتر ہے جو الجھنے کیلئے سوال کرے"۔

ہم شیعانِ علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کو ہمیشہ اپنے مولاؑ کا طالبِ علم رہنا ہے اور جو ہم سے کم جاننے والے ہیں انکے لیے سمجھانے والا رہنا ہے تا کہ وہ بھی بات کو سمجھیں اور سوال کرتے رہیں اسی طرح چراغ سے چراغ جلے گا اور علم و معرفت کا نور ہم ایک دوسرے کے دلوں میں اتارتے رہیں گے۔

اگر چہ ہمارا یہ موضوع یہاں اختتام پذیر ہوا لیکن ہم چاہتے ہیں کہ عقل اور غور سے سننے پر مہر قولِ معصومؑ سے ہی ثبت کریں۔ ہم یہاں 2 احادیث پیش کر رہے ہیں ایک رسولؐ اللہ سے اور ایک مولاؑ رضا سے
رسولؐ اللہ فرماتے ہیں" جس نے کسی بولنے والے کی گفتگو کو غور سے سنا تو اس نے اس کی عبادت کی، اگر بولنے والا اللہ کے حکم کے تحت گفتگو کر رہا



Presented by Ziaraat.Com

ہے تو سننے والے نے اللہ کی عبادت کی اور اگر بولنے والا ابلیس کی نمائندگی کر رہا ہے تو پھر سننے والے نے ابلیس کی عبادت کی"۔(حوالہ:- عیون الاخبار الرضا، جلد 1، صفحہ 530) یہ حدیث ان لوگوں کیلئے جو ایسے خطیبوں کو سنتے ہیں جو بظاہر تو اللہ کا ذکر کرتے ہیں لیکن دراصل وہ شیطان کی عبادت کیطرف دعوت دیتے ہیں اور جس نے غور سے سن کر عقل سے کام نہ لیا وہ اُس بولنے والے کا ساجھے دار کہلائے گا۔ دوسری حدیث جو مولا رضاؑ سے ہے جس میں آپؑ فرماتے ہیں "جب ابنِ سکیت نے مولا رضاؑ سے عرض کیا کہ اس وقت مخلوق پر حجت کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: عقل اللہ کیطرف سے حجت ہے اس کے ذریعے سے انسان اللہ پر سچ بولنے والے کو پہچان کر اس کی تصدیق کر سکتا ہے اور اللہ پر جھوٹ باندھنے والے کو پہچان کر اس کی تکذیب کر سکتا ہے"۔(حوالہ:- تفسیر نور الثقلین، جلد 1، صفحہ 89) یہاں مولاؑ نے صاف صاف سمجھا دیا کہ کیسے عقل سے کام لے کر اللہ کے عذاب سے بچا جا سکتا ہے۔ ہمیں پوری امید ہے قارئین ہمارا مقصد سمجھ چکے ہیں اور انشاء اللہ وہ اب کبھی بھی عقل، طلبِ علم اور سوال کا دامن نہیں چھوڑیں گے۔



Presented by Ziaraat.Com

## اساسِ دین:

یہ باب ہماری فہرستِ مضامین میں شامل نہ تھا مگر پھر ہم نے مناسب سمجھا کہ ایک سرسری سی گفتگو ضروری ہے کہ دین کی بنیاد پر ہو۔

دنیا کا ہر مذہب کسی نہ کسی خالقِ کائنات کا تصور رکھتا ہے اور جس چیز کو انہوں نے خود سے زیادہ طاقتور جانا اسکو اپنا خالق اور رب کا تصور کر کے اس کی پوجا شروع کر دی، اسی لئے کوئی سورج کو پرستش کر رہا ہے کوئی سمندر کی کوئی کسی کی اور کوئی کسی کی۔ ہم نے ایک لمبی تمہید عقل پر باندھی ہے کہ عقل کیا کام کرتی ہے۔ عقل کا کام ہے تعارفِ خالق کروانا اب کسی کی عقل کم ہو یا زیادہ کام ایک ہی ہو گا یہ الگ بات ہے کہ کم عقل والا کم تعارف رکھے گا اور زیادہ والا زیادہ۔

## خالق کیسا ہونا چاہیے:

ہر ذی العقل انسان یہ بات سوچتا ہے کہ میرا خالق کیسا ہونا چاہیے۔ یہاں عقل اس کا ساتھ دیتی ہے اور بتاتی ہے کہ تمہارا خالق ایسا ہونا چاہیے جو خود کسی کی مخلوق نہ ہو یعنی اسکا کوئی خالق نہ ہو۔ ہمارے خالق کے پاس ایسا علم ہونا چاہیے جو اسکی مخلوق کے پاس نہ ہو۔ ہمارے خالق کے پاس



Presented by Ziaraat.Com

ایسی قدرت و طاقت ہونی چاہیے جو مخلوق کے پاس نہ ہو جس سے وہ مخلوق کو خلق کرتا ہے۔ ہمارے خالق کے پاس ایسا اختیار (تصرّف) ہونا چاہیے جس سے وہ اپنی مخلوق پر حکومت کر سکے ہمارے خالق کو ہمیشہ زندہ ہونا چاہیے کیونکہ اگر وہ مر گیا تو مخلوق کی فریاد کون سنے گا؟ ہمارے خالق کو ہمیشہ جاگتے رہنا چاہیئے کیونکہ اگر وہ سو گیا تو نیند اس پر غالب آجائے گی جو اس سے زیادہ طاقت ور کہلائے گی۔ خالق جب چاہے اپنی مخلوق کو مار دے جب چاہے زندہ کر دے اور خاص طور پر ہمارے خالق کو اکیلا و تنہا ہونا چاہیے ورنہ اگر دو خالق ہوئے تو امکان ہے کہ دونوں میں کسی بات پر نااتفاقی ہو اور جیسا کہ ہم ابتداء میں ذکر کر چکے ہیں کہ یہ سوالات اس کو کسی نہ کسی مذہب کے دروازے پر لے جاتے ہیں جہاں عقل دلائل کی بنیاد پر اُس مذہب کو اختیار کرنے اور نہ کرنے کا فیصلہ کرتی ہے۔

**حق کی تلاش:**

صاحبِ عقل خالق کی تلاش میں جب کسی ایسے مذہب کے دروازے پر جاتا ہے جہاں پر لوگ بتوں کی پوجا کر رہے ہوتے ہیں اور اس بت کو اپنا خالق کہتے ہیں تو عقل نشاندہی کرتی ہے اور انسان سوال کرتا ہے کہ جس



Presented by Ziaraat.Com

کو میں خود اپنے ہاتھوں سے خلق کر رہا ہوں وہ میرا خالق کیسے ہو سکتا ہے یہ تو خود میرا محتاج ہے نہ کی میں اسکا۔ انسان کی یہ تلاش اس کو ایک ایسے شخص کے پاس لاتی ہے جو مردے کو زندہ کرتا ہے، بیماروں کو شفا دیتا ہے ۔ انسان فوراً وہاں رکتا ہے اور سوچتا ہے کہ جو نشانیاں میرے خالق میں ہونی چاہیں اس میں سے کچھ اس میں پاتا ہوں اور پھر وہی شخص جب کہتا ہے کہ میں تمہارے خالق کا نمائندہ (حجت) ہوں اس کا تعارف کروانے آیا ہوں میں اسکا نبی ہوں اسکا بندہ ہوں وہ خالق اللہ ہے جو ہر مخلوق کا رب اور خلق کرنے والا ہے تو عقل اس کی تصدیق کرتی ہے کہ بے شک یہ اللہ کا ہادی ہے نبی ہے اور یہی عقل کا فریضہ تھا کہ اس نے ہادی کی معرفت کروا کر انسان کو صحیح مذہب اور عقیدہ کی نشاندھی کروادی۔

## اللہ کی حجت:

اللہ کے نمائندے کو حجت کہتے ہیں اور اللہ اُس حجت کو کچھ معجزات (ولایت) دے کر زمین پر بھیجتا ہے اور وہ اللہ کی نمائندگی کرتا ہے اب حجت جتنی بڑی ہو گی ولایت اتنی ہی زیادہ ہو گی اور جو سب سے بڑی حجت



Presented by Ziaraat.Com

ہو گی اسکی ولایت بھی سب سے زیادہ ہو گی اور اُسے حجت بالغہ (یعنی سب سے بڑی حجت) کہا جائے گا۔

اگر اللہ کی حجت میں کوئی عیب ہوا تو وہ عیب اللہ کا عیب کہلائے گا اس لیے عقل اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ حجت اللہ کو بے عیب ہونا چاہیے جس قوم کے سامنے اللہ نے اسے حجت بنا کر پیش کیا ہے وہ ان سب میں سب سے افضل و برتر ہونا چاہیے۔ اگر کسی ایک صفت میں بھی اُس امت و قوم کا کوئی فرد حجت سے برتر نکلا تو اللہ کی حجت ناقص کہلائے گی اور یہ نقص اسکا نہیں اللہ کا ہو گا۔ اسلیئے ایسا ناممکن ہے کہ اللہ کی کوئی حجت اپنی امت یا قوم کے مقابلے میں ناقص ہو۔ ایک حجت جب دنیا سے جانے لگتی ہے تو آنے والی حجت کی نشانیاں بتا کر اُس کو نامزد کر کے جاتی ہے تاکہ امت گمراہ نہ ہو اور اپنی مرضی سے کسی کو اللہ کا نمائندہ نہ بنائے۔

اللہ کی پہلی حجت جو زمین پر اتری وہ حضرت آدمؑ تھے یہ سلسلہ ایک کے بعد ایک جاری رہا ہر حجت آنے والی حجت کا تعارف کرواتی رہی اور جو بھی اُس حجت پر ایمان لایا اور اسکے بعد والی حجت پر ایمان لایا مومن کہلایا اور جس نے بھی اپنے وقت کی حجت یا اُس حجت نے جس آنے والی حجت کی



Presented by Ziaraat.Com

بشارت دی اسکا انکار کیا وہ کافر اور مشرک ٹھہرا۔ کیونکہ کسی بھی حجت کا انکار اللہ کا انکار ہے۔

جو سلسلہ حضرتِ آدمؑ سے شروع ہوا وہ سلسلۂ نبوت تھا جسکا اختتام ہمارے نبیؐ پر ہوا مگر حجت کا سلسلہ جاری اور ساری ہے۔ جس پر ہم آگے گفتگو کریں گے۔

## نبی اور حجت:

نبی "نباء" سے نکلا ہے جسکے معنی ہیں "خبر" اور نبی وہ ہستی ہے جو خبر لے کر آئے اور نبوت وہ عہدہ ہے جس پر نبی فائز ہوتا ہے اب جو جتنی بڑی خبر لائے گا وہ اتنا بڑا نبی ہو گا اور جو بھی نباء اعظم لائے گا وہ نبیِ اعظم ہو گا۔

حجت کہتے ہیں ایسی دلیل کو جس کو رد نہ کیا جاسکے لوگ حجت کا انکار تو کر سکتے ہیں حسد، بغض اور تکبر میں لیکن اس کو رد نہیں کیا جاسکتا ہر نبی حجت ہوتا ہے لیکن ہر حجت نبی نہیں ہوتی۔ اللہ کی حجت کے پاس معجزہ ہونا ضروری ہے جو اسکے حجت ہونے کی دلیل ہو گا۔ معجزہ تحتِ ولایت ہوتا ہے اب جو جتنی ولایت رکھے گا وہ اتنا ہی بڑا معجزہ رکھے گا۔



Presented by Ziaraat.Com

لہذا جو جتنا بڑا نبی ہو گا اسکی ولایت بھی اتنی ہی زیادہ ہو گی۔

یہاں ہم نے حجت کا سرسری تعارف کروایا ہے جسکو تفصیل سے آگے بیان کیا جائے گا۔ حجت کا کام اللہ کے وجود کو ثابت کرنا ہوتا ہے عوام النّاس پر، اس لیے یہ ناممکن ہے کہ کوئی ایک انسان بھی زمین پر ہو اور زمین پر حجت اللہ نہ ہو۔ جس پر امیر المومنینؑ کا یہ قول ہے کہ: "زمین حجتِ اللہ سے خالی نہیں رہتی"۔

ابتدائے معرفت:

ہم نے یہاں تک پہنچنے کیلئے گزشتہ صفحات کی طویل تمہید باندھی ہے اور یہاں سے ہم اس مقصد کا آغاز کر رہے ہیں جس کے لیے اس کتاب کو تحریر کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔

ہم نے کتاب کے سرنامے پر ایک آیت تحریر کی ہے" وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ " ترجمہ: اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کیلئے خلق کیا۔(الذاریات:56)

اس آیت کی تفسیر میں امامؑ فرماتے ہیں کہ "یہاں لیعبدوں سے اللہ کی مراد لیعارفون ہے"



Presented by Ziaraat.Com

ناطقِ قرآن نے جب باطنِ قرآن سے آگاہی دی تو پتہ چلا کے جنات اور انسانوں کا مقصدِ خلقت صرف اللہ کی معرفت ہے اور جو معرفت رکھتا ہو گا وہی عبادت گزار بھی ہو گا اور عبادت اسی کو زیبا دے گی ورنہ سوائے جسمانی ورزش کے عبادت اور کچھ نہیں اور یہی معرفت دین کی ابتداء ٹھہری جیسا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا" دین کی ابتداء اس کی معرفت ہے"

معرفت کیا ہے:

معرفت کے لغوی معنی ہیں پہچاننے کے اور جب یہی لفظ دین میں اصطلاحی طور آتا ہے تو "معرفت نام ہے پہچاننے کا، پہنچان کر جاننے کا (ایسے دلائل کی بنیاد پر جن کی تائید قرآن، احادیث اور مسلماتِ عقلیہ پر قائم ہو)۔ جان کر ماننے یا انکار کرنے کا، ماننے یا انکار کے بعد محبت اور عداوت کے فیصلے کا، محبت اور

عداوت کے فیصلے کے بعد اطاعت اور نافرمانی کا"



Presented by Ziaraat.Com

اللہ نے ہمیں آنکھیں دی ہیں دیکھنے کیلئے، کان دیے ہیں سننے کیلئے زبان دی ہے ذائقے اور کلام کرنے کیلئے اور عقل دی ہے معرفت حاصل کرنے کیلئے۔

اگر کوئی شخص آنکھوں پر کالی پٹی باندھے رہے اور کانوں میں روئی دیکے رکھے اور کہے کہ میں نہیں دیکھوں گا اور نہیں سنوں گا تو ایسے شخص کو آپ پاگل کہیں گے اور جو شخص عقل رکھتے ہوئے معرفت حاصل نہ کرے اُسے جاہل کہتے ہیں۔ دین یا دنیا میں جب کوئی بھی عمل کیا جاتا ہے تو تحتِ معرفت کیا جاتا ہے اور اگر وہ عمل بغیر معرفت ہو تو دیوانگی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر ایک شخص سخت گرمی میں سڑک پر گڑھا کھود رہا ہو اور آپ اس سے پوچھیں کے بھائی یہ گڑھا کیوں کھود رہے ہو اور وہ آپ کو جواب دے کے پتہ نہیں بس کھود رہا ہوں تو آپکو اس پر رحم کم اور ہنسی زیادہ آئے گی۔ بالکل ویسے ہی جب کسی شخص کو آپ سخت گرمی میں روزہ دار دیکھیں یا سخت سردی میں کوئی ٹھنڈے پانی سے وضو کر کے فجر کی نماز کو جا رہا ہو اور آپ روزہ دار سے پوچھیں بھائی اتنی گرمی میں کیوں بھوکے پیاسے ہو وہ کہے کہ اللہ نے کہا ہے آپ



Presented by Ziaraat.Com

پوچھیں کون اللہ اور وہ کہے اس کو تو میں نہیں جانتا اور یہی جواب وہ نمازی دے تو آپ کو ان پر بھی رحم نہیں ہنسی آئے گی۔

لہذا کوئی بھی عمل تحتِ معرفت ہونا چاہیے جس کی دلیل ہم گزشتہ باب میں قولِ معصومؑ سے پیش کر چکے ہیں۔

اتمام حجت اور اپنے موضوع کے ساتھ انصاف کرنے کیلئے ہم کچھ احادیث پیش کر رہے ہیں جو ہمارے بیان کیئے ہوئے موقف کی تائید کریں گی۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا: ایمان نام ہے معرفت بالقلب، اقرار باللسان اور عمل بالارکان کا۔ (حوالہ:- عیون الاخبار الرضا، جلد 1، صفحہ 397)

مولا علیؑ ابنِ الحسینؑ نے فرمایا: سمجھ بوجھ کے بغیر کوئی عبادت، عبادت نہیں۔ (حوالہ:- تفسیر نوالثقلین جلد 1، صفحہ 82)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: بغیر عقل و فہم کے عمل کرنے والا غلط راستے پر چلنے والے کی مانند ہے کہ جتنا چلے گا اتنا ہی منزل سے دور رہے گا اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ نہیں قبول کرتا کسی عمل کو بغیر معرفت کے اور معرفت



Presented by Ziaraat.Com

مفید نہیں بغیر عمل۔ (حوالہ :- اصولِ کافی، کتاب العقل، باب 13، حدیث 13، صفحہ 86)

## معرفتِ توحید

ہم اس موضوع کا آغاز امیر المومنینؑ کے ایک قول سے کر رہے ہیں "ہمارے شیعہ عارف باللہ (اللہ کے عارف) ہوتے ہیں"۔ (حوالہ:- نہج الاسرار، جلد 1، صفحہ 62)

دراصل علماء اور مترجمیں نے اس موضوع کو نہایت ہی مشکل امر ثابت کیا ہے اور اس موضوع کیلئے دونوں نے اس قدر مشکل الفاظ کا استعمال کیا ہے کہ پڑھنے اور سننے والا اس موضوع سے ایسے بھاگتا ہے جیسے بھوکے شیر کے سامنے سے بھیڑ بکریاں اور علماء نے اس موضوع کیلئے لوگوں کو اپنا محتاج بنائے رکھا ہے حالانکہ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ ان کو بھی توحید اتنی ہی پتہ ہے جتنی ایک شیعہ کو۔ ویسے ہمارے مشاہدے میں کچھ ایسے لوگ بھی آئے ہیں جو نہ تو مترجم ہیں اور نہ ہی عالم مگر انکی صفات ان دونوں کے مشابہ ہے۔ ان لوگوں کو بھی یہ زعم ہے کہ وہ توحید کو مشکل الفاظ میں بیان کر کے لوگوں کے سامنے اپنی بے جے کار



Presented by Ziaraat.Com

کروائیں کہ ایک عام مومن یہ کہنے پر مجبور ہو جائے کہ ماشاء اللہ یہ مومن توحید کی بہت معرفت رکھتا ہے ہم اس قابل کہاں کہ اتنی مشکل چیز کو سمجھ سکیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ توحید مشکل موضوع ہے لیکن یہ کہنا کہ اتنا مشکل کے سوائے چند لوگوں کے اسے کوئی اور نہ سمجھ سکے یہ عدلِ الہیٰ پر ایک تہمت ہے۔

جیسا کہ ہم نے پچھلے باب میں جو آیتِ قرآنی بیان کی تفسیر کے ساتھ وہاں تو اللہ ہر شخص سے سوال کر رہا ہے اپنی معرفت کا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ جس چیز پر وہ عوام الناس سے جواب طلب کرے گا اسے اتنا مشکل کر دے کہ ایک عام عقل و فہم والا انسان سمجھ ہی نہ سکے۔ جب ہم اللہ کے کریم اور عادل ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں تو ہمیں یہ یقین بھی رکھنا چاہیے کہ اسکی معرفت یقیناً اتنی مشکل نہیں جتنی لوگوں نے بنا دی ہے۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ جب آپ شیخ صدوق کی کتاب "التوحید" پڑھنے کی کوشش کریں گے تو آپکو احساس ہو گا کہ اتنی مشکل اردو سے تو عربی آسان ہو گی۔



Presented by Ziaraat.Com

اور سونے پر سہاگہ یہ کہ کچھ خطیب علم کلام، منطق اور فلسفے کا سہارا لیکر توحید کو ایک "عنقا" ثابت کرتے ہیں "عنقا" در اصل ایک خیالی پرندہ ہے جسے لوگوں نے کبھی دیکھا نہیں اور ایسے خطباء کیلئے غالب کا وہ شعر ہے۔

آگاہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے
مدعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا

اور اس پر پھر اللہ کی پناہ ایسے الفاظ "ہویت لاہویت" کوئی ان سے پوچھے قبلہ یہ معرفت توحید ہے یا آپ اپنی معرفت کروا رہے ہیں؟

معرفت توحید کی اہمیت کیلئے ایک حدیث آپکی خدمت میں پیش کر رہے جس سے آپ توحید کی معرفت کی اہمیت سمجھ سکیں گے۔ "مولا علیؑ نے فرمایا میں نے رسولؐ اللہ سے سنا کہ اللہ نے فرمایا کہ: جس شخص کو میں نے توحید کی نعمت سے نوازہ ہے اسکی جزاء سوائے جنت کے کچھ نہیں ہے"۔

(حوالہ:- التوحید، صفحہ 26)

معرفتِ خالق:



Presented by Ziaraat.Com

کسی کی بھی معرفت اسکی صفات اور اس کے اسم (نام) سے ہوتی ہے اگر کوئی بھی صفت یا اسم معلوم نہ ہو تو معرفت محال ہے ہمارے قارئین یہ بات بھی ذہن میں رکھیئے گا کہ ہمارا جسم بھی ایک اسم ہے جسے اسم وجودی کہتے ہیں۔ اسی لیئے ہم نے کہا کہ معرفت یا تو صفت سے ہو گی یا اسم سے۔ اللہ کی معرفت کی ابتداء جس سے ہوتی ہے وہ صفتِ خلاقیت ہے کیوں کہ جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں ہے ہر ذی شعور انسان سب سے پہلے اپنے وجود پر غور کرتا ہے اور یہ غور و فکر یہ ثابت کرتا ہے کہ اسکا کوئی نہ کوئی بنانے والا ہے۔ ہمیشہ ایک بات یاد رکھیئے گا کہ توحید صرف اور صرف معصومؑ سے لیجئے گا کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ مخلوق کو توحید کی معرفت کیسے کروانی ہے جیسا کہ یہ حدیث ہماری بات کی تائید کرتی ہے۔ مولا رضاؑ نے فرمایا "جو شخص اپنے رب کی تعریف قیاس سے کرتا ہے وہ زمانے کو ہمیشہ سے مشتبہ سمجھتا ہے وہ راستے میں تجاوز اور انحراف کیئے ہوئے ہے ٹیڑھے میڑھے راستوں کا مسافر ہے۔ گم کردہ راہ میں نامناسب و غیر موزوں خیالات و آراء کا اظہار کرنے والا ہے" (حوالہ:- التوحید، حدیث 9، صفحہ 28)



Presented by Ziaraat.Com

مولا صادقؑ نے فرمایا" اللہ سے ڈرو اور اللہ کی تعظیم کرو اور اس کے بارے میں وہ کچھ نہ کہو جو ہم نہیں کہتے"۔(حوالہ:-التوحید، حدیث 15، صفحہ 376)

ایک زندیق (دھریہ) جو کسی خالق کو نہیں مانتا مولا رضاؑ کے پاس آیا اُس سے مولاؑ نے فرمایا" اے شخص جو تم لوگ کہتے ہو اگر وہ ٹھیک ہوا (یعنی عالمین کا کوئی رب نہیں) تو کیا ہم اور تم برابر نہ رہیں گے ؟ اور جو نماز، روزہ، زکوٰۃ اور اقرارِ توحید ہم کرتے ہیں ان سے ہمیں نقصان نہ پہنچے گا۔ اس لحاظ سے ہم اور تم برابر ہی رہیں گے۔ یہ سن کر زندیق چپ رہا پھر آپؑ نے فرمایا: اگر وہ ہوا جو ہم لوگ کہتے ہیں اور وہی ٹھیک بھی ہے جو ہم کہتے ہیں تو کیا تم تباہ و برباد نہ ہو جاؤ گے اور ہم بچ نہ جائیں گے ؟(حوالہ:- عیون الاخبار الرضا، جلد 1، حدیث 28، صفحہ 226)

آپ نے غور کیا کہ کیا فرق ہے مخلوق میں اور معصومؑ میں امامؑ نے کوئی حدیث رسولؐ کوئی آیتِ قرآنی نہیں سنائی اور سامنے والے کو بے بس کر دیا۔



Presented by Ziaraat.Com

یہ کام معصومؑ کا ہے اور وہی کر سکتے ہیں ہم جب بھی توحید پر بات کریں گے احادیثِ معصومینؑ کی روشنی میں ہی کریں گے۔

خالق کے بارے میں اپنے پراؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ نے جب خلق کیا تب خالق بنا جب کہ یہ عقیدہ اللہ کیلئے نہیں ہونا چاہیے اس سے اللہ کا مجبور ہونا ثابت ہوتا ہے کہ وہ خلق نہ کرتا تو خالق نہ ہوتا بلکہ صرف یہی نہیں اللہ کو سمیع، بصیر، عالم، رب یہ کہہ کر ماننا جب کوئی مسموع (جسکو سنا جائے) تھا تب ہی اللہ سمیع ہوا یا جب کوئی دیکھنے والا تھا اللہ بصیر ہوا، یا جب کوئی عابد ہوا تو اللہ معبود ہوا، اس عقیدے کی نفی مولا رضاؑ نے یوں فرمائی "جب کوئی مربوب نہ تھا وہ اس وقت بھی رب تھا اور جب کوئی عابد نہ تھا وہ اس وقت بھی معبود تھا، جب کوئی معلوم نہ تھا وہ اسوقت بھی عالم تھا، وہ اسوقت بھی خالق تھا جب کوئی مخلوق نہ تھی اور اسکے لیے سمیع کی تاویل موجود تھی جبکہ کوئی مسموع نہ تھا ایسا ہرگز نہیں کہ تخلیق کیوجہ سے وہ خالق بنا اور مخلوق کو بنانے کی وجہ سے وہ باری کہلایا ہو"۔ (حوالہ:- عیون الاخبار الرضا، جلد 1، حدیث 51، صفحہ 264، 265)



Presented by Ziaraat.Com

ایک اور مقام پر یہ بات اور واضح طریقے سے بیان ہوئی "حسین بن خالد نے مولا رضاؑ سے سنا: اللہ ازل سے علیم، قادر، حیؔ، قدیم، سمیع اور بصیر ہے۔ میں نے عرض کیا: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ علم کی وجہ سے عالم اور قدرت کیوجہ سے قادر، حیات کی وجہ سے حی، قدم کی وجہ سے قدیم قوت سماعت کی وجہ سے سمیع اور قوت بصارت کی وجہ سے بصیر ہے۔ یہ سن کر امامؑ نے فرمایا: جو شخص اس نظریئے کا قائل ہو اور اس بات کا اعتقاد رکھتا ہو تو اس نے اللہ کیساتھ کئی معبود بنا ڈالے اور اسکا ہماری ولایت سے کوئی واسطہ نہیں۔ (حوالہ:- عیون الاخبار الرضا، جلد 2، صفحہ 202)

ایک مسئلہ یہاں یہ لوگوں کو درپیش ہوتا ہے کہ وہ اپنا قیاس اپنے اللہ پر بھی کرتے ہیں یعنی جیسے ہم کانوں سے سنتے ہیں آنکھوں سے دیکھتے ہیں ویسے ہی اللہ کے بھی کان ہوں گے آنکھیں ہوں گی چاہے وہ امام کے کانوں کو اللہ کے کان سمجھے یا انکی آنکھوں کو اللہ کی آنکھیں سمجھیں۔ یہ عقیدہ بالکل غلط ہے کیونکہ مولا جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ "سائل نے پوچھا امام جعفر صادقؑ سے آپؑ تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ سننے والا اور دیکھنے والا



Presented by Ziaraat.Com

ہے؟ فرمایا: بے شک وہ سمیع و بصیر ہے لیکن بغیر کسی عضو کے سنتا ہے بغیر کسی آلے کے دیکھتا ہے" (حوالہ:- اصولِ کافی، جلد 1، کتابِ توحید، باب 2، حدیث 6، صفحہ 140)

اب جو امام عین اللہ، ید اللہ، لسان اللہ، جنب اللہ، وجہ اللہ ہوتا ہے پھر اسکے کیا معنی؟ ہیں یقیناً یہ سوال آپ کے ذہنوں میں آیا ہو گا اس پر ہم آگے آنے والے باب میں گفتگو کریں گے۔ اب معرفتِ توحید میں ایک اور بات زیرِ بحث رہتی ہے کہ اللہ کہاں ہے اور لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ آسمان پر کہیں مقیم ہے اللہ کب سے ہے اللہ کو خوش کرنے کیلئے مختلف اعمال بجالاتے ہیں اس عقیدے کی بھی امامؑ نے سخت الفاظ میں مذمت کی ہے جیسے کہ "امیر المومنینؑ سے کسی نے پوچھا کہ زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے ہمارا اللہ کہاں تھا؟ آپؑ نے فرمایا کہاں کا لفظ مکان کیلئے استعمال ہوتا ہے اللہ تھا اور مکان نہیں تھا"۔ (حوالہ:- سوال عوام کے جواب امام کے جلد 2، صفحہ 28)

مولا رضاؑ سے کچھ لوگوں نے آکر 3 سوال کیئے:

1۔ اللہ کہاں تھا؟



Presented by Ziaraat.Com

2۔ کیسے تھا؟

3۔ اور اس کا سہارا کس چیز پر تھا؟

مولاؑ نے جواب دیا:

1۔ اللہ نے جگہ اور کہاں کو خود مقرر کیا ہے وہ "کہاں" سے پاک ہے۔

2۔ اللہ نے خود کیفیات کو خلق کیا اس پر کیفیت طاری نہیں ہوتی۔

3۔ اسکا اعتماد اور سہارا خود اس کی قدرت پر تھا۔ (حوالہ:- عیون الاخبار الرضا، جلد 1، صفحہ 199)

ویسے تو ہم امید کرتے ہیں کہ دیئے ہوئے دلائل ہمارا پیغام پہنچانے کیلئے کافی ہیں مگر اتمام حجت کیلئے یہ آخری حدیث پیش خدمت ہے "مولا امام صادقؑ سے پوچھا گیا زمین و آسمان کے خلق کرنے سے پہلے ہمارا رب کہاں تھا؟ فرمایا یہ سوال مکان سے ہے اور اللہ کیلئے مکان نہیں"۔ (حوالہ:- اصولِ کافی، کتاب التوحید، باب 6، حدیث 5، صفحہ 149)

اللہ کی قسم:

قسم کی ہمارے دین میں بہت اہمیت ہے جب آپ کسی بات پر زور دے کر بیان کرتے ہیں یا بات کی اہمیت بہت زیادہ ہو تو وہاں قسم کھائی جاتی ہے



Presented by Ziaraat.Com

اور اگر قسم جھوٹی کھائی تو شریعت میں اسکا کفارہ بھی ہے۔ لیکن ہم آپکو ایک ایسی بات بتائیں جو شاید آپ نے پہلے نہ سنی ہو۔ ہم نے معرفت کو ہی ہر چیز کی بنیاد قولِ معصومؑ سے ثابت کیا ہے اور شاید آپ کو یہ جان کر حیرت ہو کہ قسم بھی بغیرِ معرفت نہیں کھائی جاسکتی یعنی اگر آپ اللہ کی قسم کھا رہے ہیں اور آپ کو اللہ کی معرفت ہی نہیں ہے تو ایسی قسم کی دین میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اپنی بات کو تقویت دینے کیلئے ہم امیر المومنینؑ کا ایک واقعہ پیش کر رہے ہیں جو کہ ہمارے موقف کو ثابت کرنے میں کافی ہو گا۔ "مولا علیؑ بازار میں تشریف لائے تو انکی پشت کے پیچھے ایک آدمی تھا جو کہہ رہا تھا اللہ کی قسم جو سات پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ حضرتؑ نے اس کی پشت پر ضرب لگائی پھر فرمایا وہ کون ہے جو سات پردوں میں پوشیدہ ہے؟ اس نے کہا اے امیر المومنینؑ وہ اللہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا تو نے خطا کی تیری ماں تیرے غم میں روئے۔ اللہ اور اسکی مخلوق کے درمیان کوئی حجاب نہیں کیوں کہ وہ جہاں کہیں ہو وہ انکے ساتھ ہے وہ شخص کہنے لگا مولاؑ میری اس بات کا کفارہ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا تم جان لو کہ جہاں کہیں تم ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ اس نے کہا کیا



Presented by Ziaraat.Com

مین مسکینوں کو کھانا کھلاؤں؟ آپؑ نے فرمایا نہیں تم نے اپنے رب کی غیر کی قسم کھائی ہے"۔ (حوالہ:- التوحید، حدیث 21، صفحہ 149)

فلسفہ عبادت:

یہ فطرتِ انسانی ہے کہ جسکو بھی وہ اپنا رب، اپنا خالق اور اپنا معبود جانتا ہے اسکے سامنے جھکنا ضرور ہے اس لیئے ہر مذہب کے لوگ اپنے اپنے خداؤں کی پوجا پاٹ کرتے ہیں تا کہ انکا رب ان سے راضی رہے مگر دین اسلام بے عقلوں کا دین نہیں ہے یہاں عبادت بھی تحتِ معرفت ہے گو کہ یہاں بھی اکثریت بے دینوں کی ہے اس لیے انکی عبادت کا ذکر یہاں ہمارا مقصود نہیں ہم صاحبانِ عقل کی عبادت کا ذکر کر رہے ہیں جن کی عبادت بھی بغیرِ معرفت نہیں ہوتی جیسا کہ مولا علی ابن الحسینؑ فرماتے ہیں "سمجھ بوجھ کے بغیر کوئی عبادت، عبادت نہیں"۔ (حوالہ:- تفسیر نوا لثقلین، جلد 1، صفحہ 88)

لیکن اس کے باوجود ہمارے سامنے تین قسم کے عبادت گزار آتے ہیں جیسا کہ مولا جعفر ابنِ محمدؑ نے فرمایا "عبادت تین طرح کی ہوتی ہے، 1- کچھ لوگ جہنم کے خوف سے عبادت کرتے ہیں، یہ غلاموں کی عبادت



Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ 2۔ کچھ لوگ جنت کی لالچ میں عبادت کرتے ہیں یہ تاجر کی عبادت ہے۔ 3۔ کچھ لوگ اللہ کی محبت کی وجہ سے عبادت کرتے ہیں یہ آزاد لوگوں کی عبادت ہے اور یہی افضل عبادت ہے"۔ (حوالہ:- تفسیر نور الثقلین، جلد 1، صفحہ 82)

پہلی قسم کے عبادت گزار آپ کو ہر وقت گھبرائے ہوئے خوف زدہ نظر آئیں گے اور اسی خوف سے وہ لوگوں کو تبلیغ بھی کرتے ہیں جہنم سے بچو اگر اللہ کی عبادت نہ کی تو جہنم کی آگ میں جلو گے ایسے لوگوں کو اللہ سے کوئی محبت نہیں ہوتی بس وہ جہنم سے ڈرتے ہیں، دوسری قسم کے لوگ خدمتِ انسانیت میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں صرف جنت کیلئے انکا بھی اللہ سے کوئی لینا دینا نہیں ہوتا۔

مگر جو تیسرے قسم کے لوگ ہیں وہ قابل ستائش ہیں اور معصومؑ نے بھی انکو سراہا ہے کیونکہ انکی عبادت کی وجہ اللہ کی محبت ہوتی ہے اور محبت ہو نہیں سکتی بغیر معرفت جیساکہ "امیر المومنینؑ نے فرمایا: محبت معرفت کی شاخ ہے"۔



Presented by Ziaraat.Com

اور ایک مقام پر رسولؐ اللہ نے فرمایا "جب تم کو کسی شخص کے متعلق اچھی عبادت کا حال معلوم ہو تو یہ دیکھو اسکی عقل کیسی ہے کیوں کہ بدلہ عقل کے مطابق دیا جائے گا" (حوالہ:- اصول کافی جلد 1، کتاب العقل، حدیث 9، صفحہ 46)

اور مولا عسکریؑ فرماتے ہیں "عبادت زیادہ روزے رکھنے اور نمازیں پڑھنے کا نام نہیں ہے، عبادت نام ہے اللہ کے امر میں غور و فکر کرنے کا"۔ (حوالہ:- مناقب اہلبیتؑ جلد 4، صفحہ 430)

یہاں ان لوگوں کا ذکر نہ کرنا بڑی ناانصافی ہو گی جو بیچارے بغیر معرفت اعمال بجالاتے ہیں اور اپنی پوری عمر اسی میں گزار دیتے ہیں ان عقل کے اندھوں کیلئے امامؑ فرماتے ہیں "امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: بغیرِ عقل و فہم کے عبادت کرنے والا غلط راستے پر چلنے والے کی مانند ہے کہ جتنا تیز چلے گا اتنا ہی منزل سے دور رہے گا اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ نہیں قبول کرتا کسی عمل کو بغیر معرفت کے اور معرفت مفید نہیں بغیر عمل" (حوالہ:- اصول کافی، کتاب العقل، جلد 1، باب 13، حدیث 13، صفحہ 8)



Presented by Ziaraat.Com

ہم نے احادیث معصومین کو دلائل بنا کر یہ واضح کیا ہے کہ بغیر معرفت عبادت ایک لاحاصل فعل ہے اور یہ ناقص اور ناکارہ عمل اللہ کا مقصود نہیں ہے۔ اللہ کو ہماری عبادت کی ضرورت نہیں مگر اس نے ہمیں درجات بلند کرنے کیلئے عبادت کا حکم دیا مگر اسکی شرط اپنی معرفت رکھی اب جو بھی اللہ کی معرفت رکھ کر عبادت کرتا ہے وہ یقیناً قابل ستائش ہے ۔ اللہ کی معرفت حاصل کیسے کی جائے یہ ہم آنے والے باب میں بیان کریں گے۔

## معرفتِ نفس (معنی):

یہ نہایت ہی اہم باب ہے اور میری گزارش ہے اپنے تمام قارئین سے کہ برائے مہربانی اس باب کو غور سے پڑھیں اور سمجھیں بے شک آپ کو یہ باب ایک سے زائد بار ہی کیوں نہ پڑھنا پڑے۔

جب آپ احادیث معصومینؑ کا توحید کے سلسلے میں غور سے مطالعہ کریں گے تو آپ محسوس کریں گے کہ آئمہؑ نے لفظِ اللہ دو طریقوں سے استعمال کیا ہے کہیں اللہ اسم کیلئے استعمال ہوا ہے اور کہیں نفس (معنی) کیلئے مثال کے طور پر ایک حدیث ہم پیش کر رہے ہیں جو ہمیں مدد کرے گی اپنی



Presented by Ziaraat.Com

بات سمجھانے کیلئے "امیر المومنینؑ نے فرمایا: اسکا نام اللہ، اللہ تبارک و تعالیٰ کا غیر ہے" (التوحید، صفحہ 220) ایک اور جگہ آپؑ فرماتے ہیں" اللہ کو اللہ کے ذریعے پہچانو"

اسم، نفس کا تعارف کرواتا ہے کیونکہ نفس (معنیٰ) کبھی ظاہر نہیں ہوتا وہ اسم کو ظاہر کرتا ہے اور اسم کا تعارف (معرفت) دراصل نفس (معنیٰ) کی معرفت ہوتی ہے۔ اس بات کی دلیل ہم چار احادیث سے پیش کرتے ہیں ۔ "امیر المومنینؑ سے کسی نے پوچھا کہ آپؑ نے اپنے رب کو کیسے پہچانا؟ فرمایا: اس چیز سے جس سے اس نے اپنے نفس کا تعارف کروایا " (حوالہ:- اصولِ کافی، جلد 1، کتابِ توحید، باب 3، حدیث 1، صفحہ 143) "ابراہیم بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے امام ابو عبداللہؑ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: اللہ کا ہر ایک امر عجیب ہے لیکن اس نے تم پر حجت تمام کی ہے اس چیز سے جس سے اس نے اپنے نفس کا تعارف کروایا "۔ (حوالہ:- اصولِ کافی، جلد 1، کتاب توحید، باب 4، حدیث 3، صفحہ 144)



Presented by Ziaraat.Com

"محمد بن حکم سے مروی ہے کہ مولا کاظمؑ نے میرے باپ کو لکھا کہ اللہ اعلیٰ واجل واعظم ہے اس سے کہ کوئی اس کی صفت کی حقیقت تک پہنچ سکے۔ پس اسکی وہی تعریف کرو جو اس نے اپنے نفس کی خود کی ہے اس کے سوا تعریف سے بچو"۔ (حوالہ:- اصولِ کافی، جلد 1، کتاب التوحید، باب 10، حدیث 6، ص 164) اور امیر المومینؑ فرماتے ہیں " اللہ کی معرفت اللہ کے سوا کوئی نہیں رکھتا" اس حدیث پر بھی غور کریں تو یہ عقدہ منکشف ہو گا کہ ایک طرف اللہ نفس (معنی) اور ایک طرف اللہ اسم ہے یعنی نفس کی معرفت اسم کے سوا کسی کو نہیں۔ ویسے تو بہت احادیث ہیں اسم اور نفس کو ثابت کرنے کیلئے مگر ہمارے قارئین عقل و فہم رکھتے ہیں اور وہ سمجھ گئے ہونگے کہ اتنے اقوالِ معصومؑ کسی بات کو سمجھنے کیلئے کافی ہیں مگر پھر بھی اتمام حجت کیلئے یہ آخری حدیث پیش کی جارہی ہے۔ "سنان سے مروی ہے کہ میں نے مولا رضاؑ سے سوال کیا کیا مخلوق کو خلق کرنے سے پہلے اللہ اپنے نفس کا عالم تھا؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا کیا وہ اسکو دیکھتا اور سنتا تھا؟ فرمایا وہ اسکا محتاج نہ تھا کہ وہ اپنا نام لے کیونکہ وہ کسی شکل میں سوال کرنے والا اور کسی کا طلبگار نہیں وہ اسکا نفس



Presented by Ziaraat.Com

ہے اور اسکا نفس وہ ہے اسکی قدرت جاری ہونے والی ہے وہ اسکا محتاج نہیں کہ اسکے نفس کا نام رکھا جائے لیکن اس نے کچھ نام اپنے لیئے منتخب کیئے ہیں جو اسکے نفس کے غیر ہیں وہ انہی ناموں سے پکارا جاتا ہے کیونکہ اگر وہ کسی نام سے، نہیں پکارا جاتا تو اسکی معرفت نہ ہوتی پس سب سے پہلے اپنا نام اس نے علی العظیم رکھا"۔ (حوالہ:- اصول کافی، جلد 1، کتابِ توحید، باب 15، حدیث 2، صفحہ 181)

ہم امید کرتے ہیں کہ ہم اپنا موقوف صحیح معانی میں ثابت کر چکے ہیں اور یہ ہم نے بنیاد رکھی ہے اگلے باب کیلیئے جو اس کتاب کے دل کی حیثیت رکھتا ہے۔

## عبادت کس کی کرنی ہے؟

یہ نہایت ہی اہم موضوع ہے اور جیسا کہ ہم نے کہا تھا کہ یہ موضوع ہماری کتاب میں دل کی حیثیت رکھتا ہے۔

ہم بڑے وثوق کے ساتھ یہ بات کر رہے ہیں کہ اس باب کا مطالعہ کر کے آپ ہماری بات سے اتفاق کریں گے کہ دنیا میں 99.9999 فیصد لوگ یا



Presented by Ziaraat.Com

شاید اس سے بھی زیادہ اسم کی عبادت کر رہے ہیں جبکہ آئمہؑ نے اسم کی عبادت کرنے کو کفر اور شرک کہا ہے۔

یہ وہ غلطی ہے جو شیعہ اور خوش عقیدہ مومنین بھی کر گئے یہ الگ بات ہے کہ باقیوں سے جدا وہ کم سے کم اسم کی معرفت تو رکھ رہے ہیں لیکن بہر حال عبادت اسم کی ہی ہو رہی جب کہ عبادت معنی (نفس) کی ہونی چاہیے۔

اس بات کو ثابت کرنے کیلئے ہم کوئی زیادہ احادیث بیان نہیں کریں گے گو کہ احادیث بہت ہیں لیکن ہم نے 3 ایسی احادیث کا انتخاب کیا ہے جس میں سے آخری دو احادیث ہمارے مدعا کیلئے دلیل نہیں بلکہ برھان ہیں۔

جو پہلی حدیث ہم پیش کرنے جارہے ہیں وہ شہرہء آفاق حدیث امام جعفر صادقؑ سے ہے جو انہوں نے اپنے صحابی حشام بن حکم سے بیان فرمائی "

ہشام بن حکم نے سوال کیا ہے امام صادقؑ سے کہ اسماء الٰہیہ کے اشتقاق کے متعلق اور یہ کہ "اللہ" کس سے مشتق ہے؟ آپؑ نے فرمایا: وہ مشتق ہے لفظ الٰہ سے اور وہ مقتضیٰ مادہ ہے، اسم مسمیٰ کا غیر ہے، پس جس نے معنی کو چھوڑ کر اسم کی عبادت کی اس نے کفر کیا اور کسی کی عبادت نہ کی



Presented by Ziaraat.Com

اور جس نے اسم و معنی دونوں کی عبادت کی اس نے کفر کیا دونوں کی عبادت کی۔ جس نے معنی کی عبادت کی نہ کہ اسم کی تو یہ توحید ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا: اے ہشام! تم، سمجھ گئے؟ میں نے کہا کچھ اور واضح کیجئے۔

فرمایا: اللہ کے 99 نام ہیں پس اگر ہر اسم مسمی بن جائے تو ان میں سے ہر نام ایک معنی بن جائیگا لیکن لفظ اللہ سے مراد وہ معنی ہے جس کی طرف یہ تمام اسماء دلالت کرتے ہیں وہ سب اسکے غیر ہیں" (حوالہ:- اصولِ کافی، جلد 1، کتابِ توحید، باب 5، حدیث 2، صفحہ 146)

اس حدیث میں غور طلب بات یہ ہے کہ مولاؑ نے فرمایا ہے اسم مسمیٰ کا غیر ہوتا ہے۔

مولاؑ فرمارہے ہیں جس نے معنی کو چھوڑ کر اسم کی عبادت کی اس نے کفر کیا اور کسی کی بھی عبادت نہ کی پھر جس نے اسم کو معنی سمجھا یعنی یہی اسم ہے اور یہی معنی ہے تو یہ اسم و معنی دونوں کی عبادت کہلائی یہ بھی کفر ہے اور جس نے معنی کی عبادت کی نہ کہ اسم کی تو یہ توحید ہے۔ اب مولاؑ وہ بات کر رہے ہیں جو پچھلے باب میں ہم نے آپ کو سمجھائی تھی کہ کہیں



Presented by Ziaraat.Com

اللہ بطورِ اسم استعمال ہوا ہے اور کہیں بطورِ معنی (نفس) یہ حدیث شروع ہوئی تھی اسم اللہ سے اب مولاؑ فرمارہے ہیں کہ لفظ اللہ سے مراد وہ معنی (نفس) ہے جسکی طرف یہ تمام اسماء دلالت کرتے ہیں وہ سب اسکے غیر ہیں۔ اسم اپنے نفس پر دلالت کرتا ہے۔

ویسے وہ لوگ جن کو عقل انکے خمیر میں ملی تھی وہ یقیناً بات سمجھ چکے ہوں گے لیکن ہمیں سب کو ساتھ لے کر چلنا ہے اور وہ دو برھان ابھی دینا باقی ہیں۔

پہلی برھان امام محمد باقرؑ کی ایک خدیث ہے "عبد الرحمٰن سے منقول ہے کہ میں نے مولا باقرؑ کو خط لکھا اور کہا: میں آپؑ پر قربان جاؤں ہم رحمٰن، رحیم، واحد، احد اور صمد کی عبادت کرتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: جس نے مسمی کو چھوڑ کر اسم کی عبادت کی تو اس نے شرک و کفر کا ارتکاب کیا اور اس نے معبود کا انکار کیا اور اس نے کسی چیز کی بھی عبادت نہیں کی۔ میں تو اُس اللہ، واحد، صمد کی عبادت کرتا ہوں جس کے یہ تمام نام ہیں، نام تو صفات ہیں جن سے اللہ نے اپنا وصف بیان کیا ہے" (حوالہ:- تفسیر نو الثقلین، جلد 1، صفحہ 82) یہ فرق ہے مخلوق اور خالق میں اگر یہی سوال



Presented by Ziaraat.Com

مخلوق میں سے کسی سے کیا جاتا تو اس کا جواب ہوتا بے شک ایسا ہی ہے مگر امامؑ وہ ہوتا ہے جو منہ سے نکلے سوال کا جواب نہیں دیتا بلکہ جو ماغ میں سوال ہوتا ہے اس کا جواب دیتا ہے۔ امامؑ کو معلوم تھا کہ یہ سوال اسم کی عبادت کے متعلق ہے اس لئے مولاؑ نے جواب دیا۔ جس نے مسمیٰ کو چھوڑ کر اسم کی عبادت کی تو اس نے شرک و کفر کیا۔ اب یہاں یہ دیکھنا ہے کہ مسمیٰ کون ہوتا ہے۔ مسمیٰ نفس ہوتا ہے۔ جب انسانوں کے نام رکھے جاتے ہیں تو وہ صرف نام ہوتے ہیں یعنی اگر کسی کا نام تراب ہے تو وہ مٹی (تراب) نہیں ہو گا۔ کسی کا نام سمندر خان ہے تو وہ سمندر نہیں ہو گا اور کسی کا نام مہتاب ہے تو وہ چاند نہیں ہو گا۔ مگر جو نام ہمارے معصومینؑ کے ہیں وہ خود بھی ویسے ہی ہیں آپ نے ہمیشہ سنا ہو گا کہ ہمارے آئمہؑ اسم با مسمیٰ ہیں یعنی جو نام ہے نفس بھی ویسا ہی ہے۔ تو مولاؑ نے کیا فرمایا کہ جس نے مسمیٰ (نفس) کو چھوڑ کر اسم کی عبادت کی وہ شرک و کفر کا مرتکب ہوا اور اس نے معبود کا انکار کیا اور کسی چیز کی عبادت نہ کی۔ اتنی لمبی تشریح جو ہم نے بیان کی اس کو امامؑ نے ایک جملے میں سمیٹا جو اس حدیث کا تیسرا حصہ ہے اور فرمایا" میں تو اللہ، واحد، صمد کی عبادت کرتا



Presented by Ziaraat.Com

ہوں جسکے یہ نام ہیں۔ نام تو صفات ہیں جن سے اللہ نے اپنا وصف بیان کیا ہے "۔ ہم نے لفظ اللہ کو انڈر لائین کیا ہے اوپر والا لفظِ اللہ اسم کے طور پر آیا اور نیچے والا نفس کے طور پر۔ آپ نے غور کیا کہ جو الفاظ عبد الرحمٰن نے سوال میں استعمال کیے تھے تقریباً وہی الفاظ امامؑ نے جواب میں استعمال کیے مگر دونوں جگہ مراد کا فرق ہے سوال میں مراد اسم تھا اور جواب میں مسمٰی یعنی نفس یعنی معنی مراد ہے۔

اب جو حدیث ہم پیش کرنے جا رہے ہیں وہ ہمارے دعوے اور موقف کی ایک اور برھان ہے اور اسکے بعد کسی کو بھی کوئی شک نہیں رہنا چاہیئے ۔ "مولا رضاؑ فرماتے ہیں کہ اس حقیقت کو جان لو کہ غیر موصوف کی صفت نہیں ہوتی اور معنی کے بغیر اسم نہیں ہوتا۔ اللہ کی معرفت اس کی صفات اور اسماء سے ممکن ہے اور اللہ کی معرفت اس کی صفات اور اسکے اسماء کے ذکر سے ہو سکتی ہے۔ اگر حق کی صفات اس کی دلیل نہ ہوتیں اور اسکے اسماء اسکے داعی نہ ہوتے تو عبادت اللہ کی ہرگز قرار نہ پاتی بلکہ وہ اسماء اور صفات کی قرار پاتی۔ (حوالہ:- عیون الاخبار الرضا، جلد 1، صفحہ (299



Presented by Ziaraat.Com

اس حدیث میں پہلے مولاؑ فرماتے ہیں کہ معنی (نفس) کے بغیر اسم نہیں ہوتا پھر مولاؑ نے اسم کی تھوڑی سے معرفت کروائی لیکن آخری جملے میں مولاؑ نے اسم کی عبادت کے عقیدے کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند کر دیا۔ اور کیا کمال جملے ہیں کہ "اگر اسکی صفات اسکی دلیل نہ ہوتیں اور اسکے اسماء اسکے داعی نہ ہوتے تو عبادت اللہ کی ہرگز قرار نہ پاتی بلکہ وہ اسماء اور صفات کی قرار پاتی۔

ہمیں یقین ہے کہ مومنین نے اپنی اصلاح اپنے امامؑ کی احادیث کی بنیاد پر کر لی ہو گی۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نفس کی معرفت اور عبادت کیسے ہو؟ اس بات کو ہم اگلے باب میں واضح کریں گے انشاء اللہ۔

## عبادت کیسے ہو گی؟

پچھلے باب کی بحث کے بعد یہ سوال ہر صاحبِ عقل کے دماغ میں آیا ہو گا ۔تو عرض یہ ہے کہ نفس کی معرفت اس کے اسم اور صفات سے ہوتی ہے ۔ مولاؑ فرماتے ہیں کہ "نفس ایک لطیف شے ہے جو نظر نہیں آتی" یہ ہے مخلوق کا نفس جس کو دیکھا جانا محال ہے کجا یہ کہ ہم اللہ کے نفس کو دیکھ سکیں ہم تو اسکے اسم کو بھی نہیں دیکھ سکتے۔



Presented by Ziaraat.Com

جو جتنا کسی کے اسم اور صفات کی معرفت رکھتا ہو گا وہ اتنا ہی اسکی معرفت رکھتا ہو گا۔ نفس کیفیت نہیں رکھتا اس کی کیفیت کا اندازہ اس کے اسم کو دیکھ کر ہوتا ہے مثلاً اگر میں غمزدہ ہوں تو آپ میرے چہرے کو دیکھ کر کہیں گے کہ یہ غمزدہ ہے اگر میں خوش ہوں تو بھی چہرے سے ظاہر ہو گا غصہ بھی چہرے سے ظاہر ہو گا غرض یہ ہکہ ہر کیفیت کا اندازہ اسکے اسمِ وجودی سے لگایا جاتا ہے گو کہ آپ دیکھ اسم وجودی کو رہے ہوتے ہیں اسکی معرفت نفس کی معرفت ہوتی ہے۔ اگر یہ اسمِ وجودی یا اُسکی صفات نہ ہوں تو نفس کی معرفت ناممکن ہے۔ یہ معاملہ تھا مخلوق کا اور اللہ کی معرفت بھی اسکی صفات اور اسماء کے وسیلے سے حاصل کیجائے گی اور اس کی عبادت بھی اسی کے ذریعے سے ہو گی وسیلہ اللہ کا اسم اور صفات ہیں جنکے بغیر اسکی عبادت محال ہے بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ جس نے اللہ کی عبادت اس کے اسماء اور صفات کے وسیلے کے بغیر کی تو وہ اللہ کے غیر کی عبادت کرتا ہے اللہ کی نہیں۔ مولاؑ نے فرمایا ہے کہ "اگر کوئی شخص اللہ کی عبادت کرتے ہوئے اللہ کی کوئی شکل اپنے ذہن میں بناتا ہے تو گویا اس نے اپنے ہی ایک بنائے ہوئے بت کی عبادت کی"



Presented by Ziaraat.Com

اسم اور صفات کو وسیلہ بنا کر اللہ کی عبادت کرنے کیلئے ہم یہاں ایک حدیث پیش کر رہے ہیں جہاں مولا صادق آلِ محمدؑ فرماتے ہیں "اللہ کی پناہ کوئی چیز جو اس کا غیر ہے اس کے ساتھ نہیں ہو سکتی اللہ تھا مخلوق نہ تھی اس نے اسماء کو خلق کیا تاکہ وہ اسکے اور اسکی مخلوق کے درمیان وسیلہ بن جائیں۔ لوگ انکے ذریعے سے اللہ کے سامنے فریاد کریں اور اسکی عبادت کریں" (حوالہ:- اصولِ کافی، جلد 1، کتابِ توحید، باب 16، حدیث 7، صفحہ 185) جو دلائل ہم نے نفس (معنی) کی معرفت اور عبادت کیلئے دی ویسے تو وہ دلائل ہمارا موقف ثابت کرنے کیلئے کافی ہیں مگر ہم چاہتے ہیں کہ کوئی بھی موضوع حدیثِ معصومؑ پر ہی تمام ہو۔ اب ہم یہاں دو احادیث پیش کر رہے ہیں ایک مولا رضاؑ سے اور ایک مولا باقرؑ سے۔

مولا رضا فرماتے ہیں کہ "اللہ کی معرفت کا ادراک صفات اور اسماء کی ذریعہ (وسیلے) سے ہوتا ہے اگر اللہ کی صفات اس پر دلالت نہ کریں اور اس کے اسماء اس کی طرف نہ بلائیں تو مخلوق کی تمام جمع کردہ معلومات اسکے معنی کا ادراک نہیں کر سکتے" (حوالہ:- التوحید، صفحہ 359) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ (معنی) کی معرفت اور عبادت ہو ہی نہیں



Presented by Ziaraat.Com

سکتی سوائے اس کے اسماء اور صفات کے ذریعے۔ اسی لیے امأم نے فرمایا" اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ کی عبادت نہ ہوتی ہمیں دیکھ کر ملائکہ اور مخلوق نے اللہ کی عبادت کی"۔

اس موضوع کو اختتام پذیر کرنے کیلئے امام محمد باقرؑ کی حدیث پیشِ خدمت ہے "ابو حمزہ سے مروی ہے کہ مولا باقرؑ نے فرمایا: اللہ کی عبادت وہ کرتا ہے جو اللہ کی معرفت رکھتا ہے اور جو معرفت نہیں رکھتا وہ ضلالت کے ساتھ عبادت کرتا ہے، میں نے پوچھا: اللہ کی معرفت کیا ہے؟ فرمایا: اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی تصدیق اور مولا علیؑ سے دوستی اور ان کو اور دیگر آئمہؑ ہدیٰ کو امام ماننا اور انکے دشمنوں سے اظہار براءت کرنا اس طرح معرفتِ الٰہی باری تعالیٰ حاصل ہوتی ہے" (حوالہ:- اصولِ کافی، جلد 2، کتاب الحجت، باب 7، حدیث 1، صفحہ 30)

ذات:

آپ کے مشاہدے میں یقیناً کچھ لوگ آئے ہوں گے جو اللہ کی ذات پر گفتگو کرتے ہوں گے اور انکی گفتگو میں بار بار لفظِ ذات آتا ہے اور وہ ہر بات پر یہ کہتے ملیں گے کہ یہاں اللہ کی ذات مراد ہے۔ ایسے لوگ توحید



Presented by Ziaraat.Com

سے ناواقف ہوتے ہیں اور مترجمین نے بھی کمال کیا کہیں "ھُوَ" کا ترجمہ بھی ذات کیا، کہیں "ھوالذی" کا ترجمہ ذات کیا، کہیں "یا من" کا ترجمہ ذات کیا ان ہوشیاروں سے کوئی یہ پوچھے کہ بھائی یہ تمام الفاظ عربی کے ہیں اور لفظِ ذات بھی عربی کا لفظ ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ عربی کے لفظ کا ترجمہ عربی کا ہی ایک دوسرا لفظ ہو بالکل ویسے ہی جیسے "الہٰ" کا ترجمہ معبود کیا جاتا ہے۔ یہاں ان لوگوں کا مسئلہ ذاتی اَنا ہے اور انکو اپنے جہل کا اقرار کرتے ہوئے بے پناہ شرمندگی ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ کہنا کہ میں نہیں جانتا اعلیٰ ظرفوں کا کام ہے کم ظرفوں کا نہیں جبکہ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ "اگر تم سے کوئی سوال کیا جائے جس کا جواب تم نہیں جانتے تو اسکا بہترین جواب یہ ہے کہ میں نہیں جانتا" اپنی علمیت دکھانا اور سامنے والے کو یہ جتانا کہ میں سب جانتا ہوں انکے احساس کمتری کو ظاہر کرتا ہے۔ امیر المومنینؑ ہی فرماتے ہیں کہ "علم تین بالشت ہے، جو پہلی بالشت تک پہنچا متکبر ہو گیا اور دعویٰ کرنے لگا، جو دوسری بالشت تک پہنچا متواضع ہو گیا اور اپنے آپ کو ذلیل سمجھنے لگے، اور جو تیسری بالشت تک



Presented by Ziaraat.Com

پہنچا فقر اختیار کیا اور فنا ہو گیا اور اسکو اس بات کا علم ہوا کہ وہ کچھ نہیں جانتا"(حوالہ:۔نہج الاسرار جلد 1 صفحہ 39)

سن ہو گئے کان تو سماعت پائی

آنکھیں پتھرائیں تو بصارت پائی

جب علم کے سب کھنگال ڈالے قلزم

تب، دولت عرفان جہالت پائی

آپ نے یہاں غور کیا کہ دوسری اور تیسری بالشت والا یہ اقرار کرتا رہتا ہے کہ وہ کچھ نہیں جانتا اور اسی لیے پوری زندگی معرفت کے نہ ختم ہونے والے سفر پر چلتا رہتا ہے۔ اپنے آپ کو حقیر طالب علم اور اپنے مولاؑ کو اپنا امامؑ اور عالم سمجھتا رہتا ہے۔ جب کہ اسکے بالکل بر عکس جو پہلی بالشت پر آجاتا ہے وہ مغرور ہو جاتا ہے اور یہ سمجھنے لگتا ہے کہ وہ سب جان گیا جس چیز کا آپ کو علم نہیں ہے اس میں باعثِ فخر بات یہ ہے کہ آپ کہہ دیں کہ میں نہیں جانتا اس سے آپ بھی بچ گئے اور سامنے والا بھی گمراہی سے بچ گیا مگر نہ جانتے ہوئے کسی کو غلط بتانا سوائے گمراہی اور گناہ کے کچھ نہیں۔ اگر آپ کو "الہ" کا مطلب کسی لغت میں نہیں ملا تو



Presented by Ziaraat.Com

"الہٰ" کو "الہٰ" ہی لکھیے نہ کہ "معبود" اسی طرح ہر نا معلوم لفظ جسکا مطلب آپ کو نہیں معلوم وہاں "ذات" لکھ دینا ظلم ہے۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ "جو ہر سوال کا جواب دے وہ مجنون ہے"

اللہ کی ذات پر گفتگو اور اللہ کی ذات پر غور و فکر کی سخت ممانعت ہے جس کی دلیل میں ہم کچھ احادیثِ معصومینؑ پیش کر رہے ہیں۔

"ہر شے کے متعلق کلام کرو سوائے اللہ کی ذات کے "(حوالہ:- اصول کافی، کتابِ توحید، باب 8، حدیث 1، صفحہ 152)

"مولا عسکریؑ فرماتے ہیں: اللہ کی ذات میں بحث کرنے سے تم کو باز رکھا گیا ہے"(حوالہ:- التوحید، حدیث 14، صفحہ 79)

"مولا باقرؑ نے فرمایا: تم اللہ کی عظمت کے بارے میں جو چاہے ذکر کرو اور اس کی ذات کے بارے میں ذکر نہ کرو"(حوالہ:- التوحید، حدیث 3، صفحہ 373)

اس باب کا اختتام ہم امامؑ کی ایک حدیث پر کر رہے ہیں مولا علیؑ فرماتے ہیں "جس نے اللہ کی ذات میں تفکر کیا وہ زندیق (دھریہ) ہو گیا"۔



Presented by Ziaraat.Com

ہم نے نیک نیتی اور خوشنودیٔ محمدؐ و آلؑ محمدؐ کیلئے اپنی طرف سے پوری کوشش کیساتھ زیاد سے زیادہ آسان طریقے سے اللہ کی معرفت اور عبادت کیسے کرنی ہے بتایا ہے اور ہم امید کر رہے ہیں کہ آپ بھی زیادہ سے زیادہ مطالعہ کی عادت ڈالیں کیونکہ ہم ہر باب میں چیدہ چیدہ احادیث لکھ رہے ہیں مگر جب آپ خود پڑھیں گے تو باقی احادیث بھی کتب میں پڑھیں گے جو ہم نے کتاب کی طوالت کے خوف سے نہیں لکھیں۔ انشاء اللہ مولاؑ آپ کی مدد اور رہنمائی ضرور فرمائیں گے جب آپ حصولِ علم کیلئے مشقت کریں گے اور کتب سے احادیث پڑھیں گے۔

<u>معرفتِ اسم:</u>

یہ معرفت وہ معرفت ہے جس کے بغیر توحید غیر معلوم ہے۔

اسم پر سرسری گفتگو ہم نے معرفتِ توحید کے باب میں کی تھی مگر اب ہم ایک تفصیلی گفتگو اسم پر کرنے جا رہے ہیں۔ پہلے یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اسم ہوتا کیا ہے اور اس کا مقصد کیا ہوتا ہے۔

اسم کے چار روپ ہیں۔

1۔ اسمِ مکتوبی



Presented by Ziaraat.Com

2۔اسم ملفوظی

3۔اسم ذہنی

4۔اسم وجودی / حقیقی

اسم مکتوبی سے مراد وہ اسم ہے جو لکھا جاتا ہے

اسم ملفوظی سے مراد وہ اسم ہے جو بولا جاتا ہے

اسم ذہنی سے مراد وہ اسم ہے جو ذہن میں سوچا جاتا ہے

اسم حقیقی سے مراد وہ اسم ہے جو وجود لے کر سامنے موجود ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کا نام رکھا جاتا ہے در اصل وہ نام اسکے نفس کا ہوتا ہے جو اس نفس کو پکارنے کیلیئے رکھا جاتا ہے جب ایک ماں بچے کو جنم دیتی ہے تو وہ چاہتی ہے کہ جلدی سے وہ بچہ اس کے پاس آجائے لیکن اگر کوئی ایک کاغذ پر اس بچے کا نام لکھ کر ماں کو دے کر کہے کہ اس کو گلے لگالو تو کیا ماں کو قرار آجائے گا؟ اسی طرح بچے کا نام ماں کے سامنے لیتے رہو اور کہو کہ وہ بہت خوبصورت ہے گورا رنگ ہے کالی آنکھیں ہیں تب بھی ماں کو قرار نہ آئے گا نہ وہ اس سے سکون



Presented by Ziaraat.Com

پائے گی مگر جیسے ہی وہ بچہ اسمِ حقیقی کے ساتھ ماں کے پاس آئے گا ماں کے دل کو قرار آجائے گا اور اسکی امید بر آئے گی۔

یہ تو ہم نے آپ کو اسم کی چار حالتوں کے بارے میں بتادیا کہ اصل منزلِ مراد اسمِ حقیقی / وجودی ہوتا ہے جو جتنا اسمِ حقیقی کے قریب ہو گا وہ اتنا ہی نفس کے قریب ہو گا۔

اب بات یہ آتی ہے کہ اسم کا مقصد کیا ہوتا ہے؟

دراصل اسم اپنے نفس کی معرفت کیلئے ہوتا ہے اور ایک لمحہ بھی تصور نہیں کیا جا سکتا جب نفس ہو اور اسم نہ ہو۔ جب آپ کسی سے بات کرتے ہیں یا کسی کو مخاطب کرتے ہیں تو اسکے نام کو پکارتے ہیں دراصل آپکا مقصود وہ نفس ہوتا ہے لیکن نفس تک رسائی ناممکن ہے اس لیئے اسم وسیلہ بنتا ہے آپ کے اور اپنے نفس کے درمیان جب وہ نفس آپ سے بات کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے بھی وسیلہ یہ اسمِ وجودی ہی ہوتا ہے۔

ہم اسمِ وجودی سے ہی مانوس ہوتے ہیں اسی سے محبت اور قربت اختیار کرتے ہیں اسم سے محبت اور قربت نفس سے محبت اور قربت کہلاتی ہے



Presented by Ziaraat.Com

اور اسی طرح اسم سے بغض اور دوری نفس سے بغض اور دشمنی کہلاتی ہے

اسم کا کام نفس کی معرفت ہے مثلاً اگر کوئی شخص بہادر ہے تو دراصل اسکا نفس بہادر ہے لیکن آپ کہتے ہیں کہ فلاں شخص بہت بہادر ہے۔ یعنی وہ اسم دلیل بنا ہے اپنے نفس کی جیسا کہ مولا رضاؑ فرماتے ہیں "اسم دلیلِ مسمّٰی ہے" (حوالہ:- اصولِ کافی جلد 1، کتابِ توحید، باب 17، حدیث 1، صفحہ 191)

اللہ (نفس) نے بھی اپنی معرفت اسماء اور صفات کے ذریعے ہی کروائی ہے اور اگر اسمائے الٰہی اور اس کی صفات نہ ہوتیں تو اللہ (نفس) کی معرفت محال تھی کیونکہ نفس کبھی بھی منزلِ شہود پر نہیں آتا منزلِ شہود پر ہمیشہ اسم آتا ہے۔

ہمارے اس موقف کو مولا رضاؑ کی یہ حدیث تقویت بخشتی ہے۔ "سنان سے مروی ہے کہ میں نے مولا رضاؑ سے سوال کیا کہ: کیا مخلوق کو خلق کرنے سے پہلے اللہ اپنے نفس کا عالم تھا؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: کیا وہ اس کو دیکھتا اور سنتا تھا؟ فرمایا: وہ اس کا محتاج نہ تھا کہ وہ اپنا نام لے کیونکہ



Presented by Ziaraat.Com

وہ کسی شکل میں سوال کرنے والا اور کسی کا طلب گار نہیں، وہ اس کا نفس ہے اور اس کا نفس وہ ہے اس کی قدرت جاری ہونی والی ہے اور وہ اس کا محتاج نہیں کہ اس کے نفس کا نام رکھا جائے لیکن اس نے کچھ نام اپنے لیئے منتخب کئے ہیں جو اس کے نفس کے غیر ہیں وہ انہی ناموں سے پکارا جاتا ہے کیونکہ اگر وہ کسی نام سے نہیں پکارا جاتا تو اس کی معرفت نہ ہوتی پس سب سے پہلے اپنا نام اس نے علی العظیم رکھا"۔(حوالہ: اصولِ کافی، جلد 1، کتابِ توحید، باب 15، حدیث 2، صفحہ 181) عقلِ انسانی 100 فیصد کامل ہو جائے اور مومن کامل معرفت کی لاکھ گہرائی میں اتر جائے اسم کو نہیں سمجھ سکتی اور نہ ہی اسم سے آگے نکل سکتی ہے کیونکہ اسماء الہی کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے آپ معرفت کا سفر کرتے کرتے کہیں بھی پہنچ جائیں رہیں گے عالمین کی حدود میں ہی اور آپ کا واسطہ اسم سے ہی پڑے گا جو ہر مقام پر ایک نئ شان کیساتھ ہے۔

امیر المومنینؑ کے طویل خطبے سے کچھ جملے ہم یہاں تحریر کر رہے معرفتِ اسم کیلئے اور ہم دعوی کرتے ہیں کہ اولین و آخرین میں سے کوئی بھی ایسے جملے ادا نہیں کر سکتا سوائے لسان اللہ کے



Presented by Ziaraat.Com

امیر المومنینؑ کے طویل خطبے سے نہایت ہی خوبصورت الفاظ معرفتِ اللہ کیلئے:

تھک کر رہ گئی ہے اس کی صفات کے بیان میں اہلِ زبان کی طاقتِ لسانی اور گم ہو گئے اللہ کے بارے میں ان صفات کے خصوصیات و اقسام جو لوگوں کے اذہان میں ہیں اور حیران ہو کر رہ گئیں اس کی قدرت کے بارے میں غور و فکر کی گہرائیاں۔ وہ ایسا ہی پاک ہے جیسی اس نے اپنے نفس کی خود تعریف (حمد) کی ہے ورنہ تعریف (حمد) کرنے والے اس کی تعریف کو نہیں پا سکتے۔ اس نے بغیر کسی سابق مثال کے ہر شے کو ایجاد کیا اس کے سوا ہر صانع کچھ بناتا ہے وہ کسی صنعت کو پیشِ نظر رکھ کر بناتا ہے اور ہر عالم جہالت کے بعد عالم ہوتا ہے اور اللہ کبھی جاہل نہ تھا اور نہ کبھی حصولِ علم کا محتاج ہوا۔ اس کا علم ہر شے کا احاطہ کیئے ہوئے ہے۔ اشیاء کے خلق ہونے سے پہلے وہ ان کا عالم ہے ان کے خلق ہونے سے اس کے علم میں کوئی اضافہ نہیں ہوا نہ کوئی اس کی ضد ہے نہ کوئی اس کی مثل اس کے ملک میں اس کا کوئی شریک نہیں وہ نہ ہلاک ہونے والا ہے



Presented by Ziaraat.Com

اور نہ ختم ہونے والا" (حوالہ:- اصول کافی، جلد 1، کتاب التوحید، باب 22، حدیث 1، صفحہ 212)

یقین جانیے ہمارے پاس الفاظ ہی نہیں کہ اوپر بیان کیے گے خطبے کی مدح کر سکیں لیکن یہاں جوش ملیح آبادی کی ایک رباعی ضرور پیش کرنا چاہیں گے۔

انوار مجھے تول رہے ہیں خاموش!
اسرار زباں کھول رہے ہیں خاموش!
اے پیکِ محل شناس جبریل امیں!
اس وقت علیؑ بول رہے ہیں خاموش!

اس خطبے میں مولاؑ فرمارہے ہیں کہ اسم اللہ کی صفات بیان نہیں ہو سکتیں اس کی قدرت میں غور وفکر کرنے سے سوائے حیرانی کے اور کچھ حاصل نہ ہو گا۔

اگر وہ خود حمد نہ کرتا تو اسکے نفس کی حمد محال تھی تو اب اس کی حمد اسکے نفس کی حمد ہو گی اور اسکی حمد ہو نہیں سکتی جب تک وہ خود اس حمد کو بجالانے میں ہماری مدد نہ کرے۔



Presented by Ziaraat.Com

اسکے علم کی کوئی نظیر نہیں، اسکا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ (یہ آنے والے باب میں بیان کیا جائے گا کہ اسکا علم کون ہے) وہ ایسا خالق ہے جیسا کوئی اور نہیں اور اس خطبے کے آخری جملے کہ "نہ کوئی اسکی ضد ہے نہ کوئی اس کے مثل اس کے ملک میں کوئی اسکا شریک نہیں" اس سے زیادہ بہتر کون اللہ کے واحد ہونے کو سمجھائے گا۔

ہم یہاں غالب کا ایک شعر سنانا چاہیں گے جو مولاؑ کے ان الفاظ کی ترجمانی کر رہا ہے۔

اسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا
جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دو چار ہوتا

امیر المومنینؑ کے خطبات پڑھ کر سمجھ میں آتا ہے کہ انکے اصحاب کیسے شرابِ طہور کے مزے لیتے تھے۔

اب ہم ایک خطبہ جو امام جعفر ابن محمد صادقؑ نے ارشاد فرمایا آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ "مولا صادقؑ نے فرمایا: اسم اللہ کا غیر ہے ہر وہ شے جس کیلئے کوئی نام ہو مخلوق ہے، سوائے اللہ کے، جس کو زبانیں تعبیر کرتی ہیں اور ہاتھ اس میں کام کرتے ہیں مخلوق ہے، اس خالق پر حق



Presented by Ziaraat.Com

کا نام اس کی غایات میں سے ایک غایت (غرض) اور جس کی غایات (غرض) ہو وہ غایت (غرض) سے علیحٰدہ مسمّٰی ہوتا ہے اور غایت موصوف ہوتا ہے اور جو موصوف ہوتا ہے مصنوع ہے اور خالقِ اشیاء غیر موصوف ہے۔ مسمی کی حد میں وہ خلق نہیں ہوا کہ اس کے ہونے کو غیر کی صفت سے پہچانا جائے اور اس کیلئے حد و انتہا بھی نہیں کوئی غایت (غرض) بھی نہیں اور جو ہے وہ اس کا غیر ہے کبھی لرزش نہیں کھائے گا وہ جس نے اس بات کو سمجھ لیا اور یہی توحید ہے خالص توحید اسکی رعایت کرو اور اس کی تصدیق کرو اور باذنِ اللہ اس کو سمجھو۔ جس نے گمان کیا کہ اس نے اللہ کو حجاب یا صورت یا مثال سے پہچانا وہ مشرک ہے کیونکہ حجاب، صورت اور مثال اس کے غیر ہیں وہ وحدہ لاشریک ہے جس نے اللہ کو اس طرح پہچانا اس نے اللہ کی معرفت حاصل کی اور جس نے اس طرح نہ پہچانا اس نے اللہ کے غیر کو پہچانا اللہ کو نہ پہچانا وہ اپنے اسماء کا غیر اور اسکے اسماء اس کے غیر ہیں" (حوالہ:- اصول کافی، جلد 1، کتابِ توحید، حدیث، باب 15، حدیث 4، صفحہ 181)



Presented by Ziaraat.Com

جو حدیث ہم نے اوپر پیش کی ہے اس کو پڑھنے کے بعد اس سے پہلے جو حدیث امیر المومنینؑ سے پیش کی گئی تھی اس کا پہلا حصہ دوبارہ پڑھیے گا تو یقیناً آپ بھی کہیں گے کہ کس کی مجال جو اللہ کی حمد کر سکے یا اسے بیان میں لا سکے۔ عقلیں ششدر رہیں سماعتیں ناقص ہو گئیں اذہان پریشان ہو گئے زبانیں گونگی ہو گئیں کہ ایک لفظ بھی توصیفِ اسم میں بیان کیا جا سکے۔

جیسا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ "اسم اللہ کا غیر ہے ہر وہ شے جس کے لئے کوئی نام ہو مخلوق ہے سوائے اللہ کے"

ہماری عقلیں محتاج ہیں علم کی اور علم محتاج ہے مشاہدے کا جب کوئی شے مخلوق کے مشاہدے سے باہر نکل جائے تو معرفت محال ہو جاتی ہے۔ مگر یہ کمال ہے اس اسم کا جو مشاہدے میں آیا اپنی معرفت کروانے کیلئے مگر اتنا ہی آیا جتنا اُس نے چاہا۔ اس نے اپنی معرفت کی دعوتِ عام دی اور ایک راستہ اپنی معرفت کا دکھا دیا۔ وہ ہر جگہ عوام الناس کو اشارے دیتا گیا اور آج تک دے رہا ہے اور قیامت تک دیتا رہے گا بس دیکھنے والے کی نظر چاہیئے کیونکہ اشاروں کو خواص ہی پہچانا کرتے ہیں۔ اسم کی



Presented by Ziaraat.Com

معرفت اتنی ہی حاصل کیجا سکتی ہے جتنی وہ خود چاہے اور اپنی معرفت کی طرف ہدایت کرنے والا بھی وہ خود ہے۔ جیسا کہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے۔

عباس بن ہلال نے مولا رضاؑ سے آیت "اللہ نور لسمٰوات والارض" کے متعلق سوال کیا! آپؑ نے فرمایا: اسکے معنی یہ ہیں کہ اللہ آسمان و زمین کا ہدایت کرنے والا ہے "(حوالہ:- اصول کافی جلد 1، کتابِ توحید، باب 16، حدیث 4، صفحہ 183)

جب وہ خود ہی ہدایت کرنے والا ہے تو اسباب بھی وہی فراہم کرے گا۔ ہر شخص اپنی عقل کے مطابق ہی اسکو جان سکے گا لیکن جو جتنا بھی جانے گا وہ ہر منزل پر اپنی لاعلمی کا اعتراف کرتا رہے گا اور جو یہ اعتراف کرتا نظر نہ آئے اور یہ سمجھے کے اس سے زیادہ کوئی نہیں جانتا بس سمجھ جایئے گا کہ وہ جاہل اور متکبر ہے۔

اب جو جس مقام پر اسم کو جانتا ہے وہ وہاں اسم کو پچھلے مقام سے جدا اور نئی شان میں پاتا ہے لیکن رہے گا اسم کے ہی حصار میں چاہے وہ عالمین میں کہیں بھی ہو۔



Presented by Ziaraat.Com

آدمؑ سے لے کر قیامت تک کوئی عالمین کی حدود کو پار نہ کر سکا اور نہ ہی کر سکتا ہے سوائے سرورِ کائنات محمد مصطفیٰؐ کے اور جب آنحضرتؐ معراج پر پہنچے "ابو یوسف سے مروی ہے کہ میں نے مولا عسکریؑ کو لکھا: جب بندے نے اپنے رب کو دیکھا ہی نہیں تو عبادت کیسے کرے۔ آپؑ نے جواب میں لکھا: اے ابو یوسف میرا مولا میرا سردار میرا آقا بالاتر ہے اس سے کہ اسے دیکھا جائے۔ میں نے پوچھا: کیا معراج پر رسولؐ اللہ نے اپنے رب کو دیکھا تھا؟۔ آپؑ نے جواب میں لکھا: اللہ نے دکھایا قلبِ رسول کو اپنے نورِ عظمت سے جتنا چاہا" (حوالہ:- اصولِ کافی، جلد 1، کتاب توحید، باب 9، حدیث 1، صفحہ 155) یقیناً آپ نے غور کیا ہو گا کہ امامؑ کیا فرما رہے ہیں؟ راوی سوال کر رہا ہے اللہ کو دیکھنے کا اور مولاؑ فرما رہے ہیں کہ اللہ نے دکھایا قلبِ رسولؐ کو اپنے نورِ عظمت میں سے جتنا چاہا۔ اللہ (نفس) کو دیکھا نہیں جا سکتا کیوں کہ وہ جسم نہیں رکھتا دیکھا جب بھی جائے گا اسم کو جائے گا۔

اللہ کی رویت کی نفی میں بے پناہ احادیث ہیں ہم صرف دو احادیث پیش کر رہے ہیں۔



Presented by Ziaraat.Com

"حمزہ بن محمد نے بیان کیا کہ میں نے امام علیؑ نقی سے سوال کیا اللہ کے جسم وصورت کے متعلق آپؑ نے فرمایا: پاک ہے وہ اللہ جس کی مثل کوئی نہیں نہ وہ جسم ہے نہ صورت" (حوالہ:- اصول کافی جلد 1، کتاب توحید، باب 11، حدیث 2، صفحہ 167)

دوسری حدیث مولا رضاؑ سے ہے جو اللہ کی معرفت کیلئے بہت اہم ہے۔

"محمد بن زید سے مروی ہے کہ میں نے مولا رضاؑ سے توحید کے متعلق سوال کیا۔ آپؑ نے لکھ کر بھیجا: حمد ہے اللہ کی جو اشیاء کا خلق کرنے والا ہے اس نے اپنی قدرت و حکمت سے چیزوں کو ایجاد کیا کوئی ایجاد کو باطل قرار نہیں دے سکتا اور نہ اس کیلئے کوئی علّت ہے کہ اس کی ابتداء صحیح نہ ہو اس نے جو چاہا خلق کیا وہ اکیلا ہے اور یہ خلق کرنا اپنی حکمت کے اظہار، اپنی ربوبیت کے اعلان اور اس کی حقیقت کے بیان کیلئے تھا، عقول اس کو ضبط میں نہیں لا سکتیں، اوہام اس تک پہنچ نہیں سکتے، ابصار اس کا ادراک نہیں کر سکتے اور کسی مقدار سے اس کا احاطہ نہیں ہو سکتا اور عبارتیں اس کے اوصاف کے بیان سے عاجز ہیں اور بینائیاں اس کے ساحتِ جلال تک پہنچنے سے تھک گئیں اور صفاف کے تغیر وہاں تک جا کر گم ہو گئے ہیں وہ



Presented by Ziaraat.Com

پوشیدہ ہے مگر کسی پردے کے بغیر اور مستور ہے بغیر کسی اوٹ کے وہ پہچانا ہوا ہے بغیر دیکھے وہ وصف کیا جاتا ہے بغیر صورت کے اور تعریف کیا جاتا ہے بغیر جسم کے اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ بزرگ اور عالی مرتبت ہے" (حوالہ:- اصولِ کافی، کتابِ توحید، جلد 1، باب 11، حدیث 3، صفحہ 168)

ان دونوں احادیث سے ہم نے ثابت کیا کہ اللہ کی رویت ہو ہی نہیں سکتی کیوں کہ وہ جسم و صورت نہیں رکھتا۔

اب ہم دوبارہ معراج کے واقعے پر آتے ہیں اور اپنا موقف ثابت کرنے کیلئے کہ عقلِ کل رسولؐ اللہ نے اسم کو دیکھا، کی دلیل میں ایک آخری حدیث پیش کر رہے ہیں۔

"ابو قرہ نے کہا اللہ ہی تو فرماتا ہے کہ رسولؐ اللہ نے دیکھا اس کو نذلہ آخریٰ میں۔ مولا رضاؑ نے فرمایا: اس کے بعد کی آیت یہ بھی تو ہے کہ جو کچھ محمدؐ نے دیکھا اس کے دل نے اسے جھٹلایا نہیں پھر یہ بھی بتایا کہ کیا دیکھا۔ اللہ کی آیات میں سے ایک بڑی آیت دیکھی اور آیاتِ الٰیہ اللہ کی غیر ہیں۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ کوئی ازروئے علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا



Presented by Ziaraat.Com

اور جب آنکھیں اسے دیکھ لیں تو علم نے احاطہ کر لیا اور معرفت واقعہ ہو گئی "(حوالہ:- اصول کافی، جلد 1، کتاب توحید، باب 9، حدیث 2، صفحہ 156)

اسم نفس کی غیر مشروط اطاعت کرتا ہے نفس جو بھی چاہتا ہے اسم بھی وہی چاہتا ہے ہر فعل اسم سرانجام دیتا ہے جو کہلاتا نفس کا ہے اگر کوئی دیکھنا چاہے کہ نفس خوش ہے یا ناراض تو اسم کو دیکھتے ہیں کیونکہ اسم آئینہ ہے نفس کا۔

ہم امید کرتے ہیں کہ یہاں تک جو گفتگو ہم نے کی ہے وہ آپ لوگ سمجھ گئے ہوں گے ہم نے ہر ممکن حد تک کوشش کی ہے کہ اس کتاب کو جتنا ہو سکے سہل (آسان) زبان میں لکھا جائے تاکہ ایک عام فہم والا شیعہ بھی اس سے مستفید ہو سکے۔ آئندہ آنے والی گفتگو میں ہم اسم کو بیان کریں گے جس سے انشاء اللہ جو الجھنیں ہیں ختم ہو جائیں گی۔

کنتُ کنزاً مخفیا:

"میں ایک چھپا یا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میری معرفت ہو تو میں نے ایک خلق کو خلق کیا" یہ ایک مشہورِ زمانہ حدیث قدسی ہے جسکے حوالے



Presented by Ziaraat.Com

کی ضرورت نہیں تھی پھر بھی آپکی تسلی کیلیئے ہم نے اسے "مشارق انور الیقین" سے لیا ہے۔

یہ فرمانِ الٰہی اس وقت کیلیئے ہے جب کوئی بھی شے خلق نہیں ہوئی تھی اور اللہ پہلی مخلوق کو خلق کرنے کا ارادہ کر رہا تھا اسی وقت کیلیئے رسولؐ اللہ کی حدیث مبارکہ ہے کہ "اول ما خلق اللہ نوریؐ" اللہ نے سب سے پہلے میرا نور خلق کیا" یعنی اللہ نے اپنی معرفت کی چاہت میں جس خلق کو خلق کیا وہ ہمارے پیارے نبی محمدؐ مصطفٰے کا نور مبارک تھا اور رسولؐ اللہ ہی نے فرمایا کہ میں اور علیؑ ایک ہی نور کے دو ٹکڑے ہیں اور ایک اور مقام پر آپؐ نے فرمایا کہ وہ ہم چودہؑ کا نور تھا لہٰذا وہ نور 14 معصومینؑ کا نور تھا۔ جس کا کام اللہ کی معرفت حاصل کرنا تھا اسکی حمد کرنا تھا اس کی عبادت کرنا تھا اسی لئے معصومؑ نے فرمایا" اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ کی عبادت نہ ہوتی ہمیں دیکھ کر ملائکہ نے عبادت کی" یہ وہ مقام ہے جہاں اسم پہلی مرتبہ منزلِ شہود پر آیا۔

یہاں ایک بات کی وضاحت کرتے چلیں کہ مجھ سے بہت سے لوگ یہ سوال کر چکے ہیں کہ جب مکان نہ تھا تو کہاں چھپایا؟ کس سے چھپایا؟ اور



Presented by Ziaraat.Com

کس نے چھپایا؟ اور یہی سوال یقیناً ہمارے کچھ قارئین کے دماغ میں بھی آرہے ہونگے تو ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان سوالوں کے جواب بھی دیتے چلیں۔

دراصل معرفتِ اسم کے بغیر ہر چیز محال ہے اور جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے کہ اسم نفس پر دلالت کرتا ہے اور نفس کی معرفت کرواتا ہے اور نفس کا مطیع ہوتا ہے۔ تو لہٰذا بے انتہا ضروری ہے کہ آپ اسم کو سمجھیں یہاں لفظ "چھپایا" بطورِ استعارہ استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے کہ نفس نے اسم کو ظاہر نہیں کیا تھا کیوں کہ اس کی مشیت نہ تھی جب اسکی مشیت ہوئی تو اسم منزل شہود پر آیا اور صفتِ خلاقیت کا موصوف بنا اور خلق کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اسکی معرفت حاصل ہو اسے پہچانا جائے اسکا فیض جاری ہو اور مخلوق تک اس کا فیض پہنچے۔ ہم امید کر رہے ہیں کہ جو سوال ہم سے پوچھے گئے تھے اور ہمارے قارئین کے اذہان میں آئے تھے وہ مطمئن ہو گئے ہونگے۔ لیکن ایک بات واضح کرتے چلیں کہ اس مقام پر اسم کے ساتھ مشیت بھی ظہور پذیر ہوئی یہاں سے سلسلۂ معرفت شروع ہوا اور جیسا کہ ہم پہلے صفحے سے یہ بات کرتے چلے آرہے ہیں کہ



Presented by Ziaraat.Com

ہر چیز کی اصل معرفت ہے تو اب آپ سمجھ گئے ہونگے کہ یہ جملہ ہم بار بار کیوں کہہ رہے تھے اللہ نے خلق کرنے کی وجہ ہی معرفت رکھی تھی۔ اور کیا کمال مخلوق کو اس نے اپنے نور سے خلق کیا کہ جیسا اس نے چاہا بالکل ویسا ہی ان کو پایا کیونکہ یہ عقلِ کل ہیں اس لئے معرفت بھی کامل تھی محبت بھی کامل تھی اور عبادت بھی کامل تھی۔

## صفت اور موصوف:

صفت جس سے ظاہر ہو اسے موصوف کہتے ہیں یعنی صاحبِ صفت کو موصوف کہتے ہیں اور وہ موصوف اسم حقیقی ہوتا ہے نہ کہ نفس، وہ اسم ہے جو دلالت اپنے نفس پر کرتا ہے۔ مثال کے طور پر علی ایک بہادر انسان ہے تو دراصل علی اسم ہے جسکا نفس بہادر ہے اب یہ بہادری کی صفت ظاہر بھی علی سے ہو رہی ہے تو اسم حقیقی صفتِ بہادری کا موصوف ہوا۔ اب جتنی بھی احادیث ہم پیش کریں گے جس میں موصوف کا، صفت کا ذکر ہوا تو آپ کو سمجھ جانا چاہیے کہ یہاں اسم مراد ہے۔ اب ہم امیر المومنینؑ کی ایک حدیث پیش کر رہے ہیں۔ "امیر المومنینؑ کے طویل خطبے سے جہاں مولاؑ نے فرمایا بے شک اللہ وہ ہے جس نے اپنے



Presented by Ziaraat.Com

نفس کیلئے حمد کی ابتداء کی اور اپنی حمد پر دنیا کا خاتمہ کرے گا اور حق کے ساتھ لوگوں کا فیصلہ کیا اور حمد ہے رب العالمین کی" (حوالہ:- اصولِ کافی ، جلد 1، کتاب توحید، باب 22، حدیث 7، صفحہ 222)

جو جتنی معرفت اسم کی رکھے گا وہ اتنا ہی زیادہ اللہ کا عارف ہو گا اور ایمان کے درجے بھی معرفت کے حساب سے بنے ہیں اب جو شخص دسویں درجے پر ہو گا وہ یقیناً اسم کی معرفت بھی سب سے زیادہ رکھتا ہو گا ہمارے اس دعوے کی دلیل رسولؐ اللہ کی یہ حدیث ہے جس میں آپؐ فرما رہے ہیں کہ "تم میں سلمان کو اللہ کی معرفت سب سے زیادہ ہے" (حوالہ:- مشارق النور الیقین صفحہ 290)

اب اللہ کی جتنی بھی صفات ہیں ہمیں اسکے موصوف کو ڈھونڈنا ہے جتنی جتنی ہمیں اسم کی معرفت حاصل ہوتی جائے گی اتنا اتنا ہم عارف ہوتے جائیں گے۔ اگر معرفتِ اسم کے سفر میں کوئی آپ سے خفا ہوتا ہے تو ہو کوئی آپ کا دشمن ہوتا ہے تو ہو چاہے وہ آپ کا سگا ہو یا کوئی دوست یا رشتے دار کیونکہ "امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ اللہ کی محبت لوگوں کی دشمنی کے بغیر نہیں ملتی" محبت ایک کیفیت ہے اور اللہ (نفس) کیفیات



Presented by Ziaraat.Com

سے مبرہ ہے۔ اپنے موضوع "صفت اور موصوف" پر قائم رہتے ہوئے
ہم ایک اور حدیث پیش کر رہے ہیں۔ "مولا رضاؑ نے فرمایا: جو اللہ کو
راضی رکھتا ہے وہ مخلوق کی ناراضگی کی پرواہ نہیں کرتا اور جس نے اللہ کو
ناراض کیا تو اللہ ناراض مخلوق کو اسکے اوپر مسلط کرتا ہے۔ خالق کی
تعریف ویسی ہی کرنی چاہیے جیسے خود اس نے اپنے نفس کی تعریف کی
ہے"۔ (حوالہ:- اصولِ کافی جلد 1، کتاب توحید، باب 22، حدیث 3،
صفحہ 216) (حدیث کی طوالت کی وجہ سے ہم نے کچھ حصہ لیا ہے)۔

جو اللہ کو راضی رکھتا ہے وہ مخلوق کی ناراضگی کی پرواہ نہیں کرتا اس کیفیت
کو غالبؔ نے کچھ یوں بیان کیا ہے کہ

سب کے دل میں ہے جگہ تیری جو تو راضی ہوا
مجھ پہ گویا اک زمانہ مہرباں ہو جائے گا

اللہ کے معروف نام 99 ہیں اور ہر نام موصوف بھی ہے دعائے جوشن
کبیر میں امیر المومنینؑ نے 1000 اسماء تعلیم فرمائے ہیں لیکن اسکے اسماء
کی تعداد کی حد مقرر نہیں کیجاسکتی اور جتنے اسماء ہیں وہ موصوف بھی ہیں



Presented by Ziaraat.Com

لیکن چونکہ ان تمام اسماء و موصوف کا نفس ایک ہی ہے اسی لیئے موصوف اور اسم حقیقی بھی ایک ہی ہے۔

جیسے میرا نام عباس رضوان عابدی ہے کوئی مجھے عابدی کہتا ہے کوئی عباس اور کوئی رضوان کہتا ہے لیکن ان تمام اسماء کا اسم حقیقی میں ایک ہی ہوں۔

یہ بات ایک مغالطے کی وجہ سے بیان کی گئی کیونکہ مجھ سے ایک صاحب نے کہا کہ اتنے اسماء اور صفات کا ایک موصوف کیسے ممکن ہے؟ تو ہم نے سوچا یہاں اس بات کو بھی واضح کر دیا جائے۔

اب ہم واپس اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں کہ اللہ کی ہر صفت جس سے ظاہر ہو گی وہ موصوف ایک ہی ہے جو اسم حقیقی ہے۔ صفت و اسم کیلئے ہم یہاں اور احادیث پیش کر رہے ہیں۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا" پاک ہے وہ جس کی یہ شان ہے اور اسکے علاوہ کسی کی یہ شان نہیں اور تمام چیزوں کا سر چشمہ اور سر آغاز وہی ہے "

(حوالہ:- سوال عوام کے جواب امام کے جلد 2، صفحہ 27)



Presented by Ziaraat.Com

ایک مقام پر مولا امام حسن ابن علیؑ عسکری فرماتے ہیں "اللہ بچائے اس قوم سے جس نے کتاب الٰہی کی محکم آیات کو حذف کر دیا اور اللہ رب الارباب کو فراموش کر دیا" (حوالہ:--مشارق الانوار الیقین صفحہ 50)

اس حدیث میں غور طلب بات یہ ہے کہ مولاؑ اس قوم سے براءت چاہ رہے ہیں جس نے کتاب الٰہی کی محکم آیات کو حذف کیا (محکم آیات کونسی ہیں اس پر بات آنے والے باب میں کریں گے) یعنی کہ مسلمان ہیں وہ لوگ اور جب وہ مسلمان ہیں تو پھر اللہ کو کیسے فراموش کر سکتے ہیں ؟ یہ غور و فکر آپ کو کرنا ہے۔ اسی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے امیر المومنینؑ کی حدیث آپ کو ہدیہ کر رہے جس سے آپ کی معرفت اسم و صفت میں انشاء اللہ اضافہ ہو گا۔ "مولا علیؑ ارشاد فرماتے ہیں اللہ کی اول عبادت اس کی معرفت ہے اور اس کی معرفت کی اصل اس کی توحید ہے اور اس کی توحید کا نظام اس سے صفات کی نفی کرتا ہے وہ اس سے بہت عظیم ہے کہ اس کی صفات کی عقلیں گواہی دیں۔ وہ تمام چیزیں جن کی شہادت کی عقلیں شہادت دیں مصنوع ہیں با تحقیق اللہ صانع ہے مصنوع نہیں اللہ کی صنعتوں سے اس پر دلیل لائی جاتی ہے اور عقلوں سے اس کی



Presented by Ziaraat.Com

معرفت کا اعتقاد رکھا جاتا ہے اور فکر سے اس کی محبت کو ثابت کیا جاتا ہے اس پر اللہ نے مخلوق کو اپنی دلیل قرار دیا جس سے اس کی ربوبیت ظاہر ہوتی ہے ازل سے وہ تنہا اور واحد ہے وہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی ساتھی نہیں جو کچھ بھی اس کے بارے میں تصور کرے اس کو اس کے خلاف ہی پاؤ گے۔ وہ ایسا نہیں کہ اس کے نفس کو کوئی پہچان سکے دلیل کے ساتھ اپنے اوپر دلالت کرنے والا ہے۔ وہ اپنی معرفت کا عطا کرنے والا ہے"

(حوالہ:- نہج الاسرار، خطبہ در معرفتِ خدا، جلد 1، صفحہ 165)

توحید پر، اسم پر، صفت پر، معصومؑ سے بہتر کون بیان کر سکتا ہے اس حدیث میں امیر المومنینؑ نے اسم پر بھی بات کی اور صفت پر بھی اور آخر کے الفاظ نے سارے شکوک مٹا دیے اور یہاں یہ بھی پتہ چلا کہ وہ اپنی معرفت کا خود عطا کرنے والا ہے ہمیں بس اپنا خلوص، اپنی نیت اور کوشش دکھانی اور یہ دعا کرنی ہے کہ وہ ہمیں اپنی معرفت عطا کر دے اور معرفت حاصل کرنے کا ذریعہ اسماء اور صفات ہیں۔



Presented by Ziaraat.Com

امیر المومنینؑ سے ہی اپنے موضوع پر رہتے ہوئے ایک عظیم والشان حدیث پیش کر رہے ہیں جس کی پہلی سطر میں آپ کا امتحان ہے کہ مولاؑ کیا بات کر رہے ہیں؟

اس حدیث کی ہر سطر پر غور کیجئے گا اور فیصلہ کیجئے گا کہ کیا امیر المومنینؑ کے علاوہ کسی کو "سلونی سلونی" کا دعویٰ زیبا دے گا؟

"امیر المومنینؑ نے توحید پر خطبہ دیا جس میں مولاؑ نے فرمایا اللہ روز ایسی اشیاء خلق کر کے جو اس سے پہلے نہیں تھیں اپنی شان دیکھتا ہے، اس کی اولیت کی کوئی ابتداء نہیں جس کی آخریت کی کوئی حد و انتہا نہیں کوئی شے اس کے مثل نہیں یہ وہ ہے کہ جس نے خلق کو اپنی عبادت کیلئے خلق کیا اور اپنی اطاعت کی ان کو قدرت دی اور یہ قدرت ان میں ودیعت کر دی اور اپنی جستجو کے ذریعے سے ان کے عذر کو قطع کر دیا اب جو ہلاک ہو گا دلیل کے ساتھ ہلاک ہو گا اور جو نجات پائے گا دلیل کے ساتھ نجات پائے گا۔ اس نے جس شے کو خلق کرنے کا ارادہ کیا ہے بغیر کوئی سابق مثال یعنی نمونہ سامنے رکھے ہوئے خلق کر دیا" (حوالہ:- التوحید، صفحہ 29-30)



Presented by Ziaraat.Com

ہم نے اوپر کہا تھا کہ اس حدیث کی پہلی سطر میں آپ کا ایک امتحان ہے کہ مولاؑ کس بارے میں ارشاد فرما رہے ہیں؟ اور ہم امید کر رہے ہیں کہ زیادہ تر قارئین اس امتحان میں پاس ہوئے ہوں گے مگر ہمارے وہ قارئین جو کسی بھی وجہ سے وہاں تک نہ پہنچ سکے انکو ہم ساتھ لیکر چلیں گے۔

اس حدیث کی ابتداء میں مولاؑ فرما رہے ہیں کہ "اللہ روز ایسی اشیاء کو خلق کر کے جو اس سے پہلے نہیں تھیں اپنی شان دکھتا ہے" یہ دراصل اشارہ ہے سورہ رحمٰن کی آیت 29 کے اس ٹکڑے کیطرف ہے "کل یوم ھو فی شان" ترجمہ: ھوَ اہر روز ایک نئی شان میں ہے۔ مخلوق جدھر بھی چلی جائے جہان بھی نظر اُٹھائے ہر طرف اس کے اسم اور صفات کے جلوے بکھرے ہوئے ہیں مگر جو دل سے اندھا ہو اسے یہ سر کی آنکھیں کیا کام دیں گی؟ مولاؑ فرما رہے ہیں "اپنی حجتوں کے ذریعے سے انکے عذر کو قطع کر دیا، اب جو ہلاک ہو گا دلیل کے ساتھ ہو گا اور جو نجات پائے گا دلیل کے ساتھ پائے گا"



Presented by Ziaraat.Com

اس اندازِ کلام پر اگر کروڑوں زندگیاں قربان بھی ہو جائیں تو یہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کی شان میں تقصیر ہو گی۔

اور آخری سطر میں جو مولاؑ نے اس موصوف جو خالق ہے اسکا کمال بتایا کہ وہ بغیر کسی سابقہ مثال کے یا کوئی نمونہ سامنے رکھے ہوئے خلق کرتا ہے۔

یہ جملہ مولاؑ نے اس لئے کہا کہ جو بھی کوئی چیز بناتا ہے وہ کسی نہ کسی سابقہ مثال یا نمونہ رکھ کر بناتا ہے اور خصوصاً شے سے شے بناتا ہے مگر ہمارا خالق اپنی ولایت سے لاشے سے شے خلق کرتا ہے۔ ہماری بات کی دلیل ایک اور حدیث سے ملتی ہے۔

ایک اور جگہ آپؑ فرماتے ہیں کہ "اللہ اپنی قدرت کیوجہ سے اشیاء سے جداگانہ ہے اسکے غیب مکنون کے آگے غیب کے پردے حائل ہیں۔ ہر صانع نے ایک شے کو دوسری شے سے بنایا اور اللہ نے جو چیز خلق کی وہ کسی شے سے نہیں بنائی" (حوالہ:- التوحید، صفحہ 34-35)

اس حدیث میں ایک جملہ مولاؑ نے فرمایا کہ "اسکے غیبِ مکنون کے آگے غیب کے پردے حائل ہیں" اس بات کو غالبؔ نے کچھ یوں بیان کیا کہ

ہے غیبِ غیب جس کو سمجھتے ہیں ہم شہود



Presented by Ziaraat.Com

ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں

جیسے کہ ہم نے پہلے عرض کیا تھا کہ مخلوق چاہے کچھ کر لے وہ اسم سے آگے نہ تو بڑھ سکتی ہے اور نہ اسم کے علاوہ کسی کو سوچ سکتی ہے وہاں صرف غیب ہی غیب ہے اور غیب مکنون سے آگے بھی غیب کے پردے حائل ہیں۔

معرفتِ اسم، صفات پر چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ احادیث پیش کریں تاکہ آپ کو اندازہ ہو کہ اسم کیا ہے ہم یہاں مولا رضاؑ کی ایک حدیث پیش کر رہے ہیں جس میں اسماء کا ذکر قرآن سے بھی ہے۔

"بے شک وہ اپنی قدرت سے حاملِ اشیاء ہے اس کا امر ایک حقیقت ہے۔ اللہ کے اسماء اس کے غیر ہیں جیسا کہ اللہ نے فرمایا وہ اللہ کے اسماء حسنیٰ ہیں پس تم ان کے ذریعے سے اس کو پکارو (اعراف:180) اور اس نے فرمایا (اے رسولؐ) تم کہہ دو اس کو اللہ کہہ کے پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو جب بھی تم پکارو اس کیلئے اسماء حسنیٰ ہیں (بنی اسرائیل:110) اللہ کے جتنے اسماء ہیں وہ اس کی طرف مضاف ہیں اور یہی خالص توحید ہے"

(حوالہ: التوحید، حدیث 14، صفحہ 44-45)



Presented by Ziaraat.Com

اس حدیث میں مولاؑ فرمار ہے ہیں کہ اللہ کے اسماء اس کے غیر ہیں تو یقیناً یہاں اللہ بطورِ نفس آیا ہے کیونکہ اسی حدیث کا اگلہ حصہ جہاں مولاؑ نے سورہ بنی اسرائیل کی آیت 110 کا ذکر کیا وہاں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ اسے اللہ کہکر پکارو یا رحمٰن تو یہاں اللہ بطورِ اسم آیا ہے۔

اسم اللہ جو اللہ (نفس) کا غیر ہے وہ اسلیئے کہ اسم اور صفت قائم بالغیر ہیں اور نفس قائم بالذات ہے۔ اسم کا وجود منحصر ہے نفس پر اسلئے وہ اسکا غیر قرار پایا ورنہ اسم نفس سے ایک لمحے کیلیئے بھی نہ جدا تھا نہ ہو گا۔

اسم کا تعلق نفس کیساتھ بالکل ویسے ہے جیسے سورج کی کرنوں کا سورج سے سورج کی کرنین سورج نہیں ہوتیں مگر سورج سے جدا بھی نہیں ہوتیں۔ سورج کی پہچان اسکی کرنوں سے ہے ایک لمحہ بھی ایسا نہیں تصور نہیں کیا جاسکتا جب سورج ہو اور کرنیں نہ ہوں۔ سورج کے تمام فیض اسکی کرنوں کے ذریعے مخلوق تک پہنچ رہے ہیں۔ اسی طرح ایک لمحہ بھی تصور نہیں کیا جاسکتا جب نفس ہو اور اسم نہ ہو۔

گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے مولا صادقؑ کی ایک حدیث نقل کر رہے ہیں جہاں آپؑ فرمارہے ہیں "دراصل اللہ کو اسی نے پہچانا جس نے اس کو اللہ



Presented by Ziaraat.Com

کے ذریعے پہچانا جس نے اسکو اسی کے ذریعے نہ پہچانا تو وہ اسکو نہیں پہچانتا بلکہ وہ اسکے غیر کو جانتا ہے اور اللہ بغیر کسی شے کے اشیاء کا خالق ہے ۔ وہ اپنے ناموں سے پکارا جاتا ہے حالانکہ وہ اپنے اسماء کا غیر ہے اور اسکے اسماء اسکے غیر ہیں" (حوالہ:-التوحید، حدیث 7، صفحہ 112)

اگر آپ غور کریں تو اس حدیث میں لفظِ "غیر" دو طریقوں سے مولاؑ نے استعمال کیا ہے پہلی جگہ "جس نے اسکو اس کے ذریعے نہ پہچانا تو وہ اسکو نہیں پہچانتا بلکہ اس کے غیر کو پہچانتا ہے" یہاں لفظِ "غیر" اسم کے غیر کیلئے آیا ہے یعنی جس نے اسم کے ذریعے اسے نہ پہچانا وہ اللہ کو نہیں پہچانتا اسکے غیر کو پہچانتا ہے اور کافر اور مشرک ہو جاتا ہے اور دوسری جگہ لفظِ "غیر" سے مراد اسکے اسماء اسکے نفس کے غیر ہیں۔

صفت اور موصوف کے حوالے سے مولا رضاؑ سے ایک حدیث ہم پیش کر رہے ہیں۔

"محمد بن عبیدہ نے مولا رضاؑ سے آیت "کس چیز نے تجھے روکا اس کو سجدے کرنے سے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے خلق کیا" (ص:75)" کا مفہوم دریافت کیا کہ اس مقام پر ہاتھ سے کیا مراد ہے۔ مولاؑ نے فرمایا:



Presented by Ziaraat.Com

میرے ہاتھوں سے مراد میری قوت اور قدرت ہے" (حوالہ:- عیون الاخبار الرضا، جلد 1، حدیث 13، صفحہ 204)

اس حدیث میں آدمؑ کو خلق کرنے کیلئے دو صفات کا ذکر ہے یعنی موصوف ایک ہی ہو گا جو کہ اسم ہے۔

معرفت اسم کو اختتام پذیر کرتے ہوئے ہم ایک حدیث پیش کر رہے ہیں اور آپ کو اجازت دے رہے ہیں کہ اگر آپ چاہیں تو اس حدیث پر ایک سرسری سی نظر ڈال کر آگے نکل جائیں۔

"عمران صابی نے مولا رضاؑ سے کہا آپؑ مجھے یہ بتائیں کہ اول کون تھا اور اس نے کیا خلق کیا؟ مولاؑ نے فرمایا: اب تم نے سوال کیا ہے تو سمجھ لو واحد ہمیشہ سے واحد رہا کوئی چیز اس کے ساتھ موجود نہ تھی وہ حدود و اعراض کا پابند نہ تھا اور ہمیشہ ایسا ہی رہے گا پھر اس نے ایک مخلوق خلق کی جو کے مختلف حدود و اعراض کی مقید نہ تھی اس نے اسے کسی چیز میں ٹھہرایا اور نہ ہی اسے کسی چیز میں محدود کیا اور نہ ہی چیز کو اس کے مساوی بنایا اور کسی چیز کو اس کے مثل نہیں بنایا" (حوالہ:- عیون الاخبار الرضا، جلد 1، صفحہ 290)



Presented by Ziaraat.Com

آپ یقین جانیئے کہ ہم نے آپ کو اُلجھانے کیلئے یہ حدیث نہیں پیش کی بلکہ بس اپنا موقف ثابت کرنے کیلئے اسکو پیش کیا اسم کی معرفت محال ہے بس جتنا وہ عطا کر دے وہ لے لو اور جہاں سمجھ نہ آئے وہاں رک جاؤ ایک قدم آگے نہ بڑھاؤ اور یقین رکھو کہ اسم وصفت سے آگے ہماری رسائی ممکن نہیں اور وہ بھی وہاں تک جہاں تک ہمارا مشاہدہ، علم کیساتھ عقل رہنمائی کرے نہ کہ قیاس سے ہمیں امید ہے کہ ہم نے اپنا موقف محمدؐ و آل محمدؐ کی مدد سے ثابت کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اب ہم اگلے باب کی طرف بڑھتے ہیں۔

## علم، مشیت اور ارادہ:

اللہ کا ہر امر تحتِ علم ہے یعنی وہ رحمٰن ہے تو تحتِ علم رحم کرتا ہے، وہ رحیم ہے تو تحتِ علم اپنے برگزیدہ بندوں پر مہربان ہے، وہ قدرت رکھتا ہے تو تحتِ علم رکھتا ہے وہ عدل کرتا ہے تو تحتِ علم کرتا ہے الغرض اس کا ہر فعل تحتِ علم ہے۔ بالکل ویسے ہی اس کی مشیت اور اسکا ارادہ بھی تحتِ علم ہے مشیت کہتے ہیں "چاہنے" کو یعنی میں کیا چاہتا ہوں یہ میری مشیت ہے۔ کنتُ کنزاً مخفیا والے باب میں ہم نے لکھا تھا کہ یہ وہ مقام ہے جہاں



Presented by Ziaraat.Com

مشیت ظہور پذیر ہوئی اسکی دلیل ہم یہاں دے رہے ہیں قولِ معصومؑ سے "فرمایا امام جعفر صادقؑ نے اللہ نے پہلے نفس سے مشیت کو خلق کیا پھر مشیت سے اشیاء کو خلق کیا" (حوالہ:- اصولِ کافی جلد 1، کتاب توحید باب 14، حدیث 4، صفحہ 176)

عقل اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ چاہنے (مشیت) سے پہلے علم کا ہونا لازمی ہے ورنہ اگر علم نہیں ہے مشیت سے پہلے پھر مشیت بھی نہیں ہے۔ ابتداء ہم امام محمد بن علیؑ باقر کی حدیث سے کر رہے ہیں "مولاؑ فرماتے ہیں اللہ کا علم اسکی مشیت کیساتھ اشیاء کے وجود سے پہلے تھا" (حوالہ:- التوحید، حدیث 8، صفحہ 107)

مشیت کا کسی بھی فعل سے پہلے ہونا لازمی ہے یہ حدیث اسی بات کی طرف نشاندھی کر رہی اب جو ہم حدیث پیش کرنے جارہے ہیں وہ علم کا مشیت سے پہلے ہونے کے ہمارے دعوے کی تائید میں دلیل ہے۔

"بکر بن عین نے مولا صادقؑ سے پوچھا: کیا اللہ کا علم اور مشیت دونوں مختلف ہیں یا متفق ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: علم مشیت نہیں ہے کیا تم اپنے اس قول پر غور نہیں کرتے کہ میں انشاء اللہ ایسا کروں گا اور یہ نہیں کہتے



Presented by Ziaraat.Com

ہو کہ اگر اللہ کے علمِ الہیٰ میں ہو اتو ایسا کروں گا، لہٰذا تمہارا انشاء اللہ کہنا اس پر دلیل ہے کہ اس نے نہیں چاہا پس جب اس نے چاہا تو جیسا اس نے چاہا اور اللہ کا علم مشیت سے قبل ہے" (حوالہ:- التوحید، حدیث 16، صفحہ 115)

یہاں امامؑ نے وضاحت کی کہ علم مشیت نہیں بلکہ علم قبل مشیت ہے اور جب قبل علم ہے مشیت سے تو مشیت کا تحتِ علم ہونا لازم قرار پایا۔ یہ اتنی واضح حدیث تھی اور ہمارے روز مرا کے امور کے متعلق ہم دن میں کئی بار کہتے ہیں "انشاء اللہ" لیکن لوگوں کی اکثریت اس بات سے ناواقف ہے کہ یہ لفظ اللہ کی مشیت پر ایک دلیل ہے۔

یہ فیصلہ اٹل ہے کہ اللہ کی مشیت کے بغیر پتہ بھی نہیں ہل سکتا کیونکہ اگر کوئی چیز عالمین اللہ کی مشیت سے ہٹ کر ہوئی تو وہ کام کرنے والی کی مشیت اللہ کی مشیت پر غالب آجائے گی۔

بچپن سے ہم نے ایک حدیثِ قدسی مختلف دکانوں پر لکھی دیکھی جو یقیناً آپ نے بھی دیکھی ہوگی کہ "اے ابنِ آدم ایک تیری چاہت ہے ایک



Presented by Ziaraat.Com

میری چاہت " یہ حدیثِ قدسی دراصل اللہ نے حضرت داؤدؑ پر وحی کی تھی جو کچھ یوں ہے۔

"حضرت داؤدؑ پر وحی کی اللہ نے: اے داؤد تم بھی چاہتے ہو میں بھی چاہتا ہوں ہوتا وہی ہے جو میں چاہتا ہوں اگر تم اس کو تسلیم کر لو جو میں چاہتا ہوں تو میں تم کو عطا کر دوں گا جو تم چاہتے ہو اور اگر تم اس چیز کو تسلیم نہیں کرو گے جو میں چاہتا ہوں تو تم جس کو چاہتے ہو اس کے بارے میں تم کو تعب و مشقت میں مبتلا کر دوں گا پھر ہو گا وہی جو میں چاہتا ہوں "

(حوالہ:- التوحید، حدیث 4، صفحہ 280)

یہاں یہ بات ثابت ہوئی کہ جب کسی نبی کی مشیت اللہ کی مشیت پر غالب نہیں آسکتی تو کسی کی کیا مجال کہ اسکی مشیت اللہ کی مشیت پر غالب آجائے یہاں سے جبریہ فرقہ وجود میں آیا۔

جبریہ فرقہ:

آلِ محمدؐ سے جو دور ہوا اور دین کو اپنے قیاس سے لیا اس کو بیڑا غرق یقینی ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

جبریہ فرقہ ایک الگ منطق رکھتا ہے جسکی امامؑ نے پرزور مذمت کی ہے۔
وہ کہتے ہیں کہ نیکی اور برائی اللہ کی مشیت سے ہوتی ہیں ہم تو بے گناہ ہیں
یہ ایک دفعہ پھر اللہ کے عدل پر انگلی اٹھی ہے۔
اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کی مشیت کے بغیر پتہ بھی نہیں ہلتا مگر اللہ ہم سے اپنی مشیت پر جواب طلب نہیں کرے گا بلکہ وہ ہم سے اسکے حکم کی نافرمانی پر جواب طلب کرے گا۔ اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ شراب نہیں پینا اب اگر کوئی شراب پیتا ہے تو اللہ اس پر حق رکھتا ہے سزاء دینے کا۔

دراصل اللہ نے ہمیں نیت میں آزاد چھوڑا ہے لیکن عمل کیلئے اسباب اپنے دستِ قدرت میں رکھے ہیں۔ اور اسی نیت پر عذاب اور ثواب ہے۔
مثلاً اگر کوئی آج کے دور میں یہ سوچے کہ میں علیؑ ابن ابی طالب کو قتل کر دیتا اگر اس دور میں ہوتا تو اللہ کا عدل ہے کہ وہ اسے عبد الرحمٰن ابن ملجم (لعنت اللہ) کیساتھ محشور کرے۔
اب ہم جبریہ فرقے کی مذمت میں مولا رضاؑ سے کچھ احادیث نقل کر رہے ہیں۔



Presented by Ziaraat.Com

"حسن بن علی کہتا ہے کہ میں مولا رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا: کیا اللہ نے معاملہ بندوں کے سپرد کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اللہ اس سے زیادہ غالب ہے۔ میں نے عرض کیا: کیا اللہ نے بندوں کو اپنی نافرمانی پر مجبور کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اللہ اس سے کہیں زیادہ عادل و حکیم ہے۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے "ابنِ آدم! تیری بھلائیوں کا تجھ سے زیادہ حقدار میں ہوں اور تو برائیوں کا خود ذمہ دار ہے میں نہیں ہوں۔ کیونکہ تو میری ہی عطا کردہ قوت سے میری ہی نافرمانی کر رہا ہے"۔ (حوالہ :- عیونِ الاخبارِ الرضا، جلد 1، حدیث 46، صفحہ 251)

ایک اور مقام پر آپؑ فرماتے ہیں۔

"جو شخص جبر کا عقیدہ رکھتا ہے، اسے مال زکوٰۃ سے کچھ بھی نہ دو اور اسکی گواہی قبول نہ کرو، اللہ کسی نفس کو اسکی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اور طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ نہیں ڈالتا"۔ (حوالہ :- عیونِ الاخبارِ الرضا، جلد 1، حدیث 47، صفحہ 251)

ایک اور حدیث میں آپؑ فرماتے ہیں کہ: "اللہ اپنی اطاعت مجبور کر کے نہیں کرواتا اور اللہ معصیت کی بنیاد اللہ کا مغلوب ہونا نہیں ہے۔ اللہ نے



Presented by Ziaraat.Com

بندوں کو بالکل آزاد نہیں چھوڑا، جس چیز کا اللہ نے انہیں مالک بنایا ہے اس چیز کا حقیقی مالک وہ خود ہے اور جس چیز پر لوگوں کو قدرت دی ہے۔ اس پر حقیقی قادر وہ خود ہے۔ اگر بندے اسکی اطاعت کریں تو وہ بندوں کو اسکی اطاعت سے روکنے والا ہے اور اگر اللہ مہربانی کرتے ہوئے اپنے بندوں کو گناہوں سے روکنا چاہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے، اور اگر وہ بندوں اور گناہوں میں حائل نہ ہو تو بندے گناہ کرتے ہیں اللہ خود بندوں کو گناہوں میں داخل نہیں کرتا"۔ (حوالہ:- عیونِ الاخبارِ رالرضا، جلد 1، صفحہ 252)

پچھلے ابواب کی طرح سے مشیت کے موضوع کو مکمل کرنے کیلئے ہم تین احادیث پیش کر رہے ہیں۔

"مولا صادقؑ نے فرمایا: اللہ نے حکم دیا مگر چاہا نہیں اور کہیں چاہا ہے حکم نہیں دیا جیسے ابلیس آدم کا حکم تو دیا اور چاہا یہ کہ وہ سجدہ نہ کرے اگر وہ چاہتا کہ وہ سجدہ کرے تو ضرور کرتا اور آدم کو درخت سے ممنوع کھانے سے منع کیا اور چاہا کہ آدم کھالے اور اگر نہ چاہتا آدم ہرگز نہ کھاتے "



Presented by Ziaraat.Com

(حوالہ:- اصولِ کافی، جلد 1، کتاب التوحید، باب 26، حدیث 2، صفحہ 236)

جیسا کہ ہم نے بیان کیا تھا کہ اللہ ہم سے اپنے امر (حکم) کے متعلق سوال کرے گا نہ کہ اپنی مشیت کے متعلق، اس حدیث سے مولا صادقؑ نے نہایت ہی وضاحت کے ساتھ اللہ مشیت سمجھائی ہے اس سے ثابت ہوا کہ ضروری نہیں کہ اللہ کا امر اسکی مشیت بھی ہو اور یہ بھی ضروری نہیں کہ جو اسکی مشیت ہو وہ اسکا حکم بھی دے وہ حکم دیتا ہے ہی آپ کو اپنی اطاعت میں آزمانے کیلئے۔

اتمام حجت کیلئے امام موسیٰ ابن جعفرؑ سے حدیث پیش کر رہے ہیں۔

مولا کاظمؑ نے فرمایا: "اللہ نے ابراہیم کو حکم دیا کہ وہ اپنے فرزند کو ذبح کرے لیکن اسکی مشیت یہ تھی کہ وہ ذبح نہ کرے۔ اگر اللہ کی مشیت یہی ہوتی کہ وہ اسے ذبح کرے تو وہ ضرور ذبح کر دیتا اور ابراہیم کی مشیت اللہ کی مشیت پر غالب نہیں آسکتی تھی"۔ (حوالہ:- تفسیر نورالثقلین، جلد 1، صفحہ 119)



Presented by Ziaraat.Com

ہم نے احادیثِ معصومینؑ کی روشنی میں قولِ امامؑ کو دلیل بناتے ہوئے مشیت کو بیان کیا ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے قارئین کو اب مشیت سمجھنے میں کوئی دقعت نہیں ہو گی انشاء اللہ۔

اب ہم آگے بڑھتے ہیں اور سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ "ارادہ" کیا شے ہے مخلوق کا ارادہ اسکی نیت ہے اور اگر اللہ نے اسباب فراہم کیئے تو یہ ارادہ فعل سے تکمیل پاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی آپ سے پوچھے کہ اس سال عاشور پر کربلا جاؤ گے ؟ آپ کا جواب ہو گا ارادہ تو ہے اگر اسباب میسر ہوئے تو انشاء اللہ ضرور جاؤں گا۔ یعنی آپ نے نیت کر لی آپ کا ارادہ ہے اب آپ اللہ کی رحمت کے منتظر ہیں اور جب آپ عاشورہ کرنے کربلا پہنچ جائیں تو آپکا ارادہ پائے تکمیل تک پہنچ جائے گا۔ یہ تھا مخلوق کا ارادہ جس کے لئے وہ محتاج ہے اپنے رب کا اسی لئے امیر المومنینؑ نے فرمایا" میں نے ارادوں کے ٹوٹنے سے اللہ پہچانا" یہ جملہ اللہ کے وجود پر ایک قوی دلیل ہے۔ یہاں ہم وضاحت کرتے چلیں کہ یہ قول امیر المومنینؑ نے اپنے ارادوں کے ٹوٹنے کیلیۓ نہیں بلکہ مخلوق کے ارادوں کیلیۓ فرمایا ہے اسکی دلیل ہم آنے والے باب میں دیں گے۔



Presented by Ziaraat.Com

ہم جب کوئی ارادہ کرتے ہیں اور وہ پورا نہیں ہو پاتا تو ثابت کرتا ہے کہ کوئی ہے جس کے چاہے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا اسی لئے انشاء اللہ کہا جاتا ہے

۔

اب ہم ذکر کرتے ہیں اللہ کے ارادے کا اور یقیناً باقی صفات کی طرح اللہ کا ارادہ بھی ہم مخلوق جیسا نہیں ہو سکتا ہے۔

اللہ کا ارادہ کیا ہے یہ تو وہی بتا سکتا ہے جو خود اس کا ارادہ ہو۔ ہم یہاں مولا علی ابنِ موسیٰؑ سے ایک حدیث نقل کر رہے ہیں جو واضح کرے گی اللہ کے ارادے کو۔

"راوی کہتا ہے کہ میں نے امام علیؑ رضا سے عرض کیا کہ مجھے اللہ کے ارادہ اور مخلوق کے ارادہ سے مطلع فرمایئے! آپؑ نے فرمایا: ارادہ خلقِ ضمیر کی آواز ہے جسکے بعد ان سے کوئی فعل ظاہر ہوتا ہے لیکن اللہ کا ارادہ احداث یعنی خلق کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ کہ اسکا تعلق فکر و رویت سے نہیں، نہ غور و تامل سے، یہ صفات اس سے دور ہیں یہ تو مخلوق کی صفات ہیں، اللہ کا اردہ اسکا فعل ہے وہ کسی چیز سے کہتا ہے کن (ہو جا) پس وہ ہو جاتی ہے یہ کن کہنا نہ لفظ سے تعلق رکھتا ہے نہ زبان



Presented by Ziaraat.Com

کی گویائی سے، نہ ہمت و تفکر سے نہ کسی کیفیت سے کیونکہ کیفیت اسکے لئے ہے ہی نہیں "(حوالہ:- اصولِ کافی جلد 1، کتاب توحید، باب 14، حدیث 3، صفحہ 176)

حدیث معصومؑ کی روشنی میں مخلوق اور خالق کے اردے میں فرق کی وضاحت کردی گئی ہے مگر اپنے دلائل کو مزید مضبوط بنانے کیلئے ہم دو احادیث پر اس باب کا اختتام کریں گے۔

"امیر المومنینؑ فرماتے ہیں: اللہ بات کرتا ہے بغیر تلفظ کے، وہ چیز کو یاد رکھتا ہے بغیر یاد رکھنے کی زحمت کے وہ ارادہ کرتا ہے بغیر قلب وضمیر کے "(حوالہ:- تفسیر نور الثقلین، جلد 1، صفحہ 234)

"مولا موسیٰ کاظمؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ: میں اللہ کے کلام کو منہ کھول کر لفظ ادا کرنے سے تعبیر نہیں کرتا۔ اللہ کا حکم اسکے ارادے کا دوسرا نام ہے "(حوالہ:- تفسیر نوار الثقلین، جلد 1، حدیث 330، صفحہ 234)

ہمیں اپنے قارئین کی فہم پر پورا بھروسہ ہے کہ مشیت اور ارادہ سمجھنے میں اب انہیں کوئی دِقعت نہیں ہو گی انشاءاللہ

بداء:



Presented by Ziaraat.Com

یہ لفظ "بداء" ہو سکتا ہے ہمارے کچھ قارئین کیلئے نیا ہو انہوں نے اس سے پہلے کبھی سنا نہ ہو مگر یہ "عقیدہ بداء" شیعہ عقائد کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ ہے بلکہ امامؑ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ "جسکا بداء پر یقین نہیں وہ ہمارا شیعہ ہی نہیں"

ہماری پوری کوشش ہو گی کہ ہم "بداء" کو سمجھنے کیلئے زیادہ سے زیادہ احادیثِ معصومینؑ پیش کریں اور اسکی اہمیت کو اُجاگر کریں۔

"عقیدہ بداء" یہ ہے کہ اس بات پر ایمان رکھنا کہ اللہ اپنا فیصلہ تبدیل کر سکتا ہے اور یہ اچانک نہیں ہوتا بلکہ تحتِ علم ہوتا ہے۔ ایک واقعہ سے ہم آپ کو بداء سمجھاتے ہیں۔ بداء سے عقیدہ تعطیل کی نفی ہوتی ہے اور یہ قدریہ فرقے کا عقیدہ ہے۔

"ایک دفعہ حضرت موسیٰؑ ایک شخص کے سامنے سے گزرے وحی آئی کہ: اے موسیٰ یہ شخص کل مر جائے گا۔ حضرت موسیٰؑ نے اس شخص سے کہا اپنے معاملات سمیٹ لو کل تمہاری موت کا دن مقرر ہوا ہے۔ یہ کہہ کر حضرت موسیٰؑ وہاں سے چلے گئے۔ اگلے دن سورج ڈھلنے کے قریب تھا حضرت موسیٰؑ کا گزر وہاں سے ہوا جہاں وہ شخص کل بیٹھا ہوا تھا تو کیا



Presented by Ziaraat.Com

دیکھتے ہیں کہ وہ شخص صحیح سلامت وہاں بیٹھا ہے۔ اس شخص نے حضرت موسیٰؑ سے کہا اسے موسیٰ تم تو کہہ رہے تھے میں آج مر جاؤں گا مگر میں تو زندہ ہوں۔ حضرت موسیٰؑ یہ دیکھ کر بہت پریشان ہوئے اور اللہ سے ہم کلام ہوئے کہ یا اللہ تو نے تو کل کہا تھا کہ یہ شخص آج مر جائے گا مگر یہ تو زندہ ہے۔ آواز باری تعالیٰ آئی بے شک موسیٰ ایسا ہی تھا مگر اس شخص نے صدقہ دے دیا تو ہم نے اس کی عمر میں اضافہ کر دیا"

اسے کہتے ہیں "بداء" یعنی اللہ نے اپنا فیصلہ بدل دیا اور اسکے فیصلے میں بدلاؤ اسکے علم کے کمال کی وجہ سے آتا ہے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ شخص صدقہ دے گا اور میں اسکی زندگی میں اضافہ کر دوں گا۔

امام فرماتے ہیں: بداء کا علم صرف اللہ کو ہے۔

جب بداء کا علم صرف اللہ کو ہے تو پھر کوئی نہیں جانتا کہ کب بداء واقع ہو گی اسی لیے ہمیں دعا کرنے کا حکم تاکید کیساتھ دیا گیا ہے۔ آپ نے اکثر مشاہدہ کیا ہو گا کہ ڈاکٹر ایک مریض کو جواب دے دیتے ہیں اور اسکے لواحقین میں سے کوئی دل سے دعا کرتا ہے اور اللہ اس مریض کو شفاء عطا کر دیتا ہے۔ اگر بداء پر یقین نہ ہو تو دعا بے کار ہو جائے گی جس کا



Presented by Ziaraat.Com

حکم ہمیں دیا گیا ہے اور رزق میں اضافہ نہ ہو سکے گا اور اسی طرح تقدیر نہیں پلٹ سکے گی۔

اب ہم "بداء" کیلئے احادیث معصومینؑ پیش کرنے جارہے ہیں اور "بداء" کیلئے جو ہم نے اوپر حدیث بیان کی اسکی تفصیل آنے والے باب میں بیان کریں گے۔

"مولا صادقؑ نے فرمایا: خدا نے کسی نبی کو نہیں بنایا جب تک تین باتوں کا عہد نہیں لے لیا اول اس کا اقرار کہ وہ اللہ کا بندہ ہے دوسرے اللہ کا کوئی شریک نہیں تیسرا اللہ جس کو چاہتا ہے مقدم کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے موخر کرتا ہے" (حوالہ:- اصولِ کافی، کتاب توحید، جلد 1، باب 24، حدیث 3، صفحہ 227)

پہلی حدیث میں ہی ہمارے قارئین بداء کی اہمیت کو سمجھ گئے ہوں گے کہ جہاں اللہ نے کسی نبی کو مبعوث ہی نہیں کیا جب تک اس سے تیرا عہد جو کسی چیز کو مقدم اور موخر کرنے کیلئے تھا نہیں لے لیا اسے ہی بداء کہتے ہیں یعنی اللہ جب چاہے کسی فیصلے کو بدل دے۔



Presented by Ziaraat.Com

"مولا صادقؑ نے فرمایا: اے ہشام بداء کے برابر عظمتِ الٰہی کا اظہار کسی اور چیز سے نہیں ہوا" (حوالہ :- اصولِ کافی، جلد 1، کتاب توحید، باب 24، حدیث 1، صفحہ 227)

اس حدیث کو بھی اگر آپ غور سے پڑھیں تو معلوم ہو گا کہ امامؑ نے بداء کی اہمیت کو کیسے اجاگر کیا ہے اور بتایا ہے کہ عظمتِ الٰہی کا اظہار بداء کے برابر کسی اور چیز سے نہیں ہوا۔ در حقیقت جب بداء کا کوئی واقعہ سامنے آتا ہے تو سوائے حیرانی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

"مولا باقرؑ سے سورہ انعام کی اس آیت کے متعلق فرمایا (سورہ الانعام 02:) موت دو قسم کی ہوتی ہے ایک اجل محتوم یعنی جس کا علم اللہ کے بعض بندوں کو ہو جیسے انبیاء کو بعض لوگوں کی موت کو وقت بتا دیا جاتا ہے۔ دوم اجل موقوف جس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہوتا" (حوالہ:- اصولِ کافی، جلد 1، کتاب توحید، باب 24، حدیث 4، صفحہ 228)

اس حدیث میں مولاؑ نے قرآنی آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے موت کی دو قسمیں بتائیں ہیں۔ ایک اجل محتوم اور دوسری اجل موقوف۔



Presented by Ziaraat.Com

اجل محتوم کا علم انبیاء کو اور اپنے کچھ برگزیدہ بندوں کو دیا گیا ہے جیسا کہ ہم نے اس باب کی ابتداء میں حضرت موسیٰؑ والا واقعہ بیان کیا تھا وہ اجلِ محتوم ہے اور اسکا علم امیر المومنینؑ کے صحابی رشید حجری کو بھی تھا۔

لیکن اجلِ موقوف کا علم صرف اللہ کے پاس ہے جس کا تعلق بداء سے ہے۔

"راوی کہتا ہے کہ میں نے مولا باقرؑ کو کہتے سنا: علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم تو وہ ہے جو اللہ کے پاس ہے اور کسی دوسرے کو اس اطلاع نہیں اور ایک علم وہ ہے جو اس نے ملائکہ اور مرسلین کو دیا ہے اور جو اس نے فرشتوں اور رسولوں کو علم دیا ہے تو اس میں نہ وہ اپنے نفس کی تکذیب کرتا ہے اور نہ اپنے ملائکہ اور مرسلین اور جو علم اس کے پاس محفوظ ہے اس میں وہ جس چیز کو چاہتا ہے مقدوم کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے موخر کر دیتا ہے اور جیسے چاہتا ہے ثابت کرتا ہے"۔(حوالہ:- اصولِ کافی، جلد 1، کتابِ توحید، باب 24، حدیث 6، صفحہ 228)

ایک مقام پر مولا صادقؑ فرماتے ہیں



Presented by Ziaraat.Com

"مولا صادقؑ نے فرمایا: اللہ کے علم کی دو قسمیں ہیں ایک علمِ مکنون مخزون ہے۔ اللہ کے سوا اس کو کوئی نہیں جانتا اور اسی سے بداء کا تعلق ہے۔ (حوالہ:- اصولِ کافی، جلد 1، کتاب توحید، باب 24، حدیث 8، صفحہ 229)

آپ نے غور کیا ہو گا کہ ان دو احادیث میں امامؑ نے اللہ کے علم پر گفتگو کی ہے اور سمجھایا ہے کہ اللہ کے دو علم ہیں ایک علم وہ ہے جو اس نے انبیاء، مرسلین ملائکہ کو عطا کیا ہے وہ علم ہمارے آئمہؑ کے پاس بھی ہے۔ مگر علم مکنون وہ علم ہے جسے اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی اللہ نے کسی کو دیا ہے بداء کا تعلق اسی علم سے ہے اب جو بھی لکھی ہوئی تقدیر کو پلٹ کر بداء کرے سمجھ لینا چاہیے کہ وہ اللہ کا علم مکنون ہے۔

اب جو حدیث ہم پیش کرنے جا رہے ہیں وہ بداء کی اہمیت اجاگر کر رہی ہے اور اس حدیث سے موافقت رکھتی ہے جو ہم نے اس باب میں سب سے پہلے بیان کی تھی۔



Presented by Ziaraat.Com

"مولا صادقؑ نے فرمایا: اگر لوگ جانتے کہ اقرار بداء میں کتنا ثواب عظیم ہے تو وہ اس کے متعلق گفتگو کرنے سے روگردانی نہ کرتے "(حوالہ:- اصولِ کافی، جلد 1، کتاب توحید، باب 24، حدیث 12، صفحہ 229)

شیعوں کی اکثریت اس بات سے تو دور اس لفظ سے بھی ناآشنا ہے اور اسکی وجہ خطیبوں اور نام نہاد علماء کے بھروسے اپنے دین کو چھوڑ دینا ہے۔

بداء کی اہمیت کو آئمہؑ نے بہت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے جس کی دلیل یہ احادیث ہیں۔

امام محمد ابن علی باقرؑ فرماتے ہیں کہ

"ضریس نے مولا باقرؑ سے روایت کیا کہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا !" اللہ کے دو علم ہیں ایک علم مبذول اور ایک علم مکنوف۔ علم مبزول وہ علم ہے کہ جس علم میں کوئی شے ایسی نہیں جسکا علم ملائکہ اور رسولوں کے پاس ہو مگر ہم اسے جانتے ہیں اور مکنوف علم وہ ہے کہ جو اللہ نے ام الکتاب میں رکھا ہوا ہے جب وہ ام الکتاب سے نکلتا ہے تو نافذ ہوتا ہے"

(بصائر الدرجات، جلد 1، حدیث 1، صفحہ 305)



Presented by Ziaraat.Com

اس حدیث میں مولاؑ نے واضح کر دیا کہ وہ علم جسے اللہ کے سواء کوئی نہیں جانتا وہ ام الکتاب میں رکھا ہے۔ انشاء اللہ مولاؑ ہماری رہنمائی فرمائیں گے تو ہم ڈھونڈ لیں گے اس علم کو جو ام الکتاب میں ہے اور ام الکتاب کون ہے اور ظاہر ہے کہ وہ اللہ نہیں ہے

"حمران سے روایت ہے کہ مولا باقرؑ فرمایا: قضاء و قدر اسکے علم میں خلق سے پہلے موجود ہے اور فرشتوں تک پہنچانے سے پہلے اس کے علم میں ہے۔ اے حمران اللہ کے پاس ایک ایسا علم ہے جو مقدر اور موقوف ہے اور اس کے متعلق ابھی فیصلہ نہیں ہوا اسکو اسکے علاوہ کوئی نہیں جانتا اس میں اسی کی مشیت ہے جب ارادہ کرتا ہے تو اسکا فیصلہ کر دیتا ہے "

(حوالہ:-بصائر الدرجات، جلد 1، حدیث 2، صفحہ 314)

اس حدیث میں بھی مولاؑ نے علم، مشیت اور بداء تینوں کو واضح کر دیا ہے

"راوی نے مولا صادقؑ سے سنا کہ: اللہ کے دو علم ہیں ایک وہ علم جو مخزون و پوشیدہ ہے جس کا علم اسکے سوا کسی کو نہیں اسی علم سے بداء ہوتا ہے"۔

(حوالہ:-التوحید، صفحہ 364)



Presented by Ziaraat.Com

ہماری گزارش ہے کہ اس حدیث کو اور اس باب میں پیش کی گئیں احادیث کو اپنے اذہان میں محفوظ رکھئے گا آگے چل کر یہ احادیث بات کو سمجھنے میں بہت مدد کریں گی۔ اس حدیث میں بھی مولاؑ نے وضاحت کی اس علم کی جو پوشیدہ ہے جسے اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا اسی سے بداء ہے اب جو حدیث ہم پیش کرنے جارہے ہیں یہ ہمارے پہلے موقف کی دلیل ہے کہ بداء اچانک واقع نہیں ہوتی بلکہ وہ علم الہیٰ میں پہلے سے موجود ہوتی ہے اگر ایسا نہ ہو تو اللہ کو اس واقع سے لاعلم ماننا پڑے گا جو کہ کفر ہے شرک ہے اور دین سے فوراً خارج ہونے کا سبب ہے۔

"مولا صادقؑ نے فرمایا: کسی چیز میں اللہ کیلئے بداء واقع نہیں ہوئی مگر یہ کہ اسکے ظاہر ہونے سے پہلے وہ اللہ کے علم میں تھا"۔ (اصولِ کافی، جلد 1، کتاب توحید، باب 24، حدیث 9، صفحہ 229)

یہاں بات مکمل بھی ہوگئی اور واضح بھی مولاؑ نے واضح الفاظ میں بتادیا کہ بداء ہونے سے قبل وہ اللہ کے علم میں تھا۔



Presented by Ziaraat.Com

احدیث معصومین کا سہارا لیتے ہوئے ہم نے بداء کو ثابت کیا ہے اور اس موضوع کی تکمیل کی ہے ہمارے قارئین صاحب فہم ہیں یقیناً اتنے ہی دلائل کافی ہیں اس معاملے کو سمجھنے کیلئے ورنہ دلائل اور بھی ہیں۔

اور جیسا کہ ہم نے اس باب کے ابتداء میں کہا تھا کہ کہ ایک واقعہ بداء کا ہم پر اُدھار ہے جس کا ذکر ہے امامت کے باب میں کریں گے۔ انشاء اللہ

## ساق (پنڈلی) کا مطلب

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَۙ (سورہ القلم آیت 42)

"جس دن پنڈلی سے حجاب ہٹایا جائے گا اور انہیں سجدے کیلئے بلایا جائے گا"

قرآن کے معاملے میں کچھ اپنے اور سارے پراؤں کا ایک ہی عقیدہ ہے کہ اسکے ظاہر پر بھی عمل کر لیا جائے یا ظاہر پر بھی بات کر لی جائے تو غلط نہیں۔

غیروں سے نہ تو میرا کوئی واسطہ ہے اور نہ ہی ان سے میں مخاطب ہوں مگر میرے وہ اپنے جو خوش عقیدہ ہیں لیکن اسکے باوجود بھی تسکین نفس



Presented by Ziaraat.Com

کیلئے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کی بعض آیات کا ظاہر بالکل واضح ہے اس لیے اسکے ظاہر پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ میرے ان اپنوں سے دست بستہ گزارش ہے کہ جن آیات کے ظاہر پر آپ بات کرتے ہیں گویا ان آیات میں آپکو تفسیر معصومؑ کی ضرورت ہی نہیں ہے تو پھر آپ میں اور غیروں میں کیا فرق ہوا وہ پورے قرآن کیلئے آلِ محمدؐ کی ضرورت محسوس نہیں کرتے اور آپ کچھ آیات میں۔

لیکن ایسا ہے نہیں کیوں رسولؐ اللہ نے اہلِ بیتؑ اور قرآن کو ساتھ رکھنے کا حکم دیا ہے نہ کہ اپنی مرضی سے جو اچھا لگے مراد لے لو۔

یہ عمل اپنے عقیدے پر خود کش حملے کے علاوہ اور کچھ نہیں کیوں کہ ضروری نہیں کہ جن الفاظ سے آپ ترجمہ کے لحاظ سے مراد لے رہے ہیں اللہ کی بھی وہی مراد ہو دیوانِ غالب کا پہلا شعر ہے۔

نقش فریادی ہے کس کی شوخی تحریر کا
کاغذی ہے پیراہن ہر پیکرِ تصویر کا



Presented by Ziaraat.Com

شارحین نے پہلے ہی شعر پر قلم چھوڑ دیا اور غالب نے اس شعر کی تشریح خود کی۔ تو جب اللہ کی ایک مخلوق کے کلام کا یہ حال ہے تو پھر اللہ کے کلام کا ظاہر بھی ہم کیسے سمجھ سکتے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب قرآن کے ظاہر سے ہم کچھ نہیں سمجھ سکتے تو قرآن پڑھنے کا فائدہ کیا اور اس میں غور و فکر کس چیز میں کرنا چاہیے؟

تو اسکا جواب یہ ہے کہ قرآن پڑھنا ضروریاتِ دین میں سے ہے اور اس میں غور و فکر کر کے آپ ایک سوال قائم کرتے ہیں اور وہ سوال لے کر امامؑ کے پاس جاتے ہیں وہ آپ کو سمجھاتے ہیں کہ یہاں اس لفظ سے اللہ کی مراد کیا ہے۔ اور قرآن پڑھنا اسلیئے بھی ضروری ہے کہ کہیں امامؑ نے قرآنی آیت یا آیت کے کسی لفظ کی تفسیر بتا کر کی ہے اور کہیں بغیر بتائے اگر آپ نے قرآن سمجھ کر اور غور و فکر کر کے پڑھا ہی نہیں ہو گا تو آپ کیسے سمجھیں گے کہ امامؑ کس کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔

اور قرآن پڑھنا یقیناً ثواب کا بھی عمل ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

بحرحال ساق (پنڈلی) والا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے اغیار نے اس سے مراد اللہ کی پنڈلی لے لی گویا اللہ روز محشر بیٹھا ہو گا اور اپنی پنڈلی پر سے حجاب ہٹائے گا تو لوگ سجدے میں گر پڑیں گے تو ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے کے بھائی جب اللہ میرے سامنے ہو گا تو کوئی پاگل ہی ہو گا جو اللہ کے سامنے کھڑا ہو کر بھی پنڈلی سے حجاب ہٹنے کا انتظار کرے گا سجدہ کرنے کیلئے جبکہ پورا بدن اور چہرہ سامنے ہو گا۔

اب آیئے اپنوں کی طرف انہوں نے بھی کمال کیا کہ اللہ ہٹا کر علیؑ کہہ دیا تو سوال ان سے بھی وہی ہے جو غیروں سے ہے کہ میں اپنے مولاؑ کو دیکھ کر سجدہ کیوں نہ کروں انکی پنڈلی سے حجاب ہٹنے کا انتظار کیوں کروں، یہ نتیجہ ہے قرآن کو آلِ محمدؐ سے نہ لینے کا۔

قرآن کے بارے میں ہم صرف دو احادیث پیش کر رہے ہیں جو صاحبانِ عقل کیلئے بہت ہیں۔

"امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ: کتاب اللہ کی کچھ باتوں کی تاویل (تفسیر) تنزیل (نزول) کے خلاف ہوتی ہے" (حوالہ:- التوحید صفحہ 221)

اور دوسری حدیث ہمارے موقوف کیلئے برھان ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

مولا علیؑ ابنِ ابی طالبؑ فرماتے ہیں کہ "تجھے اپنی رائے سے تفسیر قرآن کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے تاکہ تم علماء (آئمہؑ) سے سمجھ لو۔ کیونکہ اکثر تنزیل انسانی کلام کے مشابہ ہوتی ہے اور وہ اللہ کا کلام ہے اور اسکی تاویل یہ ہے کہ وہ انسانی کلام کے مشابہ نہیں ہوتا اور نہ اسکا کلام انسانی کلام جیسا ہوتا ہے اور اسکا کلام انسانی کلام کے بالکل مشابہ نہیں ہوتا۔ اللہ کا کلام اسکی صفت ہے اور انسانی کلام انکے افعال سے متعلق ہے اس لئے اللہ کا کلام انسانی کلام کے مشابہ نہیں ہوسکتا ورنہ تو ہلاک اور گمراہ ہو جائے گا"۔ (حوالہ:- التوحید، صفحہ 220)

اب ہم اس آیت کیطرف آتے ہیں جو ہم نے اس موضوع کے سرنامے میں لکھی تھی۔

"جس دن پنڈلی سے حجاب ہٹایا جائے گا اور انہیں سجدے کیلیئے بلایا جائے گا" کی تفسیر میں مولا رضاؑ نے فرمایا: "ساق (پنڈلی) سے مراد نور کا حجاب ہے جو ہٹا دیا جائے گا تو مومنین سجدے میں گر جائیں گے اور منافقین کی پشت اکڑ جائے گی اسلیئے وہ سجدہ کرنے کے قابل نہیں ہوں گے"

(حوالہ:- عیونِ الاخبارِ الرضا، جلد 1، ص 205)



Presented by Ziaraat.Com

کوئی بھی مومن مجھے یہ سمجھا سکتا ہے کہ دنیا کی کونسی لغت میں "ساق" کا مطلب "نور" ہے؟

قرآنِ صامت اللہ کا کلام ہے اس کو وہی سمجھائے گا جو "لسان اللہ" ہو۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ وہ نور کون ہے یا کس کا ہے۔ اس پر آنے والے باب میں بات کریں گے۔

اس موضوع کو سمیٹتے ہوئے ہم دو احادیث پیش کر رہے ہیں تاکہ آپ کی تشفی ہو جائے۔

"امام جعفر صادقؑ کا فرمان ہے کہ: جبار بہت برکت والا ہے اور اپنی پنڈلی کی طرف اشارہ کیا پھر چادر کو اس سے ہٹایا اس سے مراد یہ ہے کہ جبار بڑی برکت والا ہے اس سے کہ اسکا وصف اس "ساق" (پنڈلی) سے کیا جائے جو اس (شخص) کی صفت ہے" (حوالہ:- التوحید، حدیث 2، صفحہ 121)

یعنی جو یہ عقیدہ رکھے کہ اس ساق سے مراد اللہ یا امامؑ کی ساق ہے تو وہ اپنی اصلاح کر لے۔



Presented by Ziaraat.Com

"روای نے مولا جعفر صادقؑ سے اللہ کے قول "یوم یکشف عن ساق" کے بارے میں دریافت کیا۔ تو آپؑ نے چادر کو پنڈلی سے ہٹایا اور آپکاؑ دوسرا ہاتھ آپ کے سر پر تھا۔ پھر آپؑ نے فرمایا ربِ اعلیٰ پاک و پاکیزہ ہے"(حوالہ:-التوحید، حدیث 3، صفحہ 122)

آخری حدیث میں اگر آپ غور کریں تو ہمارے موقف کی دلیل ہے کہ قرآن کیوں پڑھنا چاہئے اور اس میں غور و فکر کیا ہے۔ اگر پوچھنے والا قرآن پڑھتا ہی نہیں اور غور و فکر نہ کرتا تو یہ کیسے سوال کرتا کہ "ساق" سے کیا مراد ہے۔

ہمیں امید ہے کہ آپ ہمارا مدعا سمجھ گئے ہوں گے جو کہ ہم نے احادیث معصومینؑ سے ثابت بھی کیا ہے الحمد اللہ!

آغازِ معرفت:

ہم نے اپنی کتاب کا محور و مرکز معرفت کو بنایا ہے جس کے بغیر کسی کا بھی اقرار یا انکار بیکار ہے اور جس کے بغیر کوئی بھی عمل نہ قابلِ قبول ہے جو کہ ہم گزشتہ ابواب میں احادیثِ معصومینؑ کی روشنی میں ثابت کر چکے ہیں۔



Presented by Ziaraat.Com

مخلوق کیلئے ہر چیز کی ابتداء ہے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ معرفت کی ابتداء نہیں ہو۔

معرفت کی ابتداء یوم الست ہوئی جب اللہ نے پشتِ آدمؑ سے قیامت تک آنے والے ہر نفس کو نکال کر اپنے سامنے کھڑا کیا اور بالکل اسی طرح اختتام بھی کرے گا جب وہ روز محشر دوبارہ اول سے آخر تک سب کو جمع کرے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ نے یوم الست کیوں سب کو جمع کیا؟

تو جواب یہ ہے کہ اس دن اللہ نے معرفت کی بنیاد رکھی انسان کیلئے اور سب کو اپنے نفس کی معرفت کروائی اور عہد لے لیا اس معرفت پر اور محمد رسولؐ کی نبوت اور علیؑ امیر المومنین کی ولایت پر بھی عہد لیا اور ان تینوں عہدوں کی معرفت کو فطرتِ انسانی میں بو دیا اب جو بھی کسی بھی دور میں دنیا میں آئے گا وہ فطرت پر آئے گا۔ جیسا کہ یہ حدیث وضاحت کر رہی ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

"امام جعفر صادقؑ نے آیت "یہی اللہ کی بنائی ہوئی فطرت ہے جس پر اس نے انسانوں کو خلق کیا" (سورہ روم: 30) کی تفسیر میں فرمایا: یعنی توحید، محمدؐ، اور امیر المومنینؑ پر"

اور جب ہم نے پہلی بات کی تھی کہ الست میں اللہ نے اپنے نفس کی معرفت کروائی تھی اسی بات کو آگے بڑھاتے ہیں اسکے بعد محمدؐ کی نبوت اور رسالت اور امیر المومنینؑ کی ولایت کا عہد لیا۔ جیسا کہ امامؑ فرماتے ہیں

-

"امامؑ جعفر صادقؑ نے اللہ کے فرمان " اور (وہ وقت یاد کرو) جب تمہارے رب نے اولادِ آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو لیا" (سورہ اعراف: 171) کے متعلق فرمایا: اللہ نے پشتِ آدم سے آدم کی قیامت تک کی اولاد کو نکالا جو چھوٹے ذرّات کی مانند تھے تو اللہ نے انہیں اپنے نفس کا تعارف کرادیا اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی اپنے رب کو نہیں پہچان سکتا۔ پھر فرمایا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں کیوں نہیں ۔ پھر فرمایا: یہ محمدؐ میرا رسول اور علیؑ امیر المومنین میرا خلیفہ اور امین ہے

"(حوالہ:-بصائر الدرجات، جلد 1، صفحہ 205، حدیث 6)



Presented by Ziaraat.Com

اب یہ الگ بحث ہے کہ کس نے اپنے نفس کی معرفت کروائی اور صدا دی "الست بر کم" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں لیکن ایک بات واضح ہے کہ اپنے نفس کی معرفت کروانے والا بھی اسم اور صدا لگانے والا بھی اسم تھا۔

اس فطرتِ انسانی جس پر اللہ نے انسان کو خلق کیا ہے اپنے اذہان میں محفوظ رکھیئے گا آنے والے باب میں ہم اس پر گفتگو کریں گے۔

## اعجازِ معرفت:

یہ معرفت کروانے کے بعد جن لوگوں نے ان تینوں عہدوں کا اقرار کیا اللہ نے ان کے نفوس میں تخم معرفت بو دیا اور اسی تخم نے محبت کو جنم دیا اور جب عہد کیئے ہوئے تمام نفوس نے نظر اٹھائی تو سامنے ایک کمالِ حسن کو دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ اب اس عہد پر قائم رہنا وہ آواز سماعت میں شہد کی سی مٹھاس گھولتی چلی گئی۔

نغمہ اس کا سا کہاں نغمگی اسکی سی کہاں

صوتِ یار ایک طرف صوتِ ہزار ایک طرف



Presented by Ziaraat.Com

انگریزی کا ایک محاورہ ہے (Love at First Sight) یعنی پہلی نظر میں محبت اور یہ محاورہ ایسا لگتا ہے کہ الست کیلئے ہی وضع کیا گیا ہے۔

جب نظر اس من موہنی صورت پر گئی تو پلک جھپکنا بھول گئی اور دل بے ساختہ بولا

پرتوِ خور سے، ہے شبنم کو فنا کی تعلیم

میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہونے تک

دل میں اسی دن ٹھان لی کہ ہمیشہ سر اس شہنشاہِ حسن و جمال کی اطاعت میں خم رکھنا ہے اسی کی محبت میں جینا ہے اور اسی کی محبت میں مرنا ہے کیونکہ

محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا

اللہ نے ان عہدوں کے اقرار کرنے والوں پر نظر کرم کی اور ان سب کو اپنے رنگ میں رنگ دیا اور ان سب کے قلوب کو محبت کی ڈور میں پرو دیا اسی لیئے امامؑ فرماتے ہیں "مومن مومن کا سگا بھائی ہے" یہ الگ بات ہے کہ اللہ کا رنگ کونسا ہے جس میں اس نے مومنین کو رنگ دیا اس پر بھی ہم آنے والے باب میں گفتگو کریں گے۔



Presented by Ziaraat.Com

## اثراتِ معرفت

بارش کا قطرہ جب مٹی پر گرتا ہے تو ایسی خوشبو کو جنم دیتا ہے جسکا مقابلہ قیامت تک کے پرفیوم کی خوشبو نہیں کر سکتی۔ مگر جب وہی قطرہ کسی گڑ کی کیچڑ پر گرتا ہے تو بدبو پیدا کرتا ہے۔

ایسا ہی کچھ الست میں ہوا مومنین کی عقول نے اس سے محبت کو جنم دیا اور انکے نفوس نے عقل کی پیروی کی۔

مگر جب یہی معرفت دوسروں کے سامنے آئی تو انکے نفوس نے ہٹ دھرمی دکھائی اور اپنے اندر حسد و بغض کا بیج بو دیا۔ ایک ہی معرفت کے دو اثرات سامنے آئے اس حسد و بغض نے علیؑ امیر المومنین کا انکار کیا۔

"امامؑ فرماتے ہیں کہ "جب اللہ نے الست میں تمام نفوس سے پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب نے کہا بے شک تو ہمارا رب ہے، پھر اللہ نے محمدؐ رسول کی نبوت و رسالت کا عہد لیا تو اقرار کرنے والوں کی تعداد کم مگر جب اللہ نے علیؑ کی ولایت کا عہد لیا تو اقرار کرنے والوں کی تعداد اتنی کم ہو گئی کہ گنی جا سکتی تھی"۔



Presented by Ziaraat.Com

اب جس جس مومن کی معرفت میں اضافہ ہوتا رہے گا اسکی محبت بھی پروان چڑھتی رہے گی اور جیسے جیسے معرفت و محبت بڑھے گی ویسے ویسے ہی اطاعت بڑھے گی محبت کبھی بھی حکم امام پر غالب نہیں آسکتی۔ کیونکہ محبت اطاعت سکھاتی ہے نہ کہ نافرمانی۔

دوسری طرف جیسے جیسے معرفت بڑھے گی ویسے ویسے بغض و عناد بڑھے گا اور جب بغض و عناد بڑھے گا تو نافرمانی بھی پروان چڑھتی رہے گی۔ اسی لئے جب مومن کی معرفت کمال پر پہنچتی ہے تو وہ عارف کامل کہلاتا ہے اور جس دشمن کی معرفت کمال پر پہنچتی ہے تو شیطان کہلاتا ہے۔ ویسے تو شیطان سے بھی بڑا ایک شخص ہے مگر اسکا نام لینا ہم یہاں مناست نہیں سمجھتے۔

## معرفتِ امامت

میں نے معرفتِ توحید کے باب میں لکھا تھا کہ " یہ ہماری کتاب میں دل کی حیثیت رکھتا ہے" اور یہاں میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ باب ہماری کتاب میں اس دل کی دھڑکن کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور دھڑکن کے بغیر دل کسی کام



Presented by Ziaraat.Com

کا نہیں ہوتا۔ بالکل اسی طرح معرفتِ امامت کے بغیر معرفتِ توحید سوائے بت پرستی کے اور کچھ نہیں جو شرک بھی ہے اور کفر بھی۔

آپ یقین جانیئے پچھلے تمام ابواب اس باب کی تمہید کیلئے تھے اور ہمارے سارے دلائل آپ کو یہاں تک لانے کیلئے تھے۔ کیونکہ مذہب شیعہ کے سارے اصولِ دین اس ایک معرفت کے گرد گھوم رہے ہیں تو گویا معرفتِ امامت مرکزو محورِ دین ہے اور اسی کا حصار دین کے گرد کھچا ہوا ہے۔

امامت وہ بے کراں سمندر ہے جس کی گہرائی کو ناپنے والے اس کی معمولی سی موجوں میں ہی غرق ہو کر رہ گئے۔ امامت ایک ایسا بلند پہاڑ ہے جسکی بلندی کا اندازہ لگانے والے منہ کے بل زمین میں دفن ہو گئے۔ امامت ایک ایسا شجر ہے جسکی شاخیں عالمین کو گھیرے ہوئے ہیں۔ امامت ایک ایسا سورج ہے جس کی روشنی کے سامنے لاکھوں سورج روشنی کی بھیک مانگتے ہیں۔ امامت ایک ایسا چاند ہے جس کا نور تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے کو ظلمات سے نور کی طرف لاتا ہے۔ امامت ایک ایسا بیت المعمور ہے جس کی وجہ سے کعبہ، کعبہ بنا ہے۔ امامت ایک ایسا ہاتھ ہے



Presented by Ziaraat.Com

جس کے دستِ قدرت میں عالمین کی نبضیں ہیں۔ امامت ایک ایسی آنکھ ہے جس سے عالمین کی کوئی شے پوشیدہ نہیں۔ امامت ایک ایسا کان ہے جو ہر شے کی صدا کو سنتا ہے۔ امامت ایک ایسی حکومت ہے جس کے ایک چھوٹے سے علاقے کا نام عالمین ہے۔ امامت ایک ایسا علم ہے جو ہر شے کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ امامت ایک ایسا قلعہ ہے جس کی بنیادیں زمین کی گہرائیوں سے زیادہ گہری اور جسکی دیواریں عالمین کی حدود سے بلند ہیں، امامت ایک ایسی پناہ گاہ ہے کہ جو بھی اس میں آگیا وہ امان پا گیا۔ امامت ایک ایسا شفیق باپ ہے جو مومنین پر دنیا اور آخرت میں مہربان ہے۔ امامت ایک ایسا قہر ہے جو دشمنانِ دین پر زمین تنگ کر دے گا۔ امامت ایک ایسی تلوار ہے جو دشمنِ رسولؐ و اللہ کو انصاف کیساتھ قتل کرتی ہے، امامت ایک ایسی ہیبت ہے جس کے سامنے سرکش و جبار اپنی ناک رگڑتے ہیں۔ امامت ایک ایسا حسنِ جمال و کمال ہے جس سے دنیا میں سب سے زیادہ محبت کی گئی اور امامت ایک ایسی مظلومیت ہے جس سے بغض و دشمنی بھی سب سے زیادہ رکھی گئی۔

**امامت کی منزلیں:**



Presented by Ziaraat.Com

ابتداء میں یہ موضوع ہمارا مقصود نہ تھا مگر پھر ہم نے اپنے ان قارئین کے بارے میں سوچا جو ابھی دین کی ابتدائی منزل پر ہیں تو ان کو اس بات سے آگاہ کرنا ضروری ہے اوپر جو صفات امامت ہم نے بیان کی ہیں وہ امامت کی آخری منزل ہے۔ ہم یہاں اس موضوع کی ابتداء امامت کی پہلی منزل سے کر رہے ویسے امام کی دو قسمیں ہیں جو قرآن میں بیان کی گئیں ہیں دوسری قسم کے امام وہ ہیں جو جہنم کی طرف دعوت دیتے ہیں اور ہمارا مقصود وہ امام نہیں ہیں اس لئے ان پر بات بھی نہیں کر رہے۔

امامت کی تین منزلیں ہیں جو ہم کوشش کریں گے کہ آسان الفاظ اور احادیث معصومین ؑ کی روشنی میں بیان کریں۔

امامت کی پہلی منزل حضرت آدمؑ سے شروع ہوتی اور حضرت ابراہیمؑ سے پہلے حضرت تارخؑ پر اختتام پذیر ہوتی ہے، کیونکہ ہر نبی حجتِ خدا ہوتا ہے اور وہی حجت اس امت کا جس کی طرف وہ نبی بنا کر بھیجا گیا ہے اس کا امام بھی ہوتا ہے۔ لہذا پہلی منزل کی امامت محدود ہوتی ہے زمین کے اس حصے اور اس امت تک جس کا وہ نبی ہوتا ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

جیسا کہ امام جعفر صادقؑ ارشاد فرما رہے ہیں "زمین اللہ کی حجت سے خالی نہیں رہتی اس میں ایک امام ضرور ہوتا ہے تاکہ مومنین امر دین میں کوئی زیادتی کریں تو وہ رد کرے اور اگر کوئی کمی کریں تو وہ اس کو پورا کر دے" (حوالہ :- اصولِ کافی جلد 2، کتاب الحجت، باب 5، حدیث 1، صفحہ 25)

ویسا تو ہمارا مقصد آپ کو امامتِ مطلقہ کی معرفت کروانا ہے مگر جب آپ یہ منزلیں طے کرتے ہوئے وہاں تک پہنچے گے تو وہاں آپ کو بات سمجھنے میں اور ہمیں سمجھانے میں آسانی ہوگی۔ اسی موقف کو جاری رکھتے ہوئے ہم یہاں ایک اور حدیث پیش کر رہے ہیں جو امام محمد باقرؑ نے بیان فرمائی ہے۔

"مولا باقرؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر جب سے آدمؑ کا انتقال کیا کبھی اپنی زمین کو بغیر امام کے نہیں چھوڑا یہ امام لوگو کو اللہ کی طرف ہدایت کرتا ہے اور اسکے بندوں پر اسکی حجت ہوتا ہے۔ زمین کسی بھی وقت وجودِ امام سے خالی نہیں رہی۔ یہ امام حجتِ خدا ہوتا ہے اسکے بندوں پر"۔

(حوالہ:- اصولِ کافی، جلد 2، کتاب الحجت، باب 5، حدیث 8، صفحہ 27)



Presented by Ziaraat.Com

امامت کی دوسری منزل پہلی سے بہت وسیع و عریض ہے اور اس میں کچھ درجات ہیں۔ یہ امامت حضرت ابراہیمؑ سے شروع ہوئی اور حضرتِ ختمی مرتبت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اختتام پذیر ہوئی۔

جناب ابراہیمؑ کی امامت اور حضرت آدمؑ سے لے کر تارخ کی امامت میں جو واضح فرق ہے وہ امامت کے دائرہ کا ہے یعنی حضرت ابراہیمؑ کی امامت کا دائرہ صرف اپنی امت تک محدود نہ تھا بلکہ اللہ نے انکو تمام انسانوں کا امام بنایا۔ جیسا کہ یہ آیت گواہی دی رہی ہے۔

ترجمہ: "اور جب کہ ابراہیمؑ کے رب نے انکا امتحان لیا چند کلمات سے تو اس نے انہیں پورا کیا تو اللہ نے فرمایا تو میں تمہیں سب انسانوں کا امام بنانے والا ہوں"۔ (سورہ بقرہ:124)

اس آیت کو پڑھ کر یہ تو سمجھ آگیا کہ ابراہیمؑ کو سب انسانوں کا امام اللہ نے بنادیا لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ امامت ایسے ہی نہیں مل گئی اس کیلیے جناب ابراہیم کو کسی امتحان سے گزرنا پڑا اور اس امتحان میں کامیاب بھی ہونا تھا۔ تو ہمیں اب دیکھنا ہے کہ قرآن کی کوئی بھی آیت بغیر ناطق قرآن کے سمجھنا سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں کہ "فَاَتَمَّهُنَّ" سے کیا



Presented by Ziaraat.Com

مراد ہے؟اور یہی بات مفضل کو امام صادقِ آلِ محمدؑ کے در پر لائی اور اس نے امامؑ سے پوچھا"مولا اللہ کے فرمان "فَاَتَمَّهُنَّ" کیا مطلب ہے؟ امامؑ نے فرمایا: قائمؑ تک بارہ آئمہؑ کو پورا گننا تھا"(حوالہ:-مناقبِ ابن شہر آشوب ،جلد 1، صفحہ 235)

ہمارے قارئین کو غور و فکر کرنا پڑے گا کہ جنابِ ابرہیمؑ جو خلیل اللہ ہیں، اول العزم نبی صاحبِ شریعت نبی ہیں مگر اسکے باوجود جو امامت اللہ نے انکو دی ہے کل انسانوں کی اسکی شرط جس کو اللہ نے امتحان کہا وہ بارہ آئمہؑ کے اسماء تھے۔

یہ امامت گو کہ اختتام پذیر ہمارے نبی محمدؐ مصطفیٰ پر ہوتی ہے مگر اسکے باوجود امامت کے درجات میں فرق ہے اور اس سلسلہ امامت کے بلند ترین درجے پر ہمارے نبیؐ فائز ہیں کیونکہ وہ صرف انسانوں پر حجت نہ تھے بلکہ تمام مخلوق جو عالمین میں ہیں ان پر حجت ہیں اور ہر شے انکی مطیع ہے۔

اب اگر آپ یہاں تک سمجھ چکے ہیں تو ہم اپنے مقصد کی طرف بڑھتے ہیں جو امامتِ مطلقہ ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

**امامتِ مطلقہ:**

ہماری گفتگو کی ابتداء سے لے کر انتہا تک منزلِ مقصود یہی امامت ہے جس کے بارہ (12) مظاہر کامل ہیں اور اول مخلوق کی خلقت سے لیکر جنت کی ابدی زندگی تک اس تعداد میں نہ تو اضافہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی کمی۔ کیونکہ اگر اس کی تعداد میں کمی یا زیادتی ہوئی تو دین ختم ہو جائے گا۔ تو اب جو بھی اس تعداد میں اضافہ کرے یا کمی تو سمجھ لیجئے گا اسکا اللہ کے دین سے کوئی لینا دینا نہیں۔

اور اللہ نے بھی کیا خوب بندوبست کیا کہ صرف تعداد بتا کر جن و انس کو محتاج چھوڑ دیا محمدؐ و آل محمدؑ کا۔ تاکہ لوگ اپنی مرضی سے یہ بارہ امام نہ بنائیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے "یقیناً اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد جس دن سے اللہ نے آسمان اور زمین کو خلق کیا اللہ کی کتاب میں بارہ (12) (ہی) مہینوں ہیں۔ ان میں چار حرمت والے ہیں اور یہی پکا دین (دین القیم) ہے" (سورہ نور:36)



Presented by Ziaraat.Com

مولا امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ "چار حرمت والے مہینوں سے مراد علیؑ، حسنؑ، حسینؑ، اور قائمؑ ہیں" (حوالہ:- مناقب ابن شہر آشوب، جلد 1، صفحہ 239)

ایک اور مقام پر امامؑ فرماتے ہیں کہ "بارہ (12) مہینوں سے مراد ہم (12) آئمہؑ ہیں"

آپ یقین جانیئے کہ ہمارا قطعاً یہ مقصد نہ تھا کہ آئمہؑ کی تعداد بارہ ہے یہ ثابت کرنے کیلئے ہم احادیث معصومینؑ پیش کریں کیونکہ آپ صاحبان عقل ہیں اور بارہ آئمہؑ کے ماننے والے ہیں مگر یہ کتاب کچھ بد نسب اور کم ظرف لوگوں کے ہاتھ میں جائے گی جنکے لئے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ امامؑ بارہ ہیں اور وہ بارہ کون ہیں۔

امامت دراصل ایک عہدہ ہے اور جو بھی اس عہدہ پر فائض ہو گا اسکے پاس ولایت کا ہونا لازمی ہے جس سے کہ وہ معجزہ دکھا کر اپنے آپ کو حجتِ خدا ثابت کرتا ہے۔

اب جو جتنی بڑی حجت ہو گی وہ اتنی ہی ولایت رکھتا ہو گا اور جو سب سے بڑی حجت یعنی حجتِ بالغہ ہو گا اسکی ولایت بھی سب سے زیادہ ہو گی۔



Presented by Ziaraat.Com

امامت پر ایک حدیث ہم نقل کر رہے ہیں اور اگر یہ لکھ کر ہی ہم کتاب کا اختتام کر دیں تو ہمارا مقصد پورا ہو جائے گا۔

"مولا رضاؑ کی ایک طویل حدیث ہے جس میں مولاؑ فرماتے ہیں امامت منزلتِ انبیاء ہے میراثِ اوصیاء ہے امامت اللہ کی خلافت ہے رسولؐ اللہ کی جانشینی ہے اور مقامِ امیر المومنینؑ ہے اور میراثِ حسنؑ و حسینؑ ہے۔ امام ہی سے نماز، زکوٰۃ و روزہ، حج و جہاد کا تعلق ہے جو ان سے الگ رہا ہلاک ہوا، امام مومن کیلئے مہربان ساتھی ہے، شفیق باپ ہے اور سگا بھائی ہے اور ایسا ہمدرد اور مہربان ہے جیسے ماں چھوٹے بچے پر اور بندوں کا فریاد رس ہے مصائب و آلام میں۔

شعراء تھک کر رہ گئے اہلِ ادب عاجز ہو گئے اور صاحبانِ بلاغت عاجز آ گئے امام کی ایک شان کو بیان نہ کر سکے اور اس کی کسی فضیلت کی تعریف نہ کر سکے انہوں نے اپنے عجز کا اقرار کیا اور اپنی کوتاہی کے قائل ہوئے، پس جب امام کے ایک وصف کا یہ حال ہے تو اس کی تمام صفات کو کس کی طاقت ہے بیان کر سکے اور ان کے حقائق پر روشنی ڈالے یا اس امر



Presented by Ziaraat.Com

امامت کے متعلق کچھ سمجھ سکے"۔ (حوالہ:- اصولِ کافی، جلد 2، کتاب الحجت، باب 15، حدیث 1، صفحہ 65)

آپ یقین جانیئے نہ تو میرے پاس الفاظ ہیں اور نہ ہی اتنا علم کے اس حدیث پر لب کشائی کر سکوں۔ مگر ایک بات ضرور کہوں گا کہ معرفتِ اسم کے باب میں ایک حدیث امیر المومنینؑ سے ہم نے پیش کی تھی جس میں مولاؑ نے اللہ کی صفات اور اسم کی تعریف کی ہے۔ بس جو جملے وہاں مولاؑ نے اللہ کیلیئے کہے تھے بالکل اسکے مشابہ مولا رضاؑ امام کیلیئے فرمارہے ہیں۔ اب کسی کی کیا مجال کہ کوئی امام کی کسی ایک صفت اور فضیلت کی تعریف کر سکے سوائے اس کے کہ ان کی ولایت ہی اللہ کی ولایت ہے اور یہ الفاظ بھی انہی کے عطا کیئے ہیں اور اللہ کی ولایت عقول سے ماوریٰ ہے۔ پورا قرآن یا تو انکی مدح میں ہے یا انکے شیعوں کی تعریف اور انکے دشمن کی مذمت میں ہے۔

یہ ہمارے سامنے بشر کا روپ لے کر آئے تا کہ لوگوں کو معرفتِ اسم ہو جائے تا کہ معرفتِ توحید ہو جائے۔ جو جتنی معرفت اسم کی رکھے گا وہ اتنا ہی اس اللہ (معنیٰ / نفس) کا عارف ہو گا۔ اب جو انسانوں میں سب سے



Presented by Ziaraat.Com

بڑا عارف ہے وہ مولا علیؑ سے کیا سوال کر رہے ہیں؟ اور جو جواب مولاؑ نے دیا اسکو بھی وہی سمجھ سکے گا جو سلمان جیسا ہو۔

"جناب سلمان نے امیر المومنینؑ سے پوچھا" یا سیدی آپکا نام کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: میں وہ ہوں جس پر اسم کا اطلاق ہوتا ہے نہ صفت کا، میرا ظاہر امامت ہے اور باطن غیب جسکا ادراک ممکن نہیں" (حوالہ:- نہج الاسرار، جلد 2، صفحہ 97)

اللہ بہتر جانتا ہے کہ سلمانؑ کی معرفت کونسے اوج کمالِ پر تھی جہاں جا کر انہوں نے ہتھیار ڈال دیے اور یہ اعتراف کیا کہ میں نہیں جانتا۔

اور قربان جاؤں اپنے مولاؑ پر جو جواب انہوں نے دیا۔ باقی باتوں پر تو کون کیا بات کر سکتا ہے مگر ایک جملے نے ہماری مشکل آسان کر دی کہ "میرا ظاہر امامت ہے" تو جسکا ظاہر ایسا ہو جس کی کسی ایک فضیلت کا ادراک ممکن نہ ہو اگر اس کو نصیری جیسے لوگ اللہ نہ کہیں تو کیا کہیں؟ مگر یہ کہتے ہوئے انہوں نے مقصدِ امامت پر بھی وار کر دیا جو انہوں نے پوری زندگی کیا اور وہ تھا اپنی عبدیت کو ثابت کرنا۔ اور وہ جہلا جو جنابِ سلمانؑ کے سوال کو بنیاد بنا کر انکو لباسِ بشریت میں اللہ مانتے ہیں انکے لئے



Presented by Ziaraat.Com

عرض ہے کہ اگر سلمانؑ کا سوال لباسِ بشریت کے مقام کیلئے ہوتا تو جواب ہونا چاہیئے تھا میر انام علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے مگر یہ نہ کہنا بتا رہا ہے کہ سوال کہیں اور کا ہے۔

حجتِ بالغہ کے حوالے سے ہم ایک حدیث امیر المومنینؑ سے نقل کر رہے ہیں: "امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ: ہر نبی حجت کو قائم کرنے آیا اور میں حجتِ بالغہ ہوں" ایک اور مقام پر امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں "ابی طالب سدیر نے مولا صادقؑ سے پوچھا کہ مولاؑ آپ کیا ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: ہم اللہ کے علم کے خزانچی ہیں، ہم اسکی وحی کے ترجمان ہیں اور ہم زمین و آسمان میں اسکی حجتِ بالغہ ہیں"۔ (حوالہ:- بصائر الدرجات، حدیث 6، صفحہ 292)

ایک اور مقام پر رسولؐ اللہ فرماتے ہیں "اے ابا الحسن! اگر تمام سمندر روشنائی تمام جنگل قلم، تمام انسان لکھنے والے اور تمام جن حساب کرنے والے ہو جائیں تو آپؑ کے فضائل شمار نہیں کیے جاسکتے"۔ (حوالہ:- مناقب اہلبیتؑ، جلد 3، صفحہ 237)



Presented by Ziaraat.Com

بالکل ایسا ہی ایک مقام پر اللہ کے کلمات کے بارے میں بھی ہے چونکہ امامت اسم بھی ہے اور صفاتِ الٰہیہ کا مظہر بھی اس لیئے رسولؐ اللہ نے یہ فرمایا

اب امیر المومنینؑ فرماتے ہیں "ایک شخص نے امیر المومنینؑ سے پوچھا آپؑ نے کس حال میں صبح کی؟ آپؑ نے فرمایا: میں نے صبح کا آغاز اس طرح کیا کہ میں صدیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم ہوں میں خیر البشر کا وصی ہوں، اول و آخر ظاہر و باطن میں ہوں۔ میں تمام چیزوں کو جانتا ہوں، میں عین اللہ ہوں، میں جنب اللہ ہوں، میں نبیوں پر اللہ کا امین ہوں، ہمارے ہی وسیلے سے اللہ کی عبادت ہوتی ہے، زمین و آسمان میں اللہ کے خزانہ دار ہم ہیں، میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں، میں ہی ہوں کہ مارتا ہوں، میں ایسا زندہ ہوں کہ ہرگز نہ مروں گا"۔ (حوالہ:- مناقب اہلبیتؑ، جلد 3، صفحہ 353)

اللہ گواہ ہے کہ ایک کتاب تو اس اکیلی حدیث پر ہی لکھی جاسکتی ہے لیکن اختصار کے ساتھ ہم نے معرفتِ توحید اور اسم میں احادیث پیش کی تھیں کہ " اللہ کی عبادت اسکے اسماء کے ذریعے ہوتی ہے " امام کو اسم ثابت



Presented by Ziaraat.Com

کرنے کیلئے یہ حدیث ہی کافی ہے۔ یہ حدیث پوری ولایت ہے اور اس میں یہ جملہ "میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں" ہمارے اگلے باب دعویٰ اور دلیل میں بھی کام آئے گا میں ایسا زندہ ہوں کہ ہرگز نہ مروں گا اسے آسان الفاظ میں حیّ کہتے ہیں۔

عین اللہ اور جنب اللہ پر آنے والے باب میں گفتگو کریں گے۔ باقی رہا اول تو اسم ہی اول ہے اور آخر تو ہر شے فنا ہو جائے گی سوائے تیرے رب کے چہرے کے۔ رب کا چہرہ بھی علیؑ جو آگے باب میں زیرِ بحث آئے گا۔

ایک اور خطبے میں امیر المومنینؑ فرماتے ہیں "اللہ کی قسم! روزِ قیامت لوگوں کے اعمال کی جزاء دینے والا میں ہوں۔ اللہ کی طرف سے جنت و دوزخ کا تقسیم کرنے والا میں ہوں۔ کوئی بھی اس میں داخل نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ میری تقسیم میں واقع ہو۔ میں فاروق اکبر، لوہے کا سینگ، ایمان کا دروازہ، صاحبِ میسم اور صاحبِ سنین ہوں۔ آغاز و انتہاء کا مالک ہوں۔ صاحبِ قضاوت، صاحبِ کرات اور حکومتوں کی حکومت ہوں۔ اپنے بعد امام میں تھا اور اپنے طرف سے پہلے والوں کا حق ادا کرنے والا میں



Presented by Ziaraat.Com

ہوں۔ محمدؐ کے علاوہ کوئی بھی مجھ سے پہلے نہیں۔ بے شک تمام فرشتے تمام انبیاء ہمارے بعد ہیں۔ کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو مجھ سے پنہاں اور مخفی ہو، کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو مجھ سے پہلے تھی اور میری دسترس سے باہر ہو، جس دن گواہوں سے گواہی لی گئی، جس بارے میں مجھ سے گواہی لی گئی اس میں میرا کوئی بھی شریک نہ تھا۔ میں ان پر شاہد و گواہ ہوں۔ اللہ کا وعدہ میرے ہاتھ پر انتہا پذیر ہو گا اور اسکا کلمہ مکمل ہو گا۔ وہ نعمت میں ہوں جو اللہ نے لوگوں کو عطا فرمائی اور وہ اسلام میں ہوں جو اللہ نے اپنے لئے منتخب کیا۔ یہ تمام کچھ اللہ کی طرف سے میرے اوپر اسکا لطف ہے۔ (حوالہ:- مناقبِ اہلبیتؑ، جلد 3، صفحہ 280)

اس حدیث کو پڑھ کر امامت کی حیرانیوں میں کھونے والوں کیلئے ایک اور حدیث تحفۃً پیش خدمت ہے۔

"مولا کاظمؑ اپنے صحابی ابی حمزہ سے فرماتے ہیں کہ: امام سمندر کی مانند ہے، جو کچھ اسکے پاس ہوتا ہے اسکی کوئی انتہا نہیں اسکے حیران کن کام سمندر کی حیرانیوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ (حوالہ:- مناقب اہلبیتؑ، جلد 4، صفحہ 278)



Presented by Ziaraat.Com

اب ایک اور حدیث پیش کر کے ہم آگے بڑھتے ہیں۔

امام جعفر ابن محمدؑ نے فرمایا: "الحجۃ قبلَ الخلقِ ومعَ الخلقِ و بعدَالخلقِ"

ترجمہ: حجت خلق سے پہلے تھی، خلق کے ساتھ ہے اور خلق کے بعد بھی ہے (حوالہ:- اصولِ کافی جلد 2، کتاب الحجت، باب 4، حدیث 4، صفحہ 25)

اس حدیث پر غور و فکر ہم نے آپ پر چھوڑا ویسے معاملہ اتنا مشکل بھی نہیں کہ سمجھا نہ جاسکے۔

## ولایت

دنیا میں ایک شور ہے ولایت، ولایت کا، کوئی ولایتِ علیؑ و آئمہؑ کی بات کر رہا ہے اور کوئی علیؑ کے غیر کی۔ مگر افسوس دونوں طرف 99.99 فیصد لوگوں کو ولایت کا مطلب بھی نہیں پتہ ہے۔ جبکہ ولایت پر ہر شخص کا ایمان ہے۔ لیکن ایک بات ہمیشہ یاد رکھیے گا کہ "اقرارِ مجہول اور انکارِ مجہول" دونوں بے معنی ہیں یعنی اگر آپ ایک چیز کے بارے میں کچھ نہ جانتے ہوں تو اسکا اقرار یا انکار آپ کو کوئی فائدہ نہ دے گا۔



Presented by Ziaraat.Com

بالکل اسی طریقے سے اگر ولایت کا پتہ ہی نہیں ہے تو لاکھ ولایت کے حق میں نعرے لگاتے رہیں کوئی فائدہ نہیں ملنے والا۔ "امامؑ فرماتے ہیں: ہر شخص کی قدر و منزلت اسکی معرفت ہے" لہٰذا بغیرِ معرفت اقرار ولایت آپ کو کوئی نفع نہیں پہنچائے گا۔

انسان کوئی بھی عمل کرے، کوئی بھی اقرار کرے معرفت کے ساتھ کرے تو ہر عمل مقبول بھی ہوگا اور ہر اقرار فائدہ بھی پہنچائے گا۔

ولایت کی مناسبت سے ایک واقعہ ہم آپ کو سنائیں کہ ایک خوش عقیدہ بھائی (ہماری دانست میں) سے میں نے پوچھا کہ یہ بتائیں کہ آپ جو تشہد میں شہادتِ ثالثہ دیتے ہیں اسکی کوئی دلیل ہے آپ کے پاس؟ (جہالت کتنا بڑا عیب ہوتا ہے یہ ہمارے قارئین کو ان بھائی کا جواب سن کر اندازہ ہوگا)۔ تو ان بھائی نے جواب دیا کہ آپ مقصر ہو گئے ہیں؟ میں نے کہا کہ بھائی آپ علیؑ کی ولایت کی گواہی تشہد میں دے رہے ہیں اور اگر میں نے اسکی دلیل مانگ لی تو میں مقصر کیسے ہو گیا؟ تو وہ بولے اسکی دلیل تو صرف مقصر مانگتا ہے میں نے کہا بھائی اگر کسی کو مقصر کہنے کا اصول یہ ہے تو سبحان اللہ بحر حال طویل مباحثے کے بعد جب ان سے کوئی دلیل نہ بن



Presented by Ziaraat.Com

پڑی تو انکا ایک تاریخی جملہ آیا اور میں چاہتا ہوں آپ بھی اس اس سے لطف اندوز ہوں وہ کہتے ہیں "علیؑ کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے اور جو علی ولی اللہ کی گواہی کی دلیل مانگے وہ مقصر ہے"

یہ انجام ہوتا ہے دین افواہ سے لینے کا کہ انسان حکمِ امامؑ کو چھوڑ کر اپنے نفس کی پیروی شروع کر دیتا ہے۔ ایسے لوگ حکمِ معصومؑ کی بنا پر شہادتِ ثالثہ نہیں دے رہے بلکہ اپنی نفس کی پیروی میں علیؑ کی ولایت کی گواہی دیتے ہیں۔ بہر حال ہماری اپنے قارئین سے گزارش ہے کہ توحید ہو یا نبوت ہو امامت ہو یا ولایت بغیرِ معرفت ماننے سے بہتر ہے جان کر مانیئے

جس ولایت کے اعلان کیلئے جبرائیل نے محبوبِ الٰہیٰ سے اندازِ گفتگو بدلا اس ولایت کے بوجھ کو اتنا ہلکا مت سمجھ لیجیئے گا کیونکہ اس کا راستہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے۔ جس کسوٹی پر اس کے مظروف کو جانچا جاتا ہے وہ بہت سخت ہے اس کی سختی کے اندازے کیلئے اللہ نے اصحابِ حسینؑ کو ہمارے لیے بہترین نمونہ بنا دیا ہے۔ علیؑ ولی اللہ



Presented by Ziaraat.Com

کہنا آسان ہے مگر اس تحفظ اور امتحان بہت کٹھن ہے جس کیلئے دوست تو دور خونی رشتوں کو بھی چھوڑنا پڑتا ہے۔

میں دعا گو ہوں اپنے زمانے کے علیؑ سے کہ اے اس ولایت کے منفرد مظہر ہمیں اپنے دعوؤں اور وہ مودت و محبت جو ہم نے آپؑ، آپؑ کے اجدادؑ اور آپؑ کی دادیؑ سے کی اس میں ہر مقام پر ہمیں ثابت قدم رکھیئے گا اور اگر خوفِ امتحان سے ہمارے قدم ڈگمگانے لگیں اور دل کانپنے لگیں تو آپؑ کو واسطہ ہے جاںنثارانِ حسینؑ ابنِ علیؑ کا، اپنی دادیؑ کا جن کے ہم قرض دار ہیں کہ ہمیں سنبھال لی جایئے گا اور ہمارے دلوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیجیئے گا کیونکہ ہیں اس بات کا یقین ہے کہ ہم لاوارث نہیں ہیں۔

اب ہم آتے ہیں اپنے موضوع ولایت کی طرف۔

## ولایت کی تعریف:

ولایت کے لغوی معنی ہیں حکومت، اقتدار اور تصرف کے مگر جب یہ دین کے اصطلاحی معنی میں آتا ہے تو ولایت تین چیزوں کا مرکب نظر آتی ہے جو علم، تصرف (ملکیت) اور قدرت ہے یعنی دین میں حکومت و



Presented by Ziaraat.Com

اقتدار اسی کا ہو گا جسکو اپنے ملک کی ہر شے کا علم ہو گا اور وہ ہر شے کا مالک ہو گا اور وہ قدرت رکھتا ہو گا ہر شے پر۔

ہماری اس بات کی تائید اس حدیث امامؑ سے ہوتی ہے۔

"امام جعفر صادقؑ نے فرمایا" وہ (اللہ) ہر شے پر محیط ہے ازروئے علم و احاطہ و قدرت" (حوالہ:- اصولِ کافی جلد 1، کتاب توحید، باب 19، حدیث 5)

یعنی اللہ ہر چیز پر جو محیط ہے اسکی وجہ اس کا علم، احاطہ اور قدرت ہے اور اسی ہی ولایت کہتے ہیں۔

جو بھی حجتِ خدا دنیا میں آئی ہے اس نے اپنے آپ کو اللہ کا نمائندہ اپنے معجزے سے ثابت کیا ہے اور معجزہ محتاج ہے ولایت کا اور ولایت دلیل ہے اس معجزے کی یعنی اگر ولایت نہ ہو تو معجزہ نہیں ہو سکتا اور معجزہ دلیل ہوتا ہے۔ اس اللہ کی حجت کی خود کو من جانب اللہ ثابت کرنے کیلئے اور دلیل دلالت کرتی ہے دعوے پر تو لہٰذا جو جتنا بڑا دعوے دار ہو گا اسکی دلیل بھی اتنی ہی بڑی ہو گی۔

دعویٰ اور دلیل:



Presented by Ziaraat.Com

ہر شخص اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ کوئی بھی دعویٰ بغیرِ دلیل بیکار ہے دنیا میں کوئی بھی شخص ایسا نہیں جو کسی کے دعوے کو بغیر دلیل مان لے سوائے احمق کے اور احمقوں کی دنیا میں کوئی کمی نہیں اس لیئے اپنے ہوں یا پرائے، ہر ڈگڈگی بجانے والے کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ جب بھی کسی نبی نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو اس امت نے اس نبی سے دلیل طلب کی۔

یہ سلسلہ آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک کم یا زیادہ ولایت کے ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ ہمارے نبی محمد مصطفیٰؐ کا دور آیا اور اللہ نے اس سلسلہ نبوت کو یہاں ختم بھی کرنا تھا۔ اس لیئے اپنے محبوب، اپنے حبیب کو دنیا میں بھیجا۔ ہر نبی زیادہ سے زیادہ انسانوں کا امام / حجت تھا اسی لیئے انکی ولایت بھی محدود تھی مگر یہ نور کا پیکر عالمین کیلئے رحمت بن کر آئے اور انکی ولایت بھی عالمین پر ہے جو کہ انسان یا مخلوق کی عقلوں سے بالا ہے جب حضورؐ نے چاند کے دو ٹکڑے کیئے تو عقلِ انسانی ششدر رہ گئی۔ جب آنحضرتؐ کے ہاتھ پر پتھر گویا ہونا شروع ہوئے درخت اپنی جڑوں



Presented by Ziaraat.Com

سمیت آپؐ کی خدمت میں جھک گئے تو یہ ولایت دلیل بنی اس دعوے کی جو آنحضرتؐ نے کیا تھا۔

اب معاملہ آتا ہے اللہ کے دعوؤں کا جو اللہ نے قرآن اور باقی تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں کیئے ہیں اور دعویٰ بغیرِ دلیل نہیں ہوتا تو اللہ کے دعوؤں کی دلیل کون ہے؟

اللہ کے کیئے ہوئے تمام دعوؤں کے مقامِ دلیل کو "امامتِ مطلقہ" کہتے ہیں 13 رجب 30 عالم لفیل کو اللہ کی دلیل ظہور پذیر ہوئی اور یہ اسم کا ادنیٰ ترین مقام تھا جہاں اسکو لباسِ بشریت میں آنا پڑا کیونکہ انسان اپنے ہی جیسے سے مانوس ہوتا ہے تو ضروری تھا کہ اللہ کے دعوؤں کی دلیل لباسِ بشریت میں دی جائے تاکہ لوگ اللہ کی معرفت حاصل کر سکیں ۔ وہ اس کم ترین مقام پر بھی جہاں بشر کے مشابہ ہو کر آئے، لوگوں نے انہیں اللہ کہا اور جیسا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ "میں ستر ہزار حجابات سے گزر کر یہاں تک آیا ہوں" کوئی انہیں ایک مقام پہلے دیکھتا تو کیا کہتا جب آخری مقام پر اللہ کہہ رہا ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

عقلِ انسانی آدمؑ کے دور سے لے کر آنحضرتؐ کے دور تک پروان چڑھتی رہی اور لوگ اپنے خالق کی تلاش میں سرگرداں پھرتے رہے۔ ایسے میں ایک بشر آئے اور خیبر کے وزنی دروازے کو چھوٹی انگلی کے ناخن سے ہوا میں روئی کے گالے کی طرح اڑائے تو اللہ کی طاقت سمجھ میں آتی ہے۔ڈوبتے ہوئے سورج کو کئی مرتبہ صرف اشارے سے واپس پلٹادے تو اللہ کی قدرت سمجھ میں آتی ہے اور جب وہ کہتا کہ "میں نے ہی عالم ارواح میں ارواح سے عہد لیا" تو اللہ کی حکومت سمجھ میں آتی ہے اور جب وہ کہتا ہے " سلونی سلونی " تو اللہ کا علم سمجھ میں آتا ہے۔ تو لٰہذا انکی ولایت ہی اللہ کی ولایت ہے انکی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے انکی مشیت ہی اللہ کی مشیت ہے۔ انکا ارادہ ہی اللہ کا ارداہ ہے، انکی خوشی ہی اللہ کی خوشی ہے انکا غضب ہی اللہ کا غضب ہے کیونکہ یہ اللہ کے اسماء الحسنیٰ ہیں کہ "امام جعفر صادقؑ نے آیت "وَلِلّٰہِ الا اسماء الحسنیٰ" کے متعلق فرمایا: ہم ہیں اللہ کے اسماء الحسنیٰ بغیر ہماری معرفت کے بندوں کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا"۔ ( اصولِ کافی جلد 1، کتابِ توحید، باب 23، حدیث 4)



Presented by Ziaraat.Com

ہم نے معرفتِ اسم پر بہت زور دیا تھا اور نہایت مدلل گفتگو کی اسم پر کہ ہر امر اسم سے ہی صادر ہوتا ہے ہر فعل اسم ہی کرتا ہے چاہے خلق کرنا ہے، رزق دینا ہو زندگی و موت دینی ہو، نیز کوئی فعل جسکا دعویٰ اللہ کرے وہ صادر اسم سے ہی ہوگا اور جب یہ اسم لباس بشریت میں آیا تو اس مقام پر جہاں وہ اسم جسم نہیں رکھتا کیئے ہوئے دعوے بزریعہ قرآن انکی دلیل دینے دنیا میں آیا لیکن جیسا کہ ہم نے لکھا تھا کہ اسم کا کام نفس کی معرفت کروانا ہوتا ہے اب چاہے وہ کسی بھی مقام پر نزول کر جائے۔

اب ہمارا یہ دعویٰ کہ "امامؑ کی ولایت ہی اللہ کی ولایت ہے" کی دلیل کیلیئے مولا محمد بن علی باقرؑ کی حدیث پیشِ خدمت ہے " آپؑ نے فرمایا: ہماری ولایت ہی اللہ کی ولایت ہے کہ اللہ نے کسی نبی کو معبوث نہیں کیا بغیر اس کے "۔ (حوالہ:-بصائر الدرجات، جلد 1، صفحہ 214)

ہم نے ایک موقف قائم کیا ہے کہ امامتِ مطلقہ قرآن میں کیئے ہوئے دعوؤں کا مقام دلیل ہے۔ اب ہم اس موقف کی چند دلائل پیش کر رہے ہیں جو صاحبان فہم کیلیئے کافی ہوں گے۔



Presented by Ziaraat.Com

جنابِ ابراہیمؑ دربارِ نمرود میں اپنے رب کیلیئے کچھ دلائل دے رہے تھے جب نمرود باز نہ آیا تو جناب ابراہیمؑ نے حجت کو تمام کرتے ہوئے کہا "کیا تم اس کے حال پر نظر نہیں کی جس نے ابراہیمؑ سے رب کے بارے میں بحث کی صرف اس بات پر کہ اللہ نے اسے ملک دیا تھا جب ابراہیمؑ نے یہ کہا کہ میرا رب زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے تو اس نے کہا کہ یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں، تو ابراہیمؑ نے کہا کہ میرا اللہ سورج مشرق سے نکالتا ہے تو مغرب سے نکال دے، تو کافر حیران رہ گیا اور اللہ ظالم و قوم کی ہدایت نہیں کرتا"۔ (سورہ البقرہ:258)

ہم نے یہ پوری آیت کسی مقصد کے تحت لکھی ہے۔ اس آیت میں جناب ابراہیمؑ نے اپنے رب کیلیئے دعویٰ کیا کہ وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے مگر جب سورج کو مشرق سے نکالنے کی بات کی تو وہاں رب نہیں کہا بلکہ اللہ کہا اور اسی لیئے ہم نے اس آیت میں لفظِ اللہ کے نیچے دو خط کھینچے ہیں۔



Presented by Ziaraat.Com

پہلے دعویٰ کیلئے یعنی میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے کیلئے ہم صرف تین واقعات پیش کر رہے ہیں ورنہ واقعات بہت ہیں اور ایک حدیث ہم امامتِ مطلقہ کے باب میں دے چکے ہیں۔

"امیر المومنینؑ جب خوارج کی سرکوبی کیلئے روانہ ہوئے اور مقامِ ساباط پر پہنچے تو آپؑ کا ایک شیعہ آپؑ کے پاس آیا اور اس نے آپؑ سے عرض کی

مولاؑ میں آپ کا شیعہ اور محب ہوں۔ میرا ایک بھائی تھا مجھے اس سے بہت محبت تھی۔ جب سعد بن وقاص (لعنتی) مدائن فتح کرنے گیا تو میرا بھائی بھی اس کی فوج میں شامل تھا اور وہ یہاں آکر مارا گیا۔ اسوقت اس کو مرے کئی برس بیت چکے ہیں۔ مولاؑ نے فرمایا: آخر تو چاہتا کیا ہے؟

اس نے کہا میں چاہتا ہوں آپؑ اسے زندہ کریں۔

حضرتؑ نے فرمایا اسے زندہ ہونے سے تجھے کوئی فائدہ نہیں۔

اس نے کہا مولاؑ اسکے علاوہ میری کوئی خواہش نہیں۔

حضرتؑ نے فرمایا اگر تو اپنی خواہش سے باز نہیں آتا تو مجھے اس کی قبر دکھا وہ شخص مولاؑ کو اسکی قبر پر لے آیا۔ اس وقت آپؑ خچر پر سوار تھے اور



Presented by Ziaraat.Com

آپکے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ آپؑ نے نیزے کی انی اسکی قبر پہ رکھی کہ اچانک قبر پھٹ گئی اور اس سے ایک لمبے قد اور گندمی رنگ کا شخص بر آمد ہوا جو عجمی زبان میں گفتگو کر رہا تھا۔

مولاؑ نے اس سے فرمایا: تو تو عربی تھا تیری زبان کیوں بدل گئی۔

اس نے کہا جی ہاں میں عربی تھا لیکن آپ کی دشمنی اور آپ کے دشمنوں کی دوستی سے میری زبان بدل گئی اور میں دوزخ میں چلا گیا۔

جب اس کے بھائی نے اپنے مردہ بھائی کا یہ حال دیکھا تو مولاؑ سے عرض کی۔ مولاؑ یہ جہاں سے آیا ہے وہیں بھیج دیں مجھے اسکی کوئی ضرورت نہیں۔

مولاؑ نے فرمایا: تو جہاں سے آیا ہے وہیں چلا جا۔ وہ قبر میں چلا گیا اور قبر بند ہو گئی"۔ (حوالہ:- معجزاتِ آلِ محمدؐ، جلد 2، صفحہ 143)

"اصبغ بن نباتہ نے کہا کہ امیر المومنینؑ ایک قبرستان سے گزر رہے تھے اور آپ نے قبروں کی طرف دیکھا تو فرمایا: کیا تو اللہ کی نشانی دیکھنا پسند کرتا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ پھر آپؑ نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اے مردہ زندہ ہو جا۔ جیسے ہی آپؑ کے یہ الفاظ تمام ہوئے تو قبر



Presented by Ziaraat.Com

شگافتہ ہوئی اور اس سے ایک بزرگ نمودار ہوا اس نے آپؑ پر سلام کرتے ہوئے کہا۔ السلام علیکم یاامیر المومنینؑ وخلیفتہ رب العالمین!

آپؑ نے فرمایاتو کون ہے؟

اس نے کہا میں عمر بن دنیار ہمدانی ہوں۔ میں واقع انبار میں معاویہ کے فوجیوں کے ہاتھوں شہید ہوا تھا۔

حضرتؑ نے فرمایا: اب اپنے خاندان کی طرف لوٹ جا اور انہیں جاکر بتا کہ اللہ کے امر سے مجھے علیؑ نے زندہ کیا ہے"۔ (حوالہ:- معجزاتِ آلِ محمدؐ، جلد 1، صفحہ 145)

"امیر المومنینؑ نے ایک مردے کو زندہ کیا، وہ نوجوان اٹھ کر تابوت میں کھڑا ہو گیا اسکا چہرہ چاند سے زیادہ خوبصورت اور سورج سے زیادہ چمکتا ہوا تھا۔ اس نے مولاؑ کی طرف اپنا چہرہ کیا اور کہا: لبیک لبیک اے ہڈیوں کو زندگی بخشنے والے، اے لوگوں پر اللہ کی حجت، اے فضل و احسان میں بے نظیر و بے مثال، اے امیر المومنینؑ اے رسولؐ اللہ کے جانشین اور اے علیؑ ابن ابی طالبؑ"۔ (حوالہ:- مناقبِ اہلبیتؑ، جلد 3، صفحہ 232)



Presented by Ziaraat.Com

ان تینوں واقعات پر بات کرنے سے پہلے ہم ان کج بحثوں کو جواب دے دیں جو یہ کہیں گے کہ حضرت عیسیٰؑ بھی تو مردے کو زندہ کیا کرتے تھے ۔ تو ان سے عرض ہے کہ کیونکہ عیسیٰؑ کی ولایت اللہ کی ولایت نہ تھی اسی لیئے وہ بہ اذن اللہ کہ کر زندہ کیا کرتے تھے مگر یہاں امامؑ نے بہ اذن اللہ نہیں کہا کیونکہ وہ خودِ اللہ کا اذن ہیں۔ اور دوسرے واقعے میں کہا کہ اللہ کے امر سے اور اللہ کا امر بھی وہ خود ہیں۔

یہ تو ہو گئی ابراہیمؑ کے پہلے دعوے کی دلیل اب آتے ہیں دوسرے دعوے کی طرف یعنی میرا رب مارتا ہے۔ اسکے لئے بھی آپ سب کے اذہان میں وہ واقعہ محفوظ ہے "کچھ لوگ ایک زندہ شخص کو لے کر امیر المومنینؑ کے پاس آئے اور کہا کہ یا علیؑ یہ مر گیا ہے اسکی نمازِ جنازہ پڑھا دیں۔ آپؑ نے پوچھا پڑھا دوں نمازِ جنازہ ان لوگوں نے کہا جی بالکل پڑھا دیں اور ایسا مولا نے تین دفعہ پوچھا جب تینوں دفعہ جواب ہاں میں آیا تو مولاؑ نے نمازِ جنازہ پڑھا دی جب پڑھ چکے تو وہ لوگ جو دل میں سوچ کر آئے تھے کہ آج علیؑ کا مذاق اڑائیں گے (معاذ اللہ) کہ علی نے زندہ شخص کی نمازِ جنازہ پڑھا دی اور مولاؑ سے بولے یا علیؑ یہ شخص تو زندہ تھا



Presented by Ziaraat.Com

آپ نے زندہ کی نمازِ جنازہ پڑھادی مولاؑ نے فرمایا: اگر وہ زندہ ہے تو اس سے کہو اُٹھے تو وہ لوگ اس تابوت میں لیٹے ہوئے شخص سے کہنے لگے اُٹھو (ان حرام زادوں کو یہ کون سمجھائے کہ جسکی نمازِ جنازہ علیؑ پڑھادے وہ تو اب قیامت میں ہی اٹھے گا) مگر وہ شخص نہ اُٹھا تب وہ روتے ہوئے مولاؑ کے قدموں میں گر گئے کہ معاف کر دیں مگر مولاؑ نے ان کو دھتکار دیا"

جب پڑھائی آپؑ نے زندہ جنازے کی نماز
لوگ بولے وہ تو تھا زندہ ہوئی کیسی نماز
چل دیئے یہ کہہ کر حیدرؑ کہہ دیا تو ہو گیا

اب ہم آتے ہیں جنابِ ابراہیمؑ کے اس دعوے کی طرف جہاں انہوں نے کہا کہ "میرا اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے" شیعہ مذہب کے بچے بچے کی زبان پر وہ واقعہ ہے مگر پھر بھی ہم ایمان میں تقویت کیلئے وہ واقعہ درج کر رہے ہیں۔

"مولا حسینؑ روایت کرتے ہیں کہ: امیر المومنینؑ جنگِ نہروان سے فارغ ہوئے اور عراقی علاقے براثا کے مقام پر آپؑ نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر



Presented by Ziaraat.Com

وہاں سے نکل کر سرزمین بابل میں داخل ہوئے اسی اثناء میں نمازِ عصر کا وقت ہو گیا اور لوگ کہنے لگے امیر المومنینؑ نمازِ عصر کا وقت ہو گیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: یہ زمین تین دفعہ دھنسائی گئی ہے اور ابھی اس نے چوتھی بار دھنسنا ہے۔ وصی کیلئے اس سرزمین پر نماز پڑھنا مناسب نہیں، ہاں اگر تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کا خواہش مند ہو تو یہاں پڑھ لے۔ منافقین نے کہا کہ یہ خود تو نماز نہیں پڑھتے نمازیوں کو قتل کرتے ہیں (معاذ اللہ) ان سے مراد انکی نہروان کے خارجی تھے۔

جویرہ کا بیان ہے کہ میں ایک سو سواروں کے ساتھ مولاؑ کے پیچھے چلتا رہا اور میں نے دل میں کہا جب تک میرے مولاؑ نماز نہ پڑھیں گے اس وقت تک میں بھی نماز نہ پڑھوں گا۔ حضرتؑ نے اپنا سفر جاری رکھا اور جب وہ بابل کی حدود سے باہر نکل گئے تو سورج غروب ہونے کو تھا پھر چند لمحات گزرے کہ سورج ڈوب گیا اور افق میں سرخی پھیل گئی۔

امیر المومنینؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ پانی لے آؤ۔ میں (جویرہ) نے پانی پیش کیا۔ حضرتؑ نے وضو کیا۔ پھر انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ جویرہ اذان دو۔



Presented by Ziaraat.Com

میں نے عرض کیا مولاؑ ابھی اذانِ مغرب میں چند لمحات باقی ہیں۔ حضرتؑ
نے فرمایا عصر کیلئے اذان کہو۔
میں نے اپنے دل میں کہا: کیا میں عصر کیلئے اذان کہوں جب سورج بھی
غروب ہو چکا ہے لیکن مجھ پر اطاعت واجب ہے چنانچہ میں نے اذان کہی
اور جب میں اذان سے فارغ ہوا تو مولاؑ نے فرمایا اب اقامت کہو۔ میں
نے اقامت کہی اسی دوران مولاؑ نے اپنے لبوں کو حرکت دی اور کچھ الفاظ
کہے جسے میں نہ سمجھ سکا۔ پھر میں نے دیکھا سورج واپس پلٹ آیا اور مقامِ
عصر پر آگیا۔ حضرتؑ نے نماز پڑھی اور ہم نے آپؑ کے پیچھے نماز پڑھی
اور جب آپؑ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے دیکھا سورج یوں لگا جیسے کی
طشت میں چراغ جل رہا ہو۔ پھر سورج ڈوب گیا اور تارے نکل آئے
اس وقت حضرت میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ضعیف الیقین
: اب مغرب کی اذان کہو۔
(معجزاتِ آلِ محمدؐ، جلد 1، صفحہ 121)



Presented by Ziaraat.Com

ہم سمجھتے ہیں کہ اتنے دلائل کسی بھی سمجھدار انسان کیلئے کافی ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ قارئین یقیناً اس موضوع سے مستفید ہو چکے ہوں گے

**قرآن اور امامت:**

بائے "بسم اللہ" سے لے کر "والناس" کے "س" تک امامت کے جلوے بکھرے ہوئے ہیں۔ تفاسیر قرآن الحکیم کا جب آپ مطالعہ کریں گے تو فضائل آلِ محمدؐ کا ٹھاٹے مارتا ہوا سمندر دکھائی دے گا۔ وہ سب تو یہاں بیان کرنا ممکن نہیں ہے البتہ کچھ آیات کی تفسیر ہم یہاں پیش کر رہے ہیں تاکہ آپ میں پڑھنے کا شوق پیدا ہو اور آپ کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

"امام جعفر صادقؑ نے سورہ الزخرف کی آیت 61 کی تفسیر میں فرمایا" اللہ کے علم سے مراد امیر المومنین ہیں"۔ (القطرۃ من بحار، جلد 3، صفحہ 312)

امیر المومنینؑ سے ایک انمول حدیث ہم نے پیش کی اسی حدیث سے مدد لیتے ہوئے اللہ کے علم کے بارے میں ایک جملہ ہم یہاں پیش کر رہے



Presented by Ziaraat.Com

ہیں تا کہ آپ کو سمجھا سکیں کے اللہ کا علم ہوتا کیسا ہے۔ مولاؑ فرماتے ہیں کہ "اللہ کا علم ہر شے کا احاطہ کیے ہوئے ہے اشیاء کے خلق ہونے سے پہلے وہ انکا عالم ہے انکے خلق ہونے سے اسکے علم میں کوئی اضافہ نہیں ہوا"۔

اب جو علیؑ کی حد بندی کرے تو گویا اس نے اللہ کی حد بندی کر دی کیونکہ اللہ کے علم کیلئے لفظِ انتہا بھی غلط ہے جیسا کہ مولا رضاؑ فرماتے ہیں۔

:راوی کہتا ہے میں نے مولا رضاؑ کو لکھا۔ اس طرح دعا کرنے کے متعلق حمد ہے اللہ کی جس کا علم انتہا درجہ کا ہے۔ حضرتؑ نے لکھا ایسا نہ کہو اسکے علم کیلئے انتہا کا لفظ درست نہیں۔ بلکہ یوں کہو حمد ہے اس اللہ کی جسکی رضا انتہا درجہ کی ہے"۔ (حوالہ:- اصولِ کافی، کتاب توحید، باب 12، حدیث 3، صفحہ 172)

مولا رضاؑ کہ ہی ایک طویل خطبے سے ایک جملہ ہم یہاں پیش کر رہے ہیں

۔

"اگر علمِ باری تعالیٰ عین ذات نہ ہوتا تو وہ جاہل اور ضعیف قرار پاتا" (اصولِ کافی جلد 1، کتاب توحید، باب 18، صفحہ 194)



Presented by Ziaraat.Com

اب رسولؐ اللہ کی وہ حدیث سمجھ میں آتی ہے جہاں آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ "علیؑ کو برامت کہو علیؑ ذاتِ خدا میں مس کیا ہوا ہے"

بس بیان کی ہوئی احادیث سے ہی دو جملے یہاں بیان کر کے ہم دوسری آیت کیطرف بڑھتے ہیں۔

ہم نے یہ حدیث پیش کی تھی جہاں مولا باقرؑ نے فرمایا: "اللہ کا علم اسکی مشیت کیساتھ اشیاء کے وجود سے پہلے تھا"۔

اور ایک حدیث جو ہم نے بیان کی تھی جہاں مولا صادقؑ نے فرمایا: "اللہ کا علم مشیت سے قبل ہے"

اب نہ اسکے علم کی ابتداء ہے اور نہ ہی انتہا وہ ہر ابتداء کا خالق ہے اور ہر انتہا کے بعد ہے۔

"مولا صادقؑ (سورہ الحاقہ آیت 51) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حق الیقین ولایتِ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہے۔ جو کوئی بھی اسے جھٹلائے گا وہ پشیمانی اور ندامت میں مبتلا ہو گا، اس نے در حقیقت حق الیقین کی تکذیب کی ہے کہ آنحضرتؐ کی ولایت واجب و لازم ہے۔ (حوالہ:- مناقب، جلد 3، صفحہ 352)



Presented by Ziaraat.Com

جو چیز واجب بھی ہو اور لازم بھی اس سے جاہل رہنا ناقابلِ معافی جرم ہے ۔ جیسا کہ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ: "تم پر معرفت بھی واجب ہے انکی جن سے لاعلم رہنے کا عذر بھی ناقابلِ معافی ہے"۔

"مولا صادقؑ نے آیتِ قرآنی " اور یقیناً یہی سیدھا راستہ ہے پس اسکی پیروی کرو"(انعام:153) کے متعلق فرمایا: اللہ کی قسم! اس سے مراد علیؑ ہیں اور وہی میزان و صراط ہیں"(حوالہ:- بصائر الدرجات، جلد 1، حدیث 9، صفحہ 225)

اس آیت کی تفسیر میں مولاؑ نے واضح کیا کہ "صراط مستقیم" سے مراد مولاؑ ہیں اور یہ خیال کیجئے گا کہ شیطان نے اسی صراطِ مستقیم سے لوگوں کو ہٹانے کی بات کی تھی تو لہٰذا جو لوگ صراطِ مستقیم پر ہیں انکے لئے مسلسل خطرے کی گھنٹی بج رہی ہے انکو مطمئن نہیں رہنا چاہیے اور ہر لمحے اپنے ایمان کی حفاظت کرتے رہنا چاہئے۔

امام صادق آلِ محمدؑ فرماتے ہیں: " اللہ کی قسم! ہم ہیں صراطِ مستقیم"۔ (تفسیر نوالثقلین جلد 1، صفحہ 50)



Presented by Ziaraat.Com

تفاسیر معصومینؑ پڑھئے اور دیکھئے کیسے اللہ نے قرآن کو ذکرِ علیؑ سے زینت دی ہے ہماری آپ سے گزارش ہے کہ اپنی آخرت کی فکر کیجئے اور دین کو اپنی اولین ترجیح قرار دیجئے کیونکہ جب تک آپ خود نہیں پڑھیں گے لوگوں کے ہاتھوں میں ایک کھلونا بنے رہیں گے جو جب چاہے منبر کی دو سیڑھیوں پر چڑھ کر آپ سے کھیلتا رہے گا اور آپ اسکی باتوں پر عقیدہ بنا کر گمراہی کی گہری کھائی میں اتر جائیں گے۔

اپنی اس نصیحت اور اس باب کا اختتام ہم احادیث پر کر رہے ہیں۔

"امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ: جو علم حاصل نہیں کرتا جاہل رہتا ہے اور جو غور و خوض سے کام نہیں لیتا عقلمند نہیں ہوتا اور جو عقلمند نہیں ہوتا ذلیل ہوتا ہے"۔ (حوالہ :- نہج الاسرار، جلد 1، صفحہ 170، خطبہ الوسیلۃ)

"مولا باقرؑ نے سورہ رعد آیت 7 کے متعلق فرمایا: رسولؐ اللہ منذر ہیں اور ہر زمانے میں ہمؑ میں سے ایک ہادی ہوتا ہے جو لوگوں کو ماجاء النبی کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ ہادیِ خلق حضرت علیؑ ہیں اور انکے بعد اوصیاء



Presented by Ziaraat.Com

میں ایک بعد دوسرا۔ (حوالہ:- اصولِ کافی، کتاب الحجت، باب 10، حدیث 2، صفحہ 48)

"ابو خالد سے مروی ہے کہ مولا باقرؑ نے سورۃ التغابن کی آیت 8 کے متعلق فرمایا: اے ابو خالد نور سے مراد نورِ آئمہؑ ہیں۔ آلِ محمدؐ سے قیامت تک ہونے والے اور وہی وہ نور ہیں جو نازل کیا گیا اور وہی اللہ کے نور ہیں آسمان و زمین میں "۔ (حوالہ:- اصولِ کافی، کتاب الحجت، باب 13، حدیث 1، صفحہ 52)

"مولا صادقؑ نے سورہ الاعراف کی آیت 157 کے متعلق فرمایا نور سے مراد امیر المومنینؑ اور آئمہؑ ہیں"۔ (اصولِ کافی، کتاب الحجت، باب 13، حدیث 2، صفحہ 53)

"مولا باقرؑ نے سورہ القمر کی آیت 42" انہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی" اس سے مراد تمام اوصیاء ہیں "۔ (حوالہ:- اصولِ کافی، کتاب الحجت، باب 17، حدیث 2، صفحہ 76)



Presented by Ziaraat.Com

"مولا باقرؑ نے فرمایا ہم ہیں "راسخون فی العلم" اور ہم ہیں تاویل قرآن کو جاننے والے"۔ (حوالہ:- اصولِ کافی، کتاب الحجت، باب 21، حدیث 1، صفحہ 84)

"راوی کہتا ہے میں نے مولا باقرؑ سے کہا مجھے بتایئے اس آیت کے متعلق "نازل کیا روح الامین نے تیرے قلب پر تا کہ تو صاف عربی زبان میں لوگوں کو ڈرائے" (سورہ شعراء آیت 94) فرمایا: یہ امیر المومنینؑ کی ولایت کے بارے میں ہے"۔ (حوالہ:- اصولِ کافی، کتاب الحجت، باب 107، حدیث 1، صفحہ 438)

معرفتِ امام:

معرفتِ امامت کے باب میں ہم نے آپکو سمجھانے کی کوشش کی کہ امامت کیا ہوتی ہے اور اس میں ہم نے ثابت کیا کہ امامت ایک عہدہ ہے جسکا تعلق اظہارِ ولایت سے ہوتا ہے اور اسکے کچھ درجات ہیں اور جو سب سے بلند و بالا درجہ ہے وہ امامتِ مطلقہ ہے۔

جو عہدہِ امامت پر فائز ہوتا ہے وہ امام ہوتا ہے اور جو امامتِ مطلقہ پر فائز ہوتا ہے وہ ولی مطلق امام ہوتا ہے جو صرف اور صرف 12 ہیں۔



Presented by Ziaraat.Com

اسی امام سے اللہ کی ہر صفت کا اظہار ہوتا ہے اور یہی امام اللہ کی دلیل ہوتا ہے اور اسی امام کو توحید کی تعریف کہتے ہیں جیسا کہ امام فرماتے ہیں "جابر نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ مولاؑ فرماتے ہیں: اے جابر! بیان اور معانی سے وابستہ رہو۔ جابر نے عرض کی مولاؑ بیان کیا ہے اور معانی کیا ہے؟ مولاؑ نے فرمایا: بیان یہ ہے کہ اللہ کی مثال کسی چیز سے نہیں دی جاسکتی لہٰذا اسکو مثل و مثال سے دور رکھو اسکے ساتھ شریک نہ بناؤ۔ جبکہ معانی کے معنی (تعریف) یہ ہیں کہ ہم ہی ہیں اللہ کے معانی، اللہ کا جنب، اللہ کا امر، اللہ کا حکم، اللہ کا کلمہ، ہم ہیں اللہ کا علم، اللہ کا حق ہیں، اور جو جب چاہتے ہیں وہی اللہ چاہتا ہے۔ جو ہم ارادہ کرتے ہیں اللہ بھی وہی ارادہ کرتا ہے۔ ہم وہ مثانی ہیں جو اللہ نے اپنی نبی کو عطا کیئے ہم وہ وجہ اللہ ہیں جو زمین پر تمہارے امور کی جانچ کرتا ہے، پس جو ہمیں جان گیا اس کے سامنے یقین ہے اور جو ہم کو نہیں جانتا اسکے سامنے سجین ہے اور اگر ہم چاہیں تو زمین کی فضاؤں کی چیر کر آسمان پر صعود کر جائیں، تمام مخلوق کی بازگشت ہماری طرف ہے پھر ہم ہی انکا حساب لینے والے ہیں"۔

(مشارق الانوار الیقین فی اسرارِ امیر المومنینؑ، ص232)



Presented by Ziaraat.Com

امامؑ نے اتنی واضح بات کر دی ہے کہ اسکو سمجھنے یا سمجھانے کیلیئے کوئی محنت درکار نہیں ان آئمہؑ کے بغیر اللہ کی معرفت محال ہے اور جب اللہ کی معرفت ہی نہ ہوئی تو مقصدِ خلقت پورا نہ ہوا۔ لہٰذا امامؑ کی معرفت ہی اللہ معرفت ہے انکی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے، انکی خوشی ہی اللہ کی خوشی ہے اور انکا غضب ہی اللہ کا غضب ہے۔ جیسا کہ امامؑ فرماتے ہیں

مولا باقرؑ نے فرمایا ہم ہیں وہ مثانی جو اللہ نے اپنے نبی کو دیئے۔ ہم وجہہ اللہ ہیں جن سے اللہ کی طرف توجہ کی جاتی ہے ہم تمہارے روبرو روئے زمین پر آمد رفت رکھتے ہیں اور عین اللہ ہیں اللہ کی مخلوق پر ہم بندوں پر رحمت کے لئے بندوں پر اللہ کا کھلا ہوا ہاتھ ہیں جس نے پہچانا ہمیں پہچانا اور جو ہم سے جاہل رہا وہ جاہل رہا۔ ہم متقیوں کے امام ہیں۔

(حوالہ: اصولِ کافی، جلد 1، کتابِ توحید۔ باب 23 ، حدیث 3 صفحہ 223)

اس حدیث سے ایک بات تو صاف ظاہر ہوگئی جس نے آئمہؑ کی معرفت نہ رکھی وہ جاہل رہا اور جو جاہل رہا اللہ اس پر اپنی رحمت نہیں کرے گا۔

ایک اور جگہ امامؑ فرماتے ہیں



Presented by Ziaraat.Com

فرمایا مولا صادقؑ نے اللہ نے ہمیں خلق کیا اور بہترین خلق کیا اور بہترین صورت دی۔ اور اپنے بندوں میں اپنی آنکھ قرار دیا اور اپنی مخلوق پر انسان ناطق بنایا اور بندوں پر اپنا دستِ کشادہ قرار دیا۔ مہربانی اور رحمت کے لئے اپنا وجہہ بنایا جس سے اس کی طرف توجہ کی جاتی ہے اور ہمیں اپنا دروازہ قرار دیا جس سے اس کی طرف پہنچنا ہوتا ہے ہم زمین و آسمان میں اس کا خزانہ ہیں ہماری وجہ سے درخت پھل دیتے ہیں ہماری وجہ سے پھل پکتے ہیں اور انہار جاری ہوتے ہیں اور ہماری وجہ سے بادل برستے ہیں اور زمین گھاس اُگاتی ہے ہماری عبادت کی وجہ سے اللہ کی عبادت ہوئی اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ کی عبادت نہ ہوتی۔

حوالہ: (اصولِ کافی، جلد 1، کتاب توحید۔باب 23حدیث5۔ صفحہ 224)

ہم نے کوشش کی ہے کہ معرفتِ امامؑ میں زیادہ سے زیادہ احادیثِ معصومینؑ پیش کی جائیں کیونکہ اگر یہ معرفت نہ ہوئی تو سوائے ہلاکت کے اور کچھ نہیں ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

اور کچھ احادیث ہم نے دانستہ چھوڑ دی ہیں تا کہ آپ میں مطالعہ کا شوق اجاگر کر سکیں۔ اب ہم آتے ہیں اس حدیث کی طرف جس کی پہلی سطر میں مولاؑ فرما رہے ہیں "اللہ نے ہمیں خلق کیا اور بہترین خلق کیا" یہاں ایک بات ذہن میں رکھیئے گا کہ امامؑ مخلوق ہوتے ہوئے بھی مخلوق نہیں ہوتا جیسا کہ مولا رضاؑ فرماتے ہیں " اللہ کی بعض مخلوق، مخلوق ہو کر بھی مخلوق نہیں ہے"۔ انکو مخلوق اس لیئے کہا جاتا ہے کہ یہ مخلوق کا لباس پہن کر مخلوق کے درمیان ہیں ورنہ انکی حقیقت یہ خود ہی جانتے ہیں۔

اگر امام نہ ہوتا تو اللہ کی عبادت ہی نہ ہوتی یہ اس حدیث کے آخری جملے ہیں۔ یعنی اگر اسم نہ ہوتا تو اللہ کی عبادت نہ ہوتی کیونکہ اللہ کی عبادت ہوتی ہی اسماء کے ذریعے ہے۔ اور اس کائنات میں یہ اسم وسیلہ بن کر آیا ہے مخلوق اور خالق کے درمیان۔ جیسا کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

امام موسیٰ کاظمؑ نے آیت۔ يَا حَسْرَتَا عَلَىٰ مَا فَرَّطتُ فِي جَنبِ اللَّهِ (الزمر:56) کے متعلق فرمایا: جنب اللہ سے مراد امیر المومنینؑ ہیں اور اسی طرح ان کے بعد ہونے والے اوصیاء اور یہ امر ان کے آخر پر ختم ہو گا۔



Presented by Ziaraat.Com

حوالہ:(اصولِ کافی، جلد 1، کتاب توحید۔ باب 23 حدیث 9 صفحہ 226 )

اس بات کو مکمل کرتے ہوئے ہم دو احادیث پیش کر رہے ہیں پہلی حدیث میں

مولا باقرؑ نے آیت "وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ" (البقرہ: 57) کے متعلق فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بزرگ و برتر ہے اور اجل وارفع ہے اس سے کہ اس پر ظلم کیا جائے بلکہ اس نے اپنے نفس سے مراد ہمارے نفوس لئے ہیں۔ اس نے ہمارے اوپر ظلم کو اپنے اوپر ظلم قرار دیا ہے اور ہماری ولایت کو اپنی ولایت بتایا ہے۔

حوالہ: (اصولِ کافی، جلد 1، کتاب التوحید، باب 23 حدیث 11۔ صفحہ 226)

اگر آپ نے اس حدیث میں غور کیا تو بات سمجھ میں آگئی ہو گی کہ جہاں بھی قرآن میں اللہ پر ظلم کی بات کی گئی ہے اس سے مراد اللہ نہیں ہے کیونکہ امامؑ نے واضح کر دیا کہ اللہ اس بات سے بزرگ و برتر و ارفع ہے کہ اس پر ظلم کیا جائے اس سے مراد امام ہے یعنی امام پر ظلم اللہ پر ظلم ہو گا اور امام پر احسان اللہ پر احسان ہو گا گو کہ اللہ پر تو احسان بھی نہیں ہوتا



Presented by Ziaraat.Com

مگر ہمیں یہاں اپنے چوتھے امامؑ کا ایک جملہ یاد آگیا جہاں آپؑ نے فرمایا" اولادِ عقیل کا ہم پر بڑا احسان ہے اور ایسے ہی جملے شہدائے کربلا کیلئے بھی ہیں"۔

جنکے احسانات کا مقروض اللہ آج تک

ہائے انکے دید میں شوقِ فراوانی میری

اب ہم آخری حدیث پیش کر کے آگے بڑھتے ہیں مگر اس حدیث پر ہی مخلوق کی عبادت منحصر ہے۔

مولا کاظمؑ نے فرمایا۔ " اللہ کی عبادت کی گئی ہم سے۔ اللہ کی معرفت ہو گی ہم سے۔ اللہ کی واحدانیت قائم ہوئی ہم سے۔ اور محمدؐ اللہ کے حجاب ہیں۔ "

حوالہ: ( اصولِ کافی، جلد 1، کتاب التوحید۔ باب 23 حدیث 10 صفحہ 226)

جنب اللہ (اللہ کا پہلو) صرف آئمہؑ ہیں اور کوئی نہیں، پہلو قربت کے معانی میں آتا ہے اور یہی قربت ہی ہر عبادت کی وجہ نیت ہے جیسا کہ ہر عبادت کی نیت کرتے ہوئے سب کہتے ہیں " قربتہً الی اللہ " اب اگر امام



Presented by Ziaraat.Com

سے قربت نہیں تو حضور آپ کسی اپنے ہی تراشے ہوئے بت سے قربت چاہ رہے ہیں جو اللہ آپ کو ضرور دے گا۔

**شبِ معراج:**

ہمارے نبیؐ کو اللہ جو مقام و مرتبہ عطا کیا وہ نہ اولین میں کسی کو ملا تھا اور نہ ہی آخرین میں کسی کو ملے گا۔ وہ عقلِ کامل ہیں وہ عالمین کیلئے رحمت ہیں انکے لیئے مقامِ محمود ہے اور وہ اللہ کی محبوب ترین ہستی ہیں وہ تمام انبیاء کے سردار ہیں۔ معراج وہ مقام محمدؐ ہے جب اللہ آنحضرتؐ کو مکان (عالمین) سے لامکان کی طرف لے گیا۔ نہ آپؐ سے پہلے کوئی وہاں گیا اور نہ ہی کوئی آپؐ کے بعد وہاں جا سکے گا۔

عالمین کی حدود سے باہر نورِ عظمت کے جلوے ہیں یہ وہی نور عظمت ہے جس کے ایک ذرے کے برابر جھلک سے کوہِ طور ریزہ ریزہ ہوا اور موسیٰؑ جیسا صاحبِ کتاب اور صاحبِ شریعت نبی بھی اس جھلک کو برداشت نہ کر پایا۔ مگر ہمارے نبیؐ کے کیا کہنے کہ جب اللہ نے انکو مشاہدہ کروایا اسی نورِ عظمت کی ایک جھلک کا تو نہ انکی نگاہ ٹیڑھی ہوئی اور نہ انکے دل نے



Presented by Ziaraat.Com

انکار کیا۔ ہم نے اس بارے میں کچھ احادیث معرفت اسم کے باب میں پیش کی تھیں اور یہاں بھی ہم ایک حدیث پیش کر رہے ہیں۔

مولا صادقؑ نے فرمایا" رسول اللہ نے 120 مرتبہ معراج کیا ہے ہر دفعہ اللہ نے نبی اکرمؐ کو علیؑ کے متعلق واجبات سے زیادہ تاکید فرمائی ہے۔

(حوالہ:- مناقب اہلبیتؑ، جلد 3 صفحہ 352)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسولؐ اللہ کو معراج ایک دفعہ نہیں بلکہ 120 مرتبہ ہوئی ہے اور ہر دفعہ اللہ نے آئمہؑ کے متعلق واجبات کی تاکید فرمائی یعنی رسولؐ اللہ کا مقصد ان 12 آئمہؑ کا تعارف کروانا تھا جو کہ آنحضرتؐ مسلسل کرواتے رہے۔

اب ہم وہ حدیث پیش کرنے جا رہے ہیں جس سے پتہ چلے گا کہ آخر رسول اللہ معراج پر کیوں گئے اور اللہ نے انہیں ایسا کیا دکھایا۔

"ابو قرہ نے مولا رضاؑ کے سامنے آیت" اور اس نے اس کو دوسری بار دیکھا(سورہ نجم آیت 13) پڑھی تو مولاؑ نے فرمایا کہ اس آیت میں جو دیکھا ہے اس پر دلالت کرتا ہے"۔ جب کہ اللہ نے کہا جو کچھ ان کے دل نے دیکھا ان کے دل نے جھوٹ نہ مانا، گویا وہ کہہ رہا ہے کہ محمدؐ کے دل



Presented by Ziaraat.Com

نے جھوٹ نہیں سمجھا جو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ پھر جو دیکھا اس کے بارے میں ہم کو بتایا تو کہا کہ انہوں نے اپنے رب کی بڑی نشانی کو دیکھا تو اللہ کی آیت اللہ کی غیر ہے۔ (یعنی جو دیکھا وہ اللہ (معنی) نہیں یعنی اسم تھا)"

حوالہ: (کتاب التوحید، حدیث 9، صفحہ 86)

اس حدیث سے عقدہ کھلا کہ اللہ نے اپنے رسولؐ کو اپنی سب سے بڑی نشانی دکھائی اور مولاؑ فرماتے ہیں کہ اللہ کی آیت اللہ کی غیر ہے۔

یہاں ہمیں اُستاد قمر جلالوی کا ایک شعر یاد آگیا

قمر وہ کون تھا معراج میں پس پردہ
بس اب زبان نہ کھلوایئے خدا کیلئے

ویسے تو عاقل اور زیرک و دانا سمجھ چکے ہیں مگر اتمامِ حجت کیلئے وہ آیتِ کبریٰ کون تھی جس کا دیدار کروانے کیلئے یہ سارا اہتمام کیا گیا ہم ایک حدیث پیش کر رہے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے مولا صادقؑ سے سورہ النباہ کی آیت " عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ کے متعلق پوچھا کہ عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ کون



Presented by Ziaraat.Com

ہے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا وہ امیر المومنین ہیں۔ امیر المومیں نے فرمایا کہ اللہ کے لئے مجھ سے بڑی کوئی آیت نہیں اور مجھ سے بڑی کوئی خبر نہیں۔

حوالہ:(اصول کافی، جلد2، کتاب الحجت، باب 17۔ حدیث 3 صفحہ 76)

ہم آغا سروش کا ایک شعر پیش کر رہے ہیں:

تم اصل میں کچھ اور ہو آتے ہو نظر اور
پردے کے اِدھر اور ہو پردے کے اُدھر اور

اس موضوع کا اختتام ایک حدیث پر کر رہے ہیں جس پر غور و فکر آپ خود کریں۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ جب اللہ مجھے آسمان پر لے گیا تو میرے ساتھ کلام کیا اُس کلام میں سے کچھ یہ ہے کہ۔ یا محمد: علی الاول، الاخر، الظاہر و الباطن وھو بلکل شئ علیم اے محمد! علی اول و آخر ہے۔ ظاہر و باطن ہے وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

حوالہ:(مناقبِ اہلبیتؑ، جلد 1، صفحہ 285)

حجاب در حجاب:



Presented by Ziaraat.Com

نظامِ عالمین میں اور اس سے بھی آگے اللہ کے حجاب در حجاب قائم ہیں ایک پردہ اٹھتا ہے تو دیکھنے والا یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے سب دیکھ سب جان لیا اس کو کیا خبر کہ جو حجاب اٹھا اس سے آگے ایک اور حجاب ہے اور اس حجاب سے آگے ایک اور اس طرح ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے

۔

اگر نیچے سے اوپر کی جانب دیکھا جائے تو حجاب اول ایک بشری لباس میں نظر آتا ہے لوگ اس حجاب سے دھوکا کھا گئے اور اسی کو حجابِ آخری سمجھ بیٹھے یہی حجاب وسیلہ بھی ہے مخلوق اور خالق کے درمیان اور کس کی مجال کہ وہ ان حجابات کے پار دیکھ سکے جیسا کہ امامؑ فرماتے ہیں۔

مولا صادق نے فرماتے ہیں کہ: " نگاہیں اس کے جبروت کی بزرگی کو نہیں پا سکتیں اس لئے کہ میں اس نے ان نگاہوں کو پردوں میں چھپا دیا ہے جو پردوں کی کثافت کی موٹائی اور سختی سے نہیں گزر سکتیں۔ اور ان کے پردوں کی خاصیتوں کی مضبوطی کو صاحبِ عرش کی طرف جانے کے لئے پھاڑ نہیں سکتیں۔ اللہ وہ ہے کہ جسکی مشیت سے امور صادر ہوتے ہیں۔

حوالہ: (التوحید۔ حدیث 13۔ صفحہ 41)



Presented by Ziaraat.Com

جو حجاب ہمارے سامنے مخلوق کے روپ میں ظاہر ہوا عقول نے اسی کو دیکھ کر ہتھیار ڈال دیے اور شعراء، بلیغ خطاباء اسکی توصیف کیلئے گونگے ہو گئے اور غالب نے کیا خوب ان حجابات کو بیان کیا کہ

کہہ سکے کون کہ یہ جلوہ گری کس کی ہے

پردہ چھوڑا ہے وہ اس نے کے اٹھائے نہ بنے

ہم نے اسم اور معنی (نفس) پر ایک طویل گفتگو کی ہے۔ جیسا کہ ہم نے کہا تھا کہ اسم وسیلہ ہوتا ہے۔ یعنی آپ جب مجھ سے مخاطب ہوں گے تو دراصل آپ میرے نفس سے مخاطب ہوتے ہیں اور جب میں آپ سے مخاطب ہوتا ہوں تو یہ "میں" میرا نفس ہے لیکن آپ کے اور میرے نفس دونوں کیلئے وسیلہ یہ میرا اسم وجودی ہے۔ لیکن جب یہ اسم وجودی اپنے نفس سے مخاطب ہو گا تو یہ کسی وسیلے کا محتاج نہ ہو گا۔ حجاب کے دو رخ ہوتے ہیں ایک ظاہر اور ایک باطن جیسا کہ آپ کے گھر میں جو پردہ ہوتا ہے اسکا ایک رخ آپ کی طرف ہوتا ہے اگر پردہ خوبصورت ہو تو جو رخ آپ کی طرف ہو اسکی تعریف کی جاتی ہے کیونکہ اسکا دوسرا رخ آپ کیلئے غیب ہو جاتا ہے۔ ہمارے سامنے علیؑ بصورتِ امامؑ اس ایک



Presented by Ziaraat.Com

حجاب کا ظاہر ہے ہم اسی سے مانوس ہیں اسی کے حسن میں محو ہیں اسی کے لہجے کی چاشنی میں شرابِ طہور کا مزہ لے رہے ہیں یہ تو علیؑ ہی جانے کہ اس حجابِ ظاہر کا باطن کیا ہے اور اسکے بعد ہر مقام پر ایک حجاب در حجاب کا سلسلہ ہے۔

بہر حال ہمارے اس موقف یعنی حجاب / اسم جسکا حجاب ہے یا جسکا اسم ہے یا جسکا وسیلہ ہے اس کو کوئی اور حجاب یا وسیلہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ رسولؐ اللہ فرماتے ہیں

ابو ذر بیان کرتے ہیں: میں ایک دن امِ سلمہ کے گھر رسولؐ اللہ کی خدمت میں بیٹھا تھا اور آپکی گفتگو سن رہا تھا کہ اتنے میں علی تشریف لے آئے اُنکو دیکھ کر رسول اللہ کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔ علیؑ کو اپنے ساتھ لگا کر پیشانی کا بوسہ دیا پھر میری طرف منہ کر کہ فرمایا۔ اے ابوذر جو شخص ہمارے پاس آیا ہے اس کی اچھی طرح معرفت حاصل کرو۔ ابو ذر نے عرض کیا اے رسول اللہ! وہ آپکے بھائی اور چچازاد ہیں، فاطمہؑ کے شوہر ہیں اور جوانانِ جنت کے سرادر حسن و حسین کے والد ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا ابوذر! علیؑ ایک روشن و تاباں اور درخشاں امام ہیں۔



Presented by Ziaraat.Com

پروردگار عالم کا بلند نیزہ ہیں اور اللہ کی رحمت کا بڑا دروازہ ہیں جو کوئی بھی اللہ تک جانا چاہتا ہے وہ اس دروازے سے داخل ہو۔ اے ابوذر! یہ عدالت قائم کرنے والے حریمِ الٰہی کا دفاع کرنے والے، دین خدا کی مدد کرنے والے اور اللہ کی مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔ اللہ ہمیشہ اُمتوں کے درمیان ان کی وجہ سے اپنی مخلوق پر حجت قائم کرے گا کہ میں نے ہر اُمت کے درمیان ایک نبی بھیجا ہے۔ اے ابوذر! اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش کے ہر ستون کے ساتھ 70 ہزار فرشتے مقرر فرمائے ہیں۔ ان کی تسبیح اور حمد یہ ہے کہ وہ علیؑ اور شیعانِ علیؑ کے دشمنوں نفرین کرتے ہیں

اے ابوذر اگر علیؑ نہ ہوتے تو حق باطل سے اور مومن کافر سے جدا نہ ہوتے اللہ کی عبادت نہ کی جاتی کیونکہ علیؑ نے مشرکوں کی سرکوبی کی یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئے اور اللہ کی عبادت کرنے لگے اگر علیؑ نہ ہوتے تو جزاء کا تصور نہ تھا۔ اللہ اور علی کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے وہ خود حجاب اور پردہ ہے۔"

حوالہ: (مناقبِ اہلبیتؑ، جلد 1، صفحہ 186)



Presented by Ziaraat.Com

یہ حدیث رسولؐ اللہ جنابِ ابوذر سے بیان کر رہے ہیں جو ایمان کے نویں درجے پر فائز ہیں اور آپ کو یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ معصومؑ کا کلام ہمارے کلام کی طرح نہیں ہوتا۔ معصوم ہمیشہ سامنے والے کی عقل دیکھ کر بات کیا کرتے ہیں۔ اب جب یہ کلام نویں درجے کے مومن کے سامنے ہو رہا ہے تو اللہ بہتر جانے کہ دسویں درجے والے کے سامنے کیا بیان ہو گا۔ یہی باتیں کم ظرفوں کے حلق سے نہیں اترتیں اللہ جانے اگر سلمانؑ اپنے سامنے بیان کیئے فضائل میں سے کوئی ایک بیان کر دیتے تو تو ان لوگوں کی تو دھڑکنیں رک جائیں۔

اس موضوع کا اختتام ہم امیر المومنینؑ کے ان جملوں پر کرتے ہیں "میں ہی حجابِ اکبر، میں ہی حجابِ آخر ہوں"۔

اب جو ہم معرفتِ امام میں حدیث پیش کرنے جا رہے ہیں اسے معرفتِ نورانیہ کہتے ہیں۔ اور یہ وہ معرفت ہے جو ہر مومن مرد اور عورت پر واجب ہے اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ مومن اور عارف ہو جائیں تو اس معرفت پر قائم ہو جائیں۔ اس حدیث کے ایک ایک لفظ کو غور سے پڑھیئے گا اور ہر چیز کو سمجھ کر مانیئے گا۔ ہمیں یقین ہے جتنی محنت ہم نے



Presented by Ziaraat.Com

معرفتِ اسم میں آپ کو یہاں تک لانے کیلیئے کی تھی اب وہ محنت پھل دینا شروع کرے گی انشاء اللہ۔

**معرفتِ نورانیہ:**

محمد بن صدقہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوذر نے حضرت سلمان سے کہا۔ اے سلمان! امیر المومنینؑ کی معرفت بالنورانیت کیا ہے؟ حضرت سلمان نے کہا: جندب آؤ مولاؑ سے ہی کیوں نہ پوچھ لیں۔ چنانچہ دونوں امیر المومنین کے درِ اطہر پر آگئے۔ لیکن آپ موجود نہ تھے ۔ یہ دونوں آپ کا انتظار کرنے لگ گئے۔ جب آپؑ تشریف لائے تو ان دونوں سے فرمایا۔ تم دونوں کیسے آئے؟ حضرت سلمان نے کہا۔ ہم آپؑ سے آپکی معرفت بالنورانیت کے متعلق سوال کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ امیر المومنین نے فرمایا تم دونوں دوستوں اور اللہ کے دین کے پابند ساتھیوں کو میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ تم دونوں مقصّر نہیں ہو۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! یہ معرفت ہر مومن مرد اور عورت پر واجب ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

آپؑ نے دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے سلمان اے جندب! اس وقت تک کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک وہ میری معرفت بالنورانیت کی حقیقت کو نہ پہچان لے اور جسے میری یہ معرفت بالنورانیت کی معرفت حاصل ہو جائے تو وہ یہ سمجھے کہ اللہ نے اس کے دل کا ایمان کے لئے امتحان لے لیا اور اس کے سینے کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیا اور یہ معرفت حاصل کرنے والا عارف اور مستبصر بن جاتا ہے اور جو اس معرفت سے قاصر ہے تو وہ شک کرنے والا ہے۔

اے سلمان اے جندب! میری معرفت بالنورانیت اللہ کی معرفت ہے اور اللہ کی معرفت میری معرفت بالنورانیت ہے اور یہی وہ خاص دین ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے (سورہ بینہ آیت 5) اُنہیں بس یہی حکم دیا گیا ہے کہ وہ دین کو خالص کر کے اللہ کی عبادت کریں اور ایک رخ ہو جائیں۔ اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں۔ یہی مضبوط دین ہے۔"

اللہ فرما رہا ہے کہ انہیں نبوت محمدؐ کے علاوہ اور کوئی حکم نہیں دیا گیا۔ یہ یکتا پرستی والا آسان دینِ محمد ہے۔ اللہ نے فرمایا: وہ صلوۃ قائم کرتے ہیں۔ (توبہ آیت 71)



Presented by Ziaraat.Com

جس نے میری ولایت کو قائم کیا۔ اس نے صلوۃ کو قائم کیا اور میری ولایت کو قائم کرنا مشکل در مشکل ہے جس کو صرف ملک مقرب یا نبی مرسل یا وہ مومن برداشت کر سکتا ہے جس کے دل کا اللہ نے ایمان کے لئے امتحان لیا ہو لہٰذا فرشتہ جب تک مقرب نہ ہو اور نبی جب تک مرسل نہ ہو اور مومن جب تک اس دل کا اللہ نے ایمان کے لئے امتحان نہ لیا ہو اس وقت تک میری ولایت کو کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔

سلمان و ابوذر نے کہا: مولا واضح کریں کہ مومن کون ہے؟ اور اس کی سرحد اور انتہا کیا ہے؟ تاکہ ہم اسے پہچان سکیں۔

مولا نے فرمایا! اے سلمان امتحان شدہ مومن وہ ہے جو ہمارے کسی بھی عمل کو رد نہ کرے۔ جب بھی ہمارے کسی فرمان کو سنے تو اس کو قبول کرنے کے لئے اس کا سینہ کشادہ ہو جائے اور وہ کسی شک و فریب میں مبتلا نہ ہو۔ ابوذر جان لو! میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کے بندوں پر اس کا جانشین ہوں۔ ہمیں رب نہ بناو ہمارے لئے ایک رب تسلیم کرو اس کے علاوہ ہماری شان میں جو چاہے کہتے رہو۔ تم ہماری حقیقت کی تہہ تک بھی نہ پہنچ پاؤ گے۔ تم میں سے توصیف کرنے والا جتنی بھی توصیف کر



Presented by Ziaraat.Com

سکتا ہے اللہ نے ہمیں اس سے کہیں زیادہ مقام دیا ہے اور تمہارے دلوں میں ہماری عظمت کا جو تصور پیدا ہو سکتا ہے ہمارا مقام اس سے بہت ارفع ہے۔ جب تم ہمیں اس طرح سے پہچانو گے تو مومن قرار پاؤ گے۔

سلمان نے عرض کیا! مولاؑ جس نے نماز کو قائم کیا اس نے آپکی ولایت قائم کی؟ مدد طلب کرو گے صبر و نماز بیشک نماز خشوع کرنے کے والوں کے علاوہ باقی لوگوں پر بہت گراں ہے"۔ (سورہ بقرۃ 45)

صبر سے رسول اللہ مراد ہیں۔ اور صلوٰۃ سے میری ولایت قائم کرنا مراد ہے اور خاشعین کے علاوہ عوام پر میری ولایت کا برداشت کرنا بہت گراں ہے۔ اور خاشعین سے مستبصر شیعہ مراد ہیں۔ کیونکہ مرجیہ ہوں، قدری ہوں یا خوارج ہوں اور نواصب ہوں وہ سب کے سب محمد مصطفیؐ کا اقرار کرتے ہیں۔ ان آنحضرتؐ کی نبوت کے متعلق کوئی اختلاف نہیں ۔ وہ میری ولایت کا انکار کرتے ہیں۔ میری ولایت کا برداشت کرنا انتہائی مشکل ہے۔ اسی لئے تو اللہ نے فرمایا ہے۔" خاشعین کے علاوہ باقی لوگوں کے لئے یقیناً یہ گراں ہے" اللہ نے ایک اور جگہ نبوتِ محمدؐیہ اور میری ولایت سے متعلق فرمایا ہے۔" معطل کنواں اور مضبوط محل" ( الج



Presented by Ziaraat.Com

آیت 45)۔ وہ معطل کنواں میری ولایت ہے جسے لوگوں نے معطل کر کے چھوڑ دیا اور اسکا انکار کیا اور جو میری ولایت کا اقرار نہ کرے تو اس کو محمدؐ کی نبوت کا اقرار کوئی فائدہ نہ دے گا اور "قصرِ مشید" رسولؐ اللہ ہیں۔

آگاہ رہو انکا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ کیونکہ نبی اکرمؐ نبی مرسل ہیں اور وہ تمام مخلوق کے امام ہیں اور انکے بعد علیؑ ہی خلق کا امام ہے اور محمدؐ کا وصی ہے۔ جیسا کہ نبیؐ نے فرمایا: "یا علیؑ تجھے مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا"۔

ہمارا اول محمدؐ ہے، اوسط محمدؐ ہے اور ہمارا آخری محمدؐ ہے۔ جس نے میری معرفت کی تکمیل کی تو وہ مضبوط دین پر ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا: "یہی مضبوط دین ہے اور میں اللہ کی عطا کردہ مدد اور توفیق سے اسکی وضاحت کرتا ہوں"۔ (سورہ بینہ: 5)

پھر آپؑ نے دونوں سے فرمایا: جو شخص حیاتِ رسولؐ میں ایک صحیفہ پہنچانے کا اہل نہ تھا وہ امامت کا اہل کیسے بن گیا؟



Presented by Ziaraat.Com

سلمان و جندب! میں اور رسولؐ اللہ ایک ہی نور تھے۔ آنحضرت محمدؐ مصطفیٰ بنے اور میں انکا وصی مرتضیٰ بنا۔ محمدؐ ناطق تھے اور میں صامت بنا۔ ہر دور کیلئے ضروری ہے کہ اس میں ناطق بھی ہو اور صامت بھی۔

سلمان! محمدؐ "منذر" (ڈرانے والا) اور میں ہادی بنا جیسا کہ اللہ نے فرمایا: "سورہ رعد: 7" اس آیت کے تحت رسولؐ اللہ منذر اور میں ہادی ہوں۔

پھر آپؐ نے سورہ رعد کی ہی آیت 8-11 تک پڑھی۔ ابوذر کا بیان ہے کہ اس وقت آپؑ نے اپنے ایک ہاتھ پر دوسرا ہاتھ مارا اور فرمایا محمدؐ صاحبِ جمع بنے اور میں صاحبِ نشر بنا۔ محمدؐ جنت کے مالک بنے اور میں دوزخ سے کہوں گا کہ اسے چھوڑ دے اسے پکڑ لے۔

محمدؐ صاحبِ رجفہ ہیں اور میں صاحبِ ہدّہ ہوں۔

میں صاحبِ لوحِ محفوظ ہوں۔ اللہ نے اسکا علم مجھے الہام فرمایا ہے۔

حضرتِ محمدؐ صاحبِ دلالت و رہنمائی ہیں اور میں صاحبِ معجزات و علامت ہوں۔

محمدِؐ آخری نبیؐ ہیں اور میں انبیاء کے اوصیاء کا خاتم ہوں۔



Presented by Ziaraat.Com

میں صراط مستقیم ہوں، میں وہ نباء عظیم (عظیم خبر) ہوں جس میں امت نے اختلاف کیا ہے۔ اہلِ اسلام نے میری ولایت کے علاوہ کسی اور چیز میں اختلاف نہیں کیا۔ محمدؐ صاحبِ دعوت اور میں صاحبِ شمشیر ہوں۔ محمدؐ نبی مرسل ہیں اور میں رسولؐ اللہ کے فرمان کا مالک ہوں۔ اللہ کا فرمان ہے "وہ اپنے امر کی روح اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے بھیج دیتا ہے" (سورہ مومن:15)۔

یاد رکھو! یہ روح ملکِ مقرب یا نبیِ مرسل یا وصی منتجب کے علاوہ کسی پر نہیں بھیجی جاتی۔ اللہ جسے یہ روح عطا کرے تو اسے باقی لوگوں سے ممتاز کر دیتا ہے اور اسے قدرت اور طاقت تفویض کرتا ہے۔ اسے مردہ زندہ کرنے کی قوت عطا کرتا ہے اور اسے علم ماکان و مایکون سے سرفراز کرتا ہے اور اسے یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ چشمِ زدن میں مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق کا سفر کر سکے اور اس روح کیوجہ سے لوگوں کے دلوں اور کیفیات کو جانتا ہے اور وہ آسمان و زمین کا علم جان لیتا ہے۔ اے سلمان و جندب! محمدؐ وہ "ذکر" ہیں ان متعلق اللہ نے فرمایا ہے "اللہ نے تمہاری طرف ذکر کو نازل کیا رسولؐ بنا کر جو تم پر آیات کی تلاوت کرتا



Presented by Ziaraat.Com

ہے "(سورہ طلاق:10-11) مجھے علمِ المنایا و البلایا اور قوتِ فیصلہ عطا ہوئی ہے اور میرے سینے میں علمِ قرآن اور قیامت تک ہونے والے واقعات کا علم ودیعت رکھا گیا ہے۔

خدا نے لوگوں کیلئے حجتیں قائم کیں اور میں اللہ کی حجت ہوں اور اللہ نے مجھے وہ کچھ عطا کیا جو اولین و آخرین میں سے کسی نبیؑ و مرسل اور کسی ملکِ مقرب کو عطا نہیں کیا۔

اے سلمان و جندب! میں نے ہی اپنے رب کے حکم کے تحت نوحؑ کو کشتی میں سوار کیا اور میں نے ہی اپنے رب کے حکم کے مطابق یونسؑ کو مچھلی کے شکم سے نکالا اور میں نے اپنے رب کے حکم سے موسیٰؑ کو دریا پار کرایا میں نے ہی اپنے رب کے حکم سے ابرہیمؑ کو آگ سے نکالا تھا اور "عذاب یوم الظلہ" میں ہوں۔ میں مکانِ قریب کا وہ منادی ہوں جس کو جن و انس سنیں گے اور تمام اقوام اسے سمجھیں گی۔ تمام سرکش اور منافقین تک اللہ کی ندا انکی اپنی زبانوں میں سناؤں گا۔ معلمِ موسیٰؑ و خضرؑ میں ہوں۔ میں سلیمان بن داؤد کا معلم ہوں اور میں ذوالقرنینؑ ہوں اور میں اللہ کی قدرت ہوں۔ اے سلمان و جندب! ہمارا مرنے والا مرا نہیں ہوتا اور



Presented by Ziaraat.Com

ہمارا غائب ہونے والا غائب نہیں ہوتا ہمارے مقتول ہرگز قتل نہیں کیئے جاسکتے

اے سلمان و جندب! میں محمدؐ ہوں اور محمدؐ میں ہوں۔ میں محمدؐ سے ہوں اور محمدؐ مجھ سے ہیں۔ اے سلمانؓ! اے جندب! میں ہر گزرے ہوئے پر زندہ مومن مرد اور عورت کا امیر ہوں۔ اور روحِ عظمت سے میری تائید ہوئی ہے اور میں اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں۔ ہمیں رب نہ کہو اسکے علاوہ ہماری فضیلت میں جو چاہو کہتے رہو، اسکے باجود تم ہماری اس فضیلت کی حقیقت تک نہ پہنچ سکو گے جو اللہ نے ہمارے لیئے مقرر کی ہے۔ اس فضیلت کے دسویں حصے تک بھی نہیں پہنچ پاؤ گے۔ کیونکہ ہم اللہ کی آیات و دلائل ہیں اور ہم اللہ کی حجتیں ہیں اور اسکے خلفاء اور رفقاء اور اسکے بنائے ہوئے آئمہؑ ہیں۔ ہم وجہہ اللہ، عین اللہ اور لسان اللہ ہیں۔

ہماری وجہ سے اللہ اپنے بندوں کو عذاب دیتا ہے اور ہماری وجہ سے ثواب دیتا۔ اس نے اپنی مخلوق میں سے ہمیں طاہر بنایا اور ہمیں چن لیا اور ہمارا انتخاب کیا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ "کیوں کیسے اور کس میں ؟ تو وہ کافر اور



Presented by Ziaraat.Com

مشرک بن جائے گا۔ اے سلمان و جندب! جو کچھ میں نے بیان کیا اور جو وضاحت و تشریح کی ہے جو اس پر ایمان لائے تو وہ ایسا مومن ہے جس کے دل کا اللہ نے ایمان کیلئے امتحان لیا ہے اور اسکے سینے کو اسلام کیلئے کشادہ کیا ہے اور وہ عارف مستبصر ہے۔ وہ کامل و اکمل ہے۔ اور جو شک کرے، عناد رکھے اور انکار کرے اور رک جائے اور حیران ہو جائے وہ مقصر اور ناصبی ہے۔

اے سلمان و جندب! میں اپنے رب کے حکم سے تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم اپنے گھروں میں کھاتے ہو اور ذخیرہ کرتے ہو میں تمہارے دلی ارادوں کو جانتا ہوں اور میری اولاد کے آئمہؑ بھی وہ جانتے ہیں جب چاہیں اور ارادہ کریں تو وہ سارے کمالات دکھا سکتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ہم سب ایک ہی ہیں۔ ہمارا پہلا بھی محمدؐ، آخری محمدؐ، درمیانہ محمدؐ ہے۔ ہم سب کے سب محمدؐ ہیں ہمارے درمیان فرق نہ ڈالو۔ جب ہم چاہتے ہیں تو اللہ چاہتا ہے اور جب ہم ناپسند کریں اللہ ناپسند کرتا ہے۔ ہلاکت اور مکمل ہلاکت ہے اس کیلئے جو ہماری فضیلت اور خصوصیت کا اور جو کچھ ہمارے رب نے ہمیں عطا کیا ہے اسکا انکار کرے تو اس شخص نے اللہ کی



Presented by Ziaraat.Com

قدرت اور ہمارے اندر اسکی مشیت کا انکار کیا۔ اے سلمان و جندب! ہمارے رب نے ہمیں اس سے کہیں زیادہ و اعلیٰ حصہ عطا کیا۔ سلمان و جندب نے کہا مولاؑ اللہ نے آپ کو کیا عطا کیا ہے جو اس سے بھی کہیں عظیم و برتر ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہمارے رب نے ہمیں ایسے اسم اعظم کی تعلیم دی ہے، اگر ہم چاہیں تو اسکے ذریعے سے زمین و آسمان، جنت و نار کو پھاڑ دیں اسکے ذریعے سے آسمانوں کی جانب عروج کریں اور زمین پر اتر آئیں اسکے ذریعے سے مشرق و مغرب تک رسائی حاصل کریں گے اور عرش تک چلے جائیں اور اللہ کے حضور جا بیٹھیں۔ ہر چیز ہماری اطاعت کرتی ہے۔ یہاں تک کہ آسمان، زمین، سورج، چاند ستارے، پہاڑ، درخت، چوپائے، سمندر، جنت و دوزخ سمیت سب کی سب چیزیں ہماری اطاعت کرتی ہیں۔ اللہ نے ہمیں یہ سب کچھ اس اسم اعظم کے وسیلے سے ہے جو اس نے ہمیں تعلیم کیا ہے اور ہمیں اس سے مخصوص کیا ہے۔

تمام تر فضائل و خصائص کے ہوتے ہوئے ہم کھاتے بھی ہیں، پیتے بھی ہیں بازاروں میں چلتے بھی ہیں اور ہم یہ تمام چیزیں اپنے رب کے حکم سے



Presented by Ziaraat.Com

کرتے ہیں۔ ہم اللہ کے وہ مکرم عبد ہیں جو قول میں اس پر سبقت نہیں کرتے اور اسکے فرمان پر عمل کرتے ہیں۔ اللہ ہمیں معصوم و مطہر بنایا اور ہمیں اپنے مومن بندوں پر فضیلت دی ہے۔ اور کافروں پر عذاب کا فرمان سچا ہو چکا ہے، یعنی ان لوگوں پر جو ہمارے اس افضل و احسان کا انکار کریں جو ہمیں اللہ نے عطا کیا ہے۔ اے سلمان و جندب! یہ میری معرفت بالنورانیت ہے، سیدھی راہ چلتے ہوئے اسے مضبوطی سے تھامو۔ یادرکھو ہمارا کوئی شیعہ اس وقت تک مستبصر نہیں ہو سکتا جب تک میری معرفتِ بالنورانیت کو حاصل نہ کرے اور جب تک مجھے اسکے ساتھ نہ پہچان لے تو وہ کامل مستبصر بن جاتا ہے اور اس نے علم کے ایک سمندر کو عبور کیا ہے اور فضیلت کے اعلیٰ درجہ پر چڑھا ہے اور اللہ کے اسرار میں سے ایک راز پر مطلع ہوا ہے اور اسکے پوشیدہ خزانوں میں سے ایک خزانہ سے آگاہی حاصل کی ہے۔ (حوالہ:۔ سوال عوام کے جواب امام کے، جلد 1، صفحہ 312)

جنابِ ابوذر کا نام "جندب" تھا اور انکی کنیت ابوذر تھی۔ غور طلب بات یہ ہے کہ جب ابوذر نے حضرتِ سلمانؑ سے سوال کیا کہ امیر المومنینؑ کی



Presented by Ziaraat.Com

معرفت بالنورانیت کیا ہے؟ تو سلمانؑ نے جواب کیوں نہ دیا۔ یہ ہوتا ہے ایک عالم کا فعل کیوں کہ اگر یہ سلمانؑ بتاتے تو لوگ انکار کر سکتے تھے مگر انہوں اتمام حجت کیلئے امیر المومنینؑ کی طرف رجوع کیا۔

جیسا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ: "اس وقت تک کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک وہ میری معرفت بالنوارنیت کو نہ پہچان لے" یہ نہ کہا آنحضرتؐ نے جو اسے جان لے۔

مولا نے جو بیان کی ابتداء کی ہے وہ ان الفاظ سے کی ہے کہ "میری معرفت اللہ کی معرفت ہے اور اللہ کی معرفت میری معرفت بالنورانیت ہے" ہم مسلسل یہ ذکر کرتے آرہے ہیں کہ اسم ہوتا ہے اپنے نفس کی معرفت کیلئے اگر اسم نہ ہوتا تو معنی کی معرفت ہو ہی نہیں سکتی اور اس ایک جملے کو امیر المومنینؑ نے مختلف انداز میں واضح کیا ہے جہاں آپؑ فرماتے ہیں۔

"مولا علیؑ فرماتے ہیں: اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ کی معرفت نہ ہوتی اور اگر اللہ نہ ہوتا تو ہماری معرفت نہ ہوتی"۔ (حوالہ:- مشارق النوار الیقین، صفحہ 76)



Presented by Ziaraat.Com

اب اسم جس کے سامنے جس مقام پر بھی منکشف ہو جائے اسی سے معرفت کے درجات مرتب ہوتے ہیں۔ لیکن ابتداء اسی مقامِ بشریت سے ہو گی جہاں یہ عبد بن کر آئے ہیں اور یہی معرفتِ خالص دین ہے۔

پھر مولاؑ فرماتے ہیں کہ "میری ولایت کو قائم کرنا کی صلوٰۃ کو قائم کرنا ہے اور یہی دین قائم کرنا ہے اور میری ولایت کو قائم کرنا مشکل دِر مشکل ہے

"اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ امر اس قدر مشکل کیوں ہے؟

آپ نے مشاہدہ کیا ہو گا کہ آج کل ولایت علیؑ کے حق میں زیادہ شور ہو رہا ہے مجالس اور جشن میں علیؑ ولی اللہ کے نعرے بھی بھی بہت لگ رہے ہیں۔ آپ یقین جانیئے ایسا کرنے والے یا تو بغضِ مقصرین میں کر رہے ہیں یا جو بڑھ بڑھ کر نعرے لگا رہے ہیں وہ علیؑ کے غیر کو علیؑ کی ولایت میں شریک بناتے ہیں دانستہ یا غیر دانستہ۔ علیؑ کی ولایت میں کسی کو خالص پانا جوئے شیر لانے جیسا ہے اور اسکی وجہ یہی ہے کہ لوگ انؑ کی معرفت کو جانتے ہیں پہچانتے نہیں ہیں۔ اتنا آسان نہیں ہے اس امر کو برداشت کرنا جس کو صرف ملکِ مقرب اور نبی مرسل برداشت کر سکیں۔ علیؑ کی ولایت میں علیؑ لاشریک ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

مولاؑ نے اپنی عبدیت پر زور دیا ہے کہ کہیں لوگ انہیں اس مقامِ عبدیت پر اللہ نہ کہہ دیں اور یہ زور دینے کہ بعد فرمایا اسکے بعد ہماری فضیلت میں جو چاہو کہو پھر بھی تم ہماری فضیلت کے دسویں حصے کو بھی نہ پا سکو گے۔

یہ بات تو ہمارے مشاہدے میں بھی ہے کہ مقصر چاہے اپنا ہو یا پرایا (اپنا ہم نے اس لیے کہا کہ وہ ہمارے لبادے میں ہے) رسولؐ اللہ کی نبوت پر اسے نہ تو کوئی تو اعتراض ہے اور نہ ہی چبھن اسے اختلاف ہے تو صرف اور صرف ولایتِ علیؑ پر کیونکہ وہ ان لوگوں کے دلوں میں نیزے کی انی کی طرح جبھتی ہے۔ اور مخصوص اور جانچے ہوئے لوگوں کے علاوہ اس امر کو برداشت کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔

ہم نے گزشتہ صفحات میں عرض کیا تھا کہ قرآن پڑھنے کا فائدہ یہ ہے کہ امامؑ نے کہیں کسی آیت میں کسی لفظ کی تفسیر بتا کر کی ہے اور کہیں بغیر بتائے اگر قرآن پڑھا ہی نہیں ہو گا تو کیسے پتہ چلے گا۔ ہمارے اس دعوے کی دلیل اس حدیث میں امیر المومنینؑ کے یہ جملے ہیں "میں وہ نباء عظیم ہوں جس میں امت کا اختلاف ہے" یہاں امامؑ نے (سورہ انبیاء کی آیت 1-3) کی تفسیر کی ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

اس کے بعد مولاؑ نے ایک روح کا ذکر کیا ہے جس کا کمال یہ ہے کہ یہ روح ملکِ مقرب نبی مرسل یا اسکے وصی کے پاس آتی اور اس روح کی مدد سے وہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے، چشم زدن میں مغرب سے مشرق کا سفر کر سکتا ہے، دلوں کے بھید جان لیتا ہے زمین و آسمان کا علم جان لیتا ہے اور مولاؑ ہی ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں "میں روح ہوں، میں روحوں کی روح ہوں، میں ام الارواح ہوں"۔ اس بات کی دلیل ہمیں دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ مولاؑ خود اسکی دلیل آگے چل کر اسی حدیث میں دیں گے۔

اب مولاؑ فرماتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے حجتیں قائم کیں ہم نے "شب معراج" والے موضوع پر ایک حدیث پیش کی تھی جس میں اللہ نے رسولؐ اللہ کو علیؑ اور آئمہؑ کے واجبات کی تاکید کی تھی۔ اب اس حدیث میں بھی مولاؑ نے فرمایا کہ رسولؐ اللہ نے حجتیں قائم کیں اور میں اللہ کی حجت ہوں۔

گزشتہ صفحات میں ہم نے امیر المومنینؑ سے ہی حدیث پیش کی تھی کہ "ہر نبی حجت کو قائم کرنے آیا اور میں حجتِ بالغہ ہوں"۔



Presented by Ziaraat.Com

اور اب جو جملے مولاؑ نے ارشاد فرمائے یہ وہ دلیل ہے جس کا ہم نے ابھی گزشتہ سطور میں ذکر کیا تھا۔ مولاؑ فرما رہے ہیں " میں نے ہی نوحؑ کو کشتی میں سوار کرایا، میں نے ہی یونسؑ کو مچھلی کے شکم سے نکالا، میں نے ہی موسیٰؑ کو دریا پار کرایا اور میں نے ہی ابراہیمؑ کو آگ سے نکالا "۔ یہ سارے نبی مرسل ہیں اور اتنی ولایت ہونے کے باوجود بغیر علیؑ کی مدد کے سب کی زندگیاں خطرے میں تھیں۔

پھر مولاؑ اس ندا دینے والے کا ذکر کر رہے ہیں اور یہ نداء ہمارے زمانے کے امامؑ کے ظہور کی ہے جو ہر شخص اپنی زبان میں سنے گا۔

اسکے بعد انہی نبی مرسل کا معلم بھی علیؑ ہے کیوں کہ علیؑ اللہ کا علم ہے اور خود ہی عالم ہے۔

اسکے بعد مولاؑ نے کچھ کمال الفاظ ارشاد فرمائے۔ جس میں مولاؑ نے فرمایا" ہمارا مرنے والا مرا نہیں ہوتا"۔ اس کی مثال مولا حسینؑ کا نوک نیزہ پر خطاب ہے لشکرِ یزید (لعین) نے سمجھا کہ ہم نے حسینؑ کو مار دیا، ان کو کیا معلوم کہ اللہ کا نام کبھی مرنے والا نہیں ہے۔ وہ مر کے بھی نہیں مرتا۔

پھر آپؑ نے فرمایا " ہمارا غائب ہونے والا غائب نہیں ہوتا" اس پر ہم



Presented by Ziaraat.Com

معرفتِ امامِ زمانہ کے باب میں گفتگو کریں گے۔ پھر اس کے بعد آنحضرتؑ نے فرمایا "ہمارے مقتول ہرگز قتل نہیں کیئے جاسکتے" اس کے لیئے وہ واقعہ شیعہ کے بچے بچے کی زبان پر ہے جب امیر المومنینؑ اپنا جنازہ لینے خود آئے تھے۔

ہم نے کوشش کی کہ اس حدیث کے چیدہ چیدہ پہلوؤں پر کچھ گفتگو کریں باقی اس پوری حدیث پر تو غور و فکر آپ نے ہی کرنا ہے بس ہم اس حدیث کے آخری جملوں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروا رہے ہیں جہاں امیر المومنینؑ فرمارہے ہیں کہ "جس نے میری معرفت بالنورانیت کے ساتھ مجھے پہچانا اس نے علم کے ایک سمندر کو عبور کیا، اللہ کے رازوں میں سے ایک راز پر مطلع ہوا اور اللہ کے پوشیدہ خزانوں میں سے ایک خزانے سے آگاہی حاصل کی" اب ذرا اپنے دل پر ہاتھ رکھیئے اور اللہ کو گواہ بنا کر اپنے آپ سے خود سوال کریں کہ جو کچھ مولاؑ نے اس حدیث میں فرمایا وہ اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے، پوشیدہ خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے علم کے سمندروں میں سے ایک سمندر ہے۔ اگر دوسرا سمندر، دوسرا راز اور دوسرا خزانہ معلوم ہو جائے تو معرفت کس



Presented by Ziaraat.Com

کمال پر پہنچ سکتی ہے۔ علم کیلئے جد و جہد کریں اپنے آپ کو احادیث کی کتابیں پڑھنے کا عادی بنائیں ورنہ آپ کبھی بھی عارف نہ بن سکیں گے۔

اب ہم اسی امامؑ کی معرفت پر رہتے ہوئے ایک اور حدیث پیش کر رہے ہیں جو مولا امیر المومنینؑ نے اپنے صحابی طارق کو تعلیم فرمائی اسی لیئے یہ حدیث "حدیثِ طارق" کے نام سے مشہور ہوئی ہے۔ اس حدیث کو بھی غور سے پڑھیئے گا اور اس پر غور و فکر کیجئے گا۔

حدیثِ طارق:

"طارق بن شہاب نے امیر المومنینؑ سے نقل فرمایا: اے طارق امام اللہ کا کلمہ، اس کی حجت، اس کا چہرہ، اس کا نور، اس کا حجاب، اس کی آیت ہوتا ہے جسے وہ اختیار کرتا ہے، اور اس میں پسند کی صفات رکھتا ہے اسلیئے امام کی اطاعت واجب ہے اور امام کا حکم تمام مخلوق پر لاگو ہوتا ہے۔ امام زمین و آسمان میں اللہ کا ولی ہے۔ اللہ نے تمام بندوں سے اس کی فرماں برداری کا عہد لیا ہے، لہٰذا جو امام سے تقدم کرے گا وہ اللہ کا کفر کرے گا۔ اور اس صورت میں اللہ جو چاہے اس کافر کے ساتھ کرے اللہ جب کچھ چاہتا ہے تو امام کے بازو پر لکھ دیتا ہے اور اللہ کی بات پوری ہو جاتی ہے، پوری



Presented by Ziaraat.Com

سچائی اور عدل کے ساتھ۔ پس امام ہی صدق ہے اور عدل ہے، امام کیلئے زمین سے لے کر آسمان تک نور کا عمود (ستون) نصب ہوتا ہے جس میں تمام بندوں کے اعمال دیکھ لیتا ہے۔ امام پیکرِ ہیبت و جلال ہوتا ہے اور دل میں چھپی ہوئی باتوں کا علم رکھتا ہے اور غیب پر اس کو اطلاع ہوتی ہے اور امام کو ہر چیز پر مکمل تصرف دیا جاتا ہے اور امام شرق و غرب کے درمیان دیکھنے کی قوت رکھتا ہے اور اسی لیئے کوئی چیز اس سے چھپی نہیں رہتی۔ نہ اس دنیا کی نہ اس دنیا کی، جب امام دنیا میں ظاہر ہوتا ہے تو وہ ایسا عالم ہوتا ہے جس کو پرندوں کی زبان بھی آتی ہے لہٰذا امام وہ ہے جسے اللہ اپنی وحی کیلئے اختیار کرے اور اپنے غیب کیلئے اسے پسند کرے اللہ امام کی تائید اپنے کلمے سے کرتا ہے اور اسے اپنی حکمت عطا کرتا ہے اور اس کے دل کو اپنی مشیت کا مکان قرار دیتا ہے۔ اس کی سلطنت قائم ہو جاتی ہے، اس کا امر مانا جاتا اور ماننے کا حکم دیا جاتا ہے اور ایسا اس لیے ہے کہ امامت انبیاء کی میراث ہے اور اصفیاء کی منزل ہے اور اللہ کی خلافت ہے اور اس کی رسولوں کی خلافت ہے۔ پس عصمت اور ولایت ہے سلطنت اور ہدایت ہے کیونکہ یہ تمام تر دین ہے اور ہر مرتبہ اس کا پلڑا بھاری رہتا ہے، امام



Presented by Ziaraat.Com

راہِ ربانی پر چلنے والوں کیلئے رہبر ہے اور ہدایت کے طلب گاروں کیلئے روشنی کا منارا ہے اللہ کے راستے پر چلنے والوں کیلئے راہِ الٰہی ہے اور اہلِ عرفان کے دلوں پر طلوع ہونے والا سورج ہے اس کی ولایت کے سبب نجات ہے اس کی اطاعت زندہ رہنے کیلئے ضروری ہے سامانِ آخرت ہے موت کے بعد مومنین کیلئے عزت ہے اور گناہ گاروں کیلئے شفاعت ہے محبّوں کیلئے نجات ہے اتباع کرنے والوں کیلئے کامیابی ہے کیونکہ امام اسلام کا راس و رئیس اور امام ایمان کا مکمل پیکر ہے اور حدود الٰہی کی معرفت اور حلال و حرام کا احکام ہے امامت وہ رتبہ ہے جس تک وہی پہنچ سکتا ہے جسے اللہ نے اختیار کیا ہوا ہے اسے فوقیت دی ہوئی ہے اسے والی بنایا ہے اور حاکم بنایا ہے، پس ولایت سرحدوں کی حفاظت ہے امور کی تدبیر ہے اور یہ ایام اور مہینوں کے عدد کے برابر ہے اور امام پیاس میں ٹھنڈا میٹھا پانی ہے ہدایت کا رہنما ہے گناہوں سے پاک کرنے والا ہے غیب پر اطلاع رکھتا ہے پس امام بندوں پر طلوع ہونے والا نور کا سورج ہے جس تک نہ کسی کے ہاتھ پہنچ سکتے ہیں اور نہ ہی نظریں۔ لہٰذا آلِ محمدؐ دائرہِ ایمان کا راس اور وجود کا قطب ہے سخاوت کا آسمان ہے ہر وجود کیلئے



Presented by Ziaraat.Com

شرف ہے اور شرف کے سورج کی دھوپ اور شرف کے چاند کی چاندنی ہے شجرِ عزت اور مجد کی جڑیں ہیں اور اس کا مبداء ہیں ان کا معنی اور مطلب ہے ان کی بنیاد ہیں پس امام روشن چراغ ہیں روشن راستہ ہے ٹھنڈا پانی ہے موجیں مارتا ہوا سمندر ہے چودھویں کا چاند ہیں بھرا ہوا غدیر ہے راہی کیلئے واضح راستہ ہے وادیِ ہلاکت سے نکال کر لے جانے والا رہنما ہے ساون کا بادل ہے موسلا دھار بارش ہے سایہ دار آسمان ہے جلیل القدر نعمت ہیں نہ خشک ہونے والا سمندر ہے ایسا شرف ہے جس کا بیان مشکل ہے ابلتا ہوا چشمہ ہے، چہچہاتے ہوئے پرندوں والا باغ ہے خوش نما پھول ہے، دمکتا ہوا چاند ہے پھیلتی ہوئی خوشبو ہے، عملِ صالح ہے منافع بخش تجارت ہے واضح راستہ ہے اچھا دوست اور محبت کرنے والا باپ ہے دکھوں میں پناہ گاہ ہے وہ حاکم ہے جو اچھے حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کر دیتا خلائق پر اللہ کا امیر ہے اور اللہ کے حقائق کا امیں ہے ،بندوں پر اللہ کی حجت ہے امام گناہوں اور عیبوں سے پاک ہوتا ہے امام کا ظاہر امر ہے جس پر کسی کا بس نہیں چلتا اور امام کا باطن غیب ہے جو کسی کے ہاتھ نہیں لگتا، امام اپنے زمانے میں ایک ہی ہوتا ہے اور اللہ کے امر و



Presented by Ziaraat.Com

نبی میں اللہ کا خلیفہ اور امام جیسا کوئی نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی دوسرا اس کی جگہ لے سکتا ہے پس کون ہے جو ہماری معرفت پا سکے اور ہمارے مرتبے اور منزلت تک پہنچ سکے میرے بیان سے عقلیں گنگ ہو گئیں اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت دم توڑ گئی عظیم اور برتر لوگ چھوٹے ہو گئے علماء، معذور ہو گئے، شاعر تھک گئے، اہلِ بلاغت گونگے ہو گئے، خطیبوں کی زبان لکنت کرنے لگی۔ شاعروں سے شعر کی قدرت ختم ہو گئی زمین اور آسمان جھک گئے، کون ہے جو اولیاء کی شان بیان کر سکے؟ کوئی ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ وہ جانتا ہے اور بتا سکتا ہے؟ یا جانتا ہے اور سمجھتا ہے یا اس نے پالیا ہے اور اس کے قبضے میں ہے یہ اس ہستی کی شان کا بیان ہے جو نقطہ کائنات ہے دائروں کا مرکز ہے ممکنات کا راز ہے۔ یہ جلالِ کبرائی کی کرن ہے یہ زمین و آسمان کا شرف ہے۔ آلِ محمدؐ کا مقام و مرتبہ اس سے بلند ہے کہ کوئی ان کی تعریف کر سکے یا کائنات میں کسی اور سے ان کی برابری یا تقابل کر سکے اور کر بھی کیسے سکتا ہے جب کہ آلِ محمدؐ نورِ اول ہیں یہ سب پر برتری رکھنے والا کلمہ ہیں، وحدانیتِ کبریٰ ہیں اللہ کا حجابِ اعظم و اعلیٰ ہیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی اور بھی ہو سکتا ہے؟ عقلیں اس کو



Presented by Ziaraat.Com

سمجھ سکتی ہیں؟ کہنے والوں نے جو کہنا تھا کہا جو سمجھنا تھا سمجھا جو یہ سمجھے کہ یہ صفات آلِ محمدؑ کے علاوہ بھی کسی اور میں ہیں وہ جھوٹا ہے اور ان میں سے جن کے قدم بھٹک گئے ہیں اور جنہوں نے ہبل کو اللہ مان لیا ہے اور شیطان کی جماعت میں شامل ہو گیا ہے اور یہ سب کچھ پاک اور معصوم گھرانے کے بغض میں کیا رسالت اور عصمت کی کان سے حسد کی وجہ سے شیطان نے ان اعمال پر لپا پوتی کر دی، ان کا ستیاناس، کیسے انہوں نے ایک بت پرست میدان کے بگھوڑے کو امام بنالیا؟ جب کہ امام کیلئے ضروری ہے کہ وہ ایسا عالم ہو جو کبھی بھی یہ نہ کہے میں نہیں جانتا، ایسا شجاع ہو کے کبھی بھی بزدلی نہ دیکھائے، کوئی شخص اس سے اچھی صفات پر برتر نہ ہو نہ ہی اس کا نسب ایسا ہو کہ اس کو کم نسب کہا جائے اور یہ صفات قریش کے جیدا اور بنی ہاشم کے شرافہ میں، ابراہیم کے پس مندگان میں، کریم سرچشمے سے، نفسِ رسول سے رضائے الٰہی سے، اللہ کی قبولیت سے، شریفوں کے شریف میں ہیں۔ وہ عبدِ مناف کی فرع ہیں ریاستِ ربانی کے عالم ہیں اور ریاستِ الٰہی کے قائم کرنے والا ہے ان کی اطاعت قیامت تک فرض ہے۔ اللہ نے اپنے راز کو امام میں رکھ دیا ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

اے طارق مگر لوگوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی جیسا کہ اللہ نے فرمایا"وہ گمراہ ہوا جس نے اللہ کی ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کی پیروی کی "(قصص:50) اے طارق : امام ملکوتی انسان ہوتا ہے آسمانی جسم کا مالک اللہ کا امر اور روحِ قدسی ہوتا ہے، بلند مرتبہ، چمکتا ہوا نور چھپا ہوا راز پس وہ ذات کے اعتبار سے فرشتہ اور الٰہی صفات کا مالک ہوتا ہے۔ اچھائیاں اس سے زیادہ سے زیادہ صادر ہوتی رہتی ہیں، غیب کا عالم ہوتا ہے، اللہ رب العالمین کا خاص الخاص آدمی ہوتا ہے اور صادق اور امیں کی نص سے منصوص ہوتا ہے اور یہ سب کچھ جو میں نے بیان کیئے ہے آلِ محمدؑ کا ہے جس میں کوئی شریک اور حصہ دار نہیں ہے کیونکہ آلِ محمدؑ معدنِ تنزیل ہیں اور تاویل کے معنی ہیں، اللہ کے خواص ہیں جبریل کے محلِ نزول ہیں اور اللہ کی صفات کے حامل اور صفوۃ ہیں اللہ کا راز اور کلمہ ہیں نبوت کا درخت ہیں اور کرم کی کان ہیں پر مغز باتوں کا سرچشمہ ہیں اور دلالت کی انتہا ہیں، محکم رسالہ اور نورِ جلالہ ہیں۔ اللہ کے پیارے ہیں اس کی امانت ہیں کلام اللہ کی جگہ اور حکمتِ الٰہی کی چابی ہیں اللہ کی رحمت کا چراغ، اللہ کی نعمتوں کا سرچشمہ ہیں، اللہ کی طرف جانے والی سبیل اور



Presented by Ziaraat.Com

سلسبیل ہیں اور مستقیم کا قسطاس ہیں مضبوط راہ اور اللہ حکیم کا ذکر ہیں، اللہ کریم کا چہرہ ہیں اللہ کا قائم شدہ نور ہیں سائبانِ شرف فضیلت و عظمت ہیں، نبی کریمؐ کے خلافہ ہیں فرزندانِ رسولؐ رؤفِ رحیم اور علی العظیم کے امیں ہیں۔ ایک دوسرے کی ذریت ہیں اور اللہ سمیع العلیم ہے۔ جو آلِ محمدؐ کو پہچانے اور ان سے ہدایت حاصل کرے وہ انکا ہے۔ اللہ نے ان کو اپنے نورِ عظمت سے خلق کیا اور اپنے مملکت کا حکمران بنایا ہے۔ پس آلِ محمدؐ اللہ کے رازوں کا خزانہ ہیں اور اللہ کے مقرب ولی ہیں اور اللہ کے امر کا "کاف" اور "نون" کے درمیان ہیں نہیں بلکہ خود آلِ محمدؐ "کاف اور نون" ہیں۔ یہ اللہ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ کی طرف سے بولتے ہیں اور اللہ کے امر سے عمل کرتے ہیں انبیاء کا علم ان کے علم میں ہے اور اوصیاء کا زار ان کے راز میں ہے اور اولیاء کی عزت ان کی عزت ہے مگر وہ سمندر ہیں باقی قطرے کی مانند ہے وہ سحرا باقی زرہ کی مانند ہے زمین و آسمان امام کے سامنے ایسے ہیں جیسے آدمی کے سامنے اس کی ہتھیلی وہ اس کے ظاہر و باطن کو جانتا اس کی اچھائی اور برائی کو جانتا ہے اور اس کے خشک و تر کو جانتا ہے کیونکہ اللہ نے اپنے نبیؐ کو ماضی و مستقبل کا علم دیا تھا



Presented by Ziaraat.Com

۔ اور اس کے ورثے میں نبیؐ کے منتخب اوصیاء نے پایا۔ جو اس کا انکار کرے وہ بد بخت اور لعنتی ہے۔ اللہ کیسے کسی ایسے بندے کو اپنے بندوں پر واجب الاطاعت بنا سکتا ہے جس سے آسمان و زمین کے ملکوت چھپے ہوئے ہیں اور آلِ محمدؐ کا کلمہ ستر (70) وجوہات کی طرف ہے۔ پس وہ جنب اعلیٰ وجہہ الرضی ہیں، سیر اب کرنے والے ہیں اور صحیح رستہ ہیں۔ اللہ کی طرف لے جانے والا وسیلہ ہیں اور اللہ کی رضا تک پہنچانے والے ہیں وہ واحد اور احد کا راز ہیں خلق میں کسی سے ان کا تقابل نہیں کیا جا سکتا وہ اللہ کے ایمان کا دروازہ اور کعبہ ہیں اس کی حجت ہیں، ہدایت کی نشانیاں اس کا پرچم ہیں اللہ کا فضل و رحمت ہیں ام الکتاب اور اس کا خاتمہ ہیں فصل الخطاب اور اس کے دلائل ہیں وحی کے خزانے دار اور اس کے محافظ ہیں۔ ان کا نام پتھروں پر لکھا ہوا ہے اور درختوں کے پتوں پر لکھا ہوا ہے، پرندوں کے پروں پر لکھا ہوا ہے، جنت و دوزخ کے دروازوں پر لکھا ہوا ہے عرش و افلاک پر لکھا ہے، ان کے ناموں سے پرندے تسبیح کرتے ہیں اور ہمارے شیعوں کیلئے گہرے سمندروں میں مچھلیاں استغفار کرتی ہیں۔ اللہ نے جو چیز بھی خلق کی ہے اس سے وحدانیت کا اقرار لیا اور



Presented by Ziaraat.Com

پاکیزہ ذریت ولایت کا اقرار لیا اور ان کے دشمنوں سے براءت کا اقرار لیا اور اس وقت تک سکون میں نہیں آیا جب تک اس پر نور سے نہ لکھ دیا گیا لا الہٰ الا اللہ، محمد رسول اللہ، علیؑ ولی اللہ۔ (حوالہ:- مشارق الانوار الیقین، صفحہ 135)۔

اس حدیث میں مولاؑ نے بغیر کسی تمہید کے بات شروع کی اور پہلا جملہ ہی ایسا کہا کہ اگر سارے سمندر سیاہی بن جائیں اور سارے درخت قلم بن جائیں اور اس جملے کی توصیف بیان کی جائے تو بھی اس کے دسویں حصے کو بیان نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ یہ آیت کہہ رہی ہے۔

"اے رسول کہہ دیجیئے! اگر میرے رب کے کلمات لکھنے کیلئے سمندر سیاہی بن جائے تو وہ ختم ہو جائے گا قبل اس کے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں اگرچہ ہم اسکی مدد کیلئے ویسا ہی ایک سمندر لے آئیں"

(سورہ کہف، آیت 109)

یہ تو ہو گئی ایک آیت اور ہمارے پاس 12 آیات اور ہیں اللہ کے کلمات کی شان کو بیان کرنے کیلئے مگر ہمارا مقصود کتاب کو زیادہ موٹا بنانا نہیں بلکہ



Presented by Ziaraat.Com

اپنا مدعا کم سے کم الفاظ اور مدلل دلائل کے ساتھ پیش کرنا ہے۔ اسی لئے ہم رسولؐ اللہ کی صرف ایک حدیث پیش کر رہے ہیں۔

"رسولؐ اللہ نے فرمایا: اگر سمندر روشنائی اور درخت قلم بن جائیں آسمان اوراق بن جائیں اور تمام جن وانس مل کر لکھنے کا کام سنبھال لیں تو تمام صفحات بھر جائیں، روشنائی ختم ہو جائے لکھنے والے تھک جائیں مگر یوم غدیر کے امامؑ کے فضائل کے دسویں حصے کا دسواں حصہ بھی نہ لکھ پائیں گے۔ (حوالہ:- مشارق الانوار الیقین، صفحہ 137)

یہاں بات واضح ہو گئی کہ امامؑ کی شان بیان نہیں کی جاسکتی جو شخص مدحِ امامؑ کرتا ہے دراصل وہ اپنی زندگی کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے آقاؑ کو یہ بتانے کی کوشش کرتا ہے کہ میں آپ کا بندہ ہوں اور آپکی نمک حلالی کی کوشش کر رہا ہوں ورنہ میں کہاں اور آپ کی توصیف کہاں

اس حدیث پر بھی ہم چیدہ چیدہ پہلوں پر بات کر رہے ہیں جیسا کہ مولاؑ نے فرمایا کہ "امامؑ کی اطاعت واجب ہے اور امامؑ کا حکم تمام مخلوق پر لاگو ہوتا ہے" جو شخص علیؑ کا غلام ہو جائے وہ کسی غیر معصوم کا مطیع نہیں



Presented by Ziaraat.Com

ہو سکتا کیونکہ امامؑ کی اطاعت غیر مشروط ہوتی ہے اور س سے بڑا بد بخت کون ہو گا جو اپنے امامؑ کے ہوتے ہوئے کسی اور کی اطاعت یا غلامی کرے جیسا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا

"رسولؐ اللہ ے فرمایا: لعنت ہو اس شخص پر جو اپنے مولاؑ کے ہوتے ہوئے کسی اور کی غلامی کا دم بھرے"۔(سوال عوام کے جواب امام کے، جلد2، صفحہ378)

اس سے آگے مولاؑ فرماتے ہیں کہ "جو امامؑ سے تقدم کرے گا وہ اللہ کا کفر کرے گا"۔

اس جملے کو ہم "کفر و شرک" کے باب میں وضاحت سے بیان کریں گے

اللہ کے علم پر ہم نے گزشتہ صفحات میں گفتگو کی تھی اور بیان کیا تھا کہ علیؑ ہی اللہ کا علم ہے۔ اب یہاں مولاؑ فرما رہے ہیں کہ "امامؑ اللہ کا صدق اور عدل ہوتا ہے"

اللہ کا ہر فعل ہر فیصلہ تحتِ عدل ہوتا ہے اور امامؑ ہی اللہ کا عدل ہے اور عدل تحتِ علم ہوتا ہے یعنی اسم کا ایک مقام عدل ہے اور ایک مقام علم۔



Presented by Ziaraat.Com

آگے چلتے ہوئے مولاؑ فرماتے ہیں کہ "امام عمل صالح ہے" اور جو اسکی معرفت کمال پر رکھے اسے عبدِ صالح کہتے ہیں اور وہ کون ہیں اس کے لئے ایک نظر کربلا کی طرف اٹھانی پڑے گی جہاں ہر شہید کی زیارت کا پہلا جملہ ہی یہ ہے "السلام علیکَ یاعبد صالح"

امام کی معرفت و محبت ایک ایسی تجارت ہے جس میں منافع ہی منافع ہے اور ہر دفعہ یہ منافع 10 سے ضرب ہو جاتا ہے یہاں گھاٹے کا گمان بھی نہیں ہے۔

امام کا باطن غیب ہے اس پر ہم آنے والے باب میں گفتگو کریں گے۔

پھر مولا فرماتے ہیں کہ "امام جیسا کوئی دوسرا نہیں ہوتا" جسے عربی میں کہتے ہیں "لیس کمثلہ شیء" اس سے آگے جو اندازِ کلام ہے میرے آقا کا اسکے لیئے کچھ بھی تبصرہ کرنے کیلئے میں اپنے جہل کا اعتراف کرتا ہوں نہ تو میرے پاس وہ الفاظ ہیں اور نہ ہی اتنی ہمت کہ باقی جملوں کی تشریح کر سکوں۔ امید ہے آپ میری معذرت ان جملوں کو پڑھ کر قبول فرمائیں گے۔



Presented by Ziaraat.Com

بس اتنا ضرور کہنا چاہوں گا کہ کس کی مجال جو اس امامت کے ظاہر کی معرفتِ کامل رکھنے کا دعویٰ کرے۔ یہ اللہ کی ولایت کے ظہور کا مقام ہے اور کس کے سینے میں اتنا دم ہے کہ وہ اس ولایت کی معمولی سے جھلک بھی برداشت کر پائے۔

**باطن غیب:**

اس موضوع کا نام ہم نے مومن کامل عارف کامل جناب سلمانؑ محمدی کے ایک سوال کی وجہ سے رکھا ہے جو انہوں نے امیر المومنینؑ سے کیا تھا۔ نہ تو اس سوال کا کوئی ثانی ہے اور نہ ہی اس جواب کا جو علم اللہ نے دیا۔

"جنابِ سلمان نے مولا علیؑ سے پوچھا" یا سیدی آپ کا نام کیا ہے"؟ حضرت نے جواب دیا: میں وہ ہوں جس پر اسم کا اطلاق ہوتا ہے نہ صفت کا میرا ظاہر امامت ہے اور باطن غیب جس کا ادراک ممکن نہیں"۔

(حوالہ:- نہج الاسرار، جلد 1، صفحہ 97،)

اس روایت پر بات شروع کرنے سے پہلے ہم اس کمال ہستی کا معمولی سا تعارف کراتے چلیں کہ یہ ہیں کون۔



Presented by Ziaraat.Com

"رسولؐ اللہ نے فرمایا: سلمان تم میں سب سے زیادہ اللہ کی معرفت رکھتا ہے"(حوالہ:-مشارق الانور الیقین، صفحہ 290)

اور ایک مقام پر رسولؐ اللہ فرماتے ہیں کہ "زمین نے کسی ایسے شخص کا بوجھ نہ اٹھایا اور آسمان نے کسی ایسے شخص پر سایا نہ کیا جسکا علم سلمان سے زیادہ ہو" اس سے آگے جو فضائل ہیں جنابِ سلمان کے اس کیلئے علاقہ غیر میں جانا پڑے گا جو ہم آپ کو لیجانا نہیں چاہتے۔ مگر یہ دھیان میں رکھیئے گا کہ یہ علیؑ کے شیعہ کے فضائل ہیں نہ کہ علیؑ کے۔

اور ایک مقام پر مولا علی ابن الحسینؑ فرماتے ہیں کہ

"مولا صادقؑ سے منقول ہے کہ راوی نے بیان کیا کہ ایک دن میں نے مولا علیؑ ابن الحسینؑ سے تقیہ کے بارے میں دریافت کیا۔ آپؑ نے فرمایا اگر ابوذر جان جاتے کہ سلمان کے دل میں کیا ہے تو انکو قتل کر دیتے"۔

(حوالہ:-اصولِ کافی، کتاب الحجت، باب 101، حدیث 2، صفحہ 416)

ویسے اگر دیکھا جائے تو جناب سلمانؑ اور ابوذر میں صرف ایک درجے کا فرق تھا مگر یہ ایک درجے کا فرق قتل کر دینے کی حد تک ہے اور بھی



Presented by Ziaraat.Com

بہت ساری روایتیں ہیں جنابِ سلمانؑ کا تعارف کروانے کیلئے مگر میں سمجھتاہوں اتناکافی ہے۔

یہ لمبی تمہید ہم نے جنابِ سلمانؑ کے تعارف کیلئے اس لئے باندھی ہے کیوں کہ جو سوال انہوں نے مولاؑ سے کیاہے اسے معمولی نہ سمجھا جائے۔

اور وہ سوال یہ ہے کہ "یاسیدی آپ کانام کیاہے"؟ کتنی عجیب سی بات ہے ناکہ علیؑ کے سامنے کھڑے ہوکر پوچھ رہے ہیں کہ آپ کانام کیاہے۔

اصولً تو جواب ہوناچاہیے تھاکہ "سلمانؑ میرا نام علیؑ ابن ابی طالب ہے" مگر مولاؑ نے یہ جواب نہ دیااب اس سوال کو سمجھنے کیلئے ہی ہم نے رسولؐ اللہ کی حدیث پیش کی کہ "سلمان کو اللہ کی معرفت سب سے زیادہ ہے" اس سوال پر جب میں نے غور کیاتو احساس ہواواقعی سلمانؑ کو اللہ کی معرفت سب سے زیادہ تھی کیونکہ یہ سوال وہی کر سکتا ہے جس کو معرفتِ اسم سب سے زیادہ ہو۔

اب یہ مولاؑہی بہتر جانتے ہیں کہ سلمانؑ نے یہ سوال کس مقام کی معرفت کیلئے کیاتھامگرایک حدیث سمجھ میں آگئی جو ہم یہاں پیش کررہے ہیں۔



Presented by Ziaraat.Com

"مولا علیؑ نے فرمایا: علم تین بالشت ہے جو پہلی بالشت تک پہنچا متکبر ہو گیا اور دعویٰ کرنے لگا جو دوسری بالشت تک پہنچا متواضع ہو گیا اور اپنے آپ کو ذلیل سمجھنے لگا۔ اور جو تیسری بالشت تک پہنچا فقر اختیار کیا اور فنا ہو گیا اور اسکو اس بات کا علم ہوا کہ وہ کچھ نہیں جانتا"۔ (حوالہ:- نہج الاسرار، جلد 1، صفحہ 39)

اس حدیث پر مکمل گفتگو پھر کبھی سہی مگر یہاں اسکو لکھنے کا مقصد اس حدیث کا آخری حصہ ہے جو کہ ایک تھیوری (Theory) ہے اور اس تھیوری (Theory) کا عملی نمونہ جناب سلمانؑ کا سوال ہے یعنی جو علم کی تیسری بالشت پر پہنچا اس کو اس بات کا علم ہو گیا کہ وہ کچھ نہیں جانتا۔ یعنی جنابِ سلمانؑ جب تیسری بالشت پر پہنچے تو ہتھیار ڈال دیئے اور سوال کر بیٹھے کے مولاؑ یہاں آپ کا نام کیا ہے؟

اور جو جواب مولاؑ نے دیا ہے اس جواب پر اگر سارے عارفین سر جوڑ کر بھی بیٹھ جائیں تو نہ سمجھ پائیں گے "میں وہ ہوں جس پر نہ اسم کا اطلاق ہوتا ہے نہ صفت کا میرا ظاہر امامت ہے اور باطن غیب جس کا ادراک ممکن نہیں"۔



Presented by Ziaraat.Com

میں ہاتھ جوڑ کر مولاؑ کی خدمت میں کہوں کہ "مولاؑ یہ جواب سلمانؑ کیلئے تھا انکے لیئے ممکن ہے آپ کا باطن غیب ہو مگر میرے آقا ہمارے جیسے ادنیٰ سے طالب علموں کیلئے تو آپ کا ظاہر بھی غیب ہے۔

اس موضوع کا اختتام ہم ایک حدیث پر کر رہے ہیں جو شاید جنابِ سلمانؑ کا سوال سمجھنے میں مدد فراہم کرے

"مولا صادقؑ نے فرمایا اللہ نے ایک اسم کو حروف سے خلق کیا لیکن ان حروف کی آواز نہ تھی۔ لفظ بولا نہ جاتا تھا اور وجود بغیر جسم تھا اور کسی تسبیح سے موصوف نہ تھا نہ کسی رنگ میں رنگا ہوا۔ اطراف کی اس سے نفی تھی حدود اس سے دور تھے ہر حس سے پوشیدہ تھا اللہ نے اس کو کلمہ تامہء قرار دیا۔ اس کلمہ تامہء کے اس نے ایک ساتھ چار جز قرار دیئے۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں میں تقدم اور تاخر نہیں کیا اس سے تین نام ظاہر کیئے کیونکہ خلق کو ان کی طرف احتیاج تھی اور ایک کو پوشیدہ رکھا پس یہ اسماء جو ظاہر ہوئے وہ لفظِ اللہ سے ظاہر ہوئے اور ان تینوں ناموں کے تابع بنایا چار ارکان کو پس یہ بارہ (12) رکن ہو گئے۔ پھر ہر رکن سے تیس اسمِ فعلی خلق کیئے جو منسوب ہے اسماء کی طرف اور رحمٰن و رحیم، ملک و



Presented by Ziaraat.Com

قدوس، خالق و مصور، حیّ و قیوم، نہ اس کو اونگھ ہے نہ نیند، علیم و خبیر، سمیع و بصیر، حکیم و عزیز، جبار و متکبر، علی و عظیم، مقتدر و قادر، سلام و مومن، مہیمن، ہادی و ماشی، بدیع و رفیع، جلیل و کریم، رازق و محی و ممیت باعث و وارث ہیں یہ تمام اسماءِ حسنیٰ مل کر 360 ہوئے تو تین ناموں سے منسوب ہیں اور یہ تین ارکان و حجاب ہیں اسم واحد کے جو پوشیدہ ہے ان اسماء میں مراد ہے قولِ باری تعالیٰ سے۔ (حوالہ:- اصولِ کافی، جلد 1، کتاب توحید، باب 15، حدیث 1)

ہمیں یقین ہے کہ یہ حدیث پڑھ کر آپ کا دماغ حیران و پریشان ہو گیا ہو گا مگر ہمارا مقصد آپ کو پریشان کرنا ہرگز نہ تھا بلکہ معرفتِ اسم کروانا تھا اور یہ اشارہ کرنا تھا جنابِ سلمانؑ کے سوال کی طرف کہ ہو سکتا ہے کہ ایسے ہی کسی مقامِ اسم پر پہنچ کر جنابِ سلمانؑ نے ہتھیار ڈالے ہوں گے بس فرق اتنا ہے کہ انہوں نے مشاہدہ کر کے سوال کیا ہے نہ کہ کے انجانے میں۔

اسم اعظم:



Presented by Ziaraat.Com

اسم اعظم دراصل ایک اسم ہے جو تہتر (73) حروف پر مشتمل ہے جس کا تعلق ولایت سے ہے۔ اب جس کے پاس جتنے حروف ہوں گے اسکی ولایت اتنی ہی زیادہ ہو گی۔

جیسا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: "اللہ کا اسم اعظم 73 حروف پر مشتمل ہے اور آصف بن برخیاء کے پاس ان حروف میں سے ایک حرف تھا پس اس نے اس حرف کے ساتھ کلام کیا تو آصف اور تختِ بلقیس کے درمیان زمین دھنس گئی پھر اس نے تخت کو ہاتھوں سے پکڑ لیا پھر زمین اسی حالت میں آگئی جس طرح پہلے تھی یہ کام چشم زدن میں ہوا پھر فرمایا: ہمارے پاس اسم اعظم سے 72 حروف ہیں اور ایک حرف اللہ کے پاس ہے جیسے اللہ نے اپنے پاس علم غیب میں پوشیدہ رکھا ہے"۔ (حوالہ:- بصائر الدرجات، جلد 1، صفحہ 545)

آپ نے اگر غور کیا ہو تو آصف بن برخیا جو حضرت سلمانؑ کے وصی تھے انکے پاس صرف ایک حرف تھا اور اس ایک حرف سے انہوں نے تختِ بلقیس پیش کیا اور کیسے کہ انکے اور تخت بلقیس کے درمیان زمین دھنسی اور انہوں نے تخت کو ہاتھوں سے پکڑ لیا اور زمین واپس اپنی حالت میں



Presented by Ziaraat.Com

آگئی حیرت یہ نہیں ہے کہ یہ کیسے ہوا حیرت یہ ہے کہ یہ سب کچھ چشم زدن یعنی پلک جھپکنے سے پہلے ہوا۔ اسکا مطلب ہے کہ کھلی آنکھوں کے سامنے یہ سب کچھ ہو گیا۔ یہ تھی تہتر میں سے ایک حرف کی ولایت اب مولاؑ فرماتے ہیں کہ ہم محمدؐ و آل محمدؐ کے پاس 72 حروف ہیں تو عقلیں کیسے ان کی ولایت کا اندازہ لگا سکتی ہیں اور ایک حرف اللہ کے علم غیب میں پوشیدہ ہے جو اس نے کسی کو نہیں دیا یعنی اللہ کے پاس پورے تہتر حروف ہیں۔

یہ تو ذکر ہوا صرف ایک حرف کا اب دیکھتے ہیں کہ کس کس نبی کے پاس کتنے کتنے حروف تھے۔

"امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم کے پاس دو (2) حروف تھے، موسیٰ کے پاس چار حروف، ابراہیم کے پاس 6، آدم کے پاس 25 اور نوح کے پاس 8 حروف تھے۔ پس ان سب کو محمدؐ کیلئے جمع کر دیا گیا۔ بے شک اللہ کا نام تہتر (73) حروف پر مشتمل ہے جن میں سے ایک کو اس نے حجاب میں رکھا" (حوالہ:- بصائر الدرجات، جلد اول، صفحہ 543)



Presented by Ziaraat.Com

غور طلب بات یہ ہے کہ جناب عیسیٰؑ کے پاس صرف 2 حروف تھے جس سے وہ مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے، مادرزاد اندھوں کو بینائی دیا کرتے تھے، کوڑھ کے مریضوں کو شفاء یاب کر دیتے تھے اور ہمارے نبیؐ کے کیا ہی کہنے جن کو اللہ نے بہتر (72) حروف عطا کیئے تو پھر اللہ ہی بہتر جانے انکی ولایت کتنی ہو گی ایک اور مقام پر امام فرماتے ہیں۔

"ابو بصیر نے بیان کیا کہ مولا صادقؑ نے فرمایا: سلیمان کے پاس اللہ کا اسم اکبر تھا جس کے زریعے وہ جو سوال کرتے پورا ہو جاتا تھا جو دعا کرتے پوری ہو جاتی اگر آج وہ ہوتے تو ہمارے ہی محتاج ہوتے"۔ (حوالہ:- بصائر الد اجات، جلد 1، صفحہ 548)

جنکے در کے محتاج انبیاء ہوں ان محمدؐ و آلِ محمدؐ پر میری نسلیں قربان ہمارا ارادہ تو نہیں تھا مگر ایک روایت دل چاہا کہ اسی اسم اعظم کے متعلق سنا کر اپنے مدعا کی طرف بڑھتے ہیں۔

"عمر بن حنظلہ نے امام ابو جعفرؑ سے عرض کیا: میرا خیال ہے میرا آپ کے پاس ایک مقام ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: پھر میری آپؑ سے ایک حاجت ہے۔ آپؑ نے فرمایا: کیا حاجت ہے؟ میں نے عرض کیا:



Presented by Ziaraat.Com

مجھے اسم اعظم سکھا دیں۔ آپؑ نے فرمایا: تم اسکی طاقت رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ پھر آپؑ گھر میں داخل ہوئے تو میں بھی گھر میں داخل ہو گیا۔ پھر آپؑ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا تو گھر سیاہ تاریک ہو گیا میری بغلوں کا گوشت تک کانپنے لگا۔ آپؑ نے فرمایا: اب کیا کہتے ہو، کیا تجھے سکھاؤں؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ پھر آپؑ نے اپنا ہاتھ زمین سے اُٹھایا تو گھر اسی طرح ہو گیا جس طرح پہلے تھا" (حوالہ:- بصائر الدرجات، جلد 1، صفحہ 547)

اسم اعظم پر گفتگو تمام کرتے ہوئے ہم ایک ایسی حدیث پیش کر رہے ہیں جس سے آپ کے ایمان کو بے پناہ تقویت ملے گی۔

"ابو بصیر نے مولا صادقؑ سے روایت کیا کہ آپؑ سورہ بقرہ کی آیت "ال م" کی تفسیر میں فرمایا: "ال م" اللہ کا اسم اعظم ہے جو قرآن میں بیان کیا گیا ہے" (حوالہ:- تفسیر نور الثقلین، جلد 1، صفحہ 59)

ہمیں یقین ہے کہ آپ اسم اعظم کو تھوڑا بہت تو سمجھ چکے ہوں گے اور ہمیں اب یہ واضح کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اسم اعظم کا مقامِ ظہور کون ہے۔ اب ہم اپنے مدعا کی طرف آتے ہیں۔



Presented by Ziaraat.Com

یہ باب ہم نے ایک خاص وجہ سے قائم کیا ہے۔ اگر آپ کو یاد ہو تو "بداء" کے باب میں ہم نے "بداء" کیلئے ایک واقعہ ادھار کیا تھا اور ہم سمجھتے ہیں کہ جب آپ کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ اسمِ اعظم تہتر (73) حروف ہیں جن میں سے ایک اللہ نے پوشیدہ رکھا ہے تو یہ وقت بالکل درست ہے اس ادھار کے چکانے کا۔ اپنی بات شروع کرنے سے پہلے ہم ایک حدیث دوبارہ پیش کر رہے ہیں تاکہ بات سمجھنے میں آسانی ہو جائے

۔

"راوی نے امام جعفر صادقؑ سے سنا کہ اللہ کے دو علم ہیں ایک وہ علم جو مخزون و پوشیدہ ہے جس کا علم اس کے سوا کسی کو نہیں اسی علم سے بداء ہوتا ہے" (حوالہ:- التوحید، صفحہ 364)

اللہ کا وہ علم جو مخزون و پوشیدہ ہے جس کا علم اس کے سوا کسی کو نہیں اسی علم سے بداء ہوتا ہے۔ اور اسمِ اعظم کا وہ ایک حرف جو اللہ نے کسی کو نہیں دیا پوشیدہ رکھا ہے۔

اب ہم ثابت کرتے ہیں کہ بداء کون کرتا ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

شیعوں کے بچے بچے کی زبان پر وہ واقعہ ہے اور سب کے اذہان میں محفوظ ہے "جب ایک عیسائی راہب رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اُس وقت مولا حسینؑ آنحضرتؐ کے زانو پر تشریف فرما تھے۔ اس راہب نے آکر عرض کی اے مسلمانوں کے رسولؐ میرے گھر میں اولاد نہیں ہے آپؐ اللہ سے دعا کریں کہ میرے گھر اولاد ہو جائے اللہ آپ کی دعا ضرور قبول کرے گا۔ آنحضرتؐ تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر گویا ہوئے کہ میں نے لوح محفوظ کو دیکھا اللہ نے تیرے نصیب میں اولاد نہیں لکھی۔ یہ سن کر راہب مایوس ہو کر پلٹا ہی تھا کہ مولا حسینؑ نے آواز دی رک اے راہب جا میں نے تجھے ایک بیٹا دیا، میں نے تجھے دو بیٹے دیئے، میں نے تجھے تین بیٹے دیئے یہاں تک کہ جب سات بیٹے دیئے تو راہب نے کہا یا ابنِ رسولؐ اللہ بس میری حاجت پوری ہو گئی"

دو چار پسر مل گئے راہب نے کہا بس
حیدرؑ کا پسر کہتا رہا اور ابھی اور

اسے کہتے ہیں "بداء" کا ہونا یعنی فیصلہ ہو چکا تھا کہ نصیب میں اولاد نہیں ہے۔ اور امامؑ ہی اللہ کا علم ہے، امام ہی اللہ کی مشیت ہے، امام ہی اللہ کا



Presented by Ziaraat.Com

ارادہ ہے اور امام ہی وہ پوشیدہ علم ہے اللہ کا جس سے "بداء" واقع ہوتی ہے۔

مجھے پوری امید ہے آپ لوگوں کی فہم اور عقلوں سے کہ اب آپ کی سمجھ میں اسمِ اعظم بھی آگیا ہوگا اور بداء بھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

غیروں کے تو کیا ہی کہنے اپنوں کا بھی اللہ ہی حافظ ہے اور کچھ نام نہاد عالمِ دین نے تو ماشاء اللہ اس لفظ کے ترجمے میں کمال ہی کر دکھایا۔

امتِ مسلمہ نے اسکا ترجمہ کیا "شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے " اور جب ان سے پوچھا کہ حضور یہ "شروع کرتا ہوں" کس عربی لفظ کا اردو ترجمہ ہے تو یقین جانیئے اتنی چورنگیاں کاٹتے ہیں کہ پوچھنے والے کو چکر آجائیں۔

مگر کمال تو ان اپنے عارفین (اپنی دانست میں ) نے کیا جن کا مزاج کچھ یوں ہے کہ:

چاہیئے دنیا سے ہٹ کر سوچنا



Presented by Ziaraat.Com

انہوں نے کیا زبردست ترجمہ کیا کہ " مدد مانگتا ہوں اللہ کے نام سے " ان سے پوچھا کہ قبلہ یہ مدد مانگتا ہوں کس چیز کا ترجمہ ہے اور یہ اللہ کا نام کس عربی لفظ کا ترجمہ ہے تو کیا خوب بولے کہ " یہاں " " ب " استعانت کا ہے اور اصل میں یہ لفظ " باسم اللہ " ہے لیکن " الف " چھپا ہوا ہے۔ سبحان اللہ کیا کہنے ان عربی دانوں کے۔ ان سے کوئی پوچھے محترم یہ " الف " چھپا ہوا ہے آپ پر وحی آئی تھی یا الہام ہوا ہے۔ اور " الف " ایسی کونسی انمول شے ہے جسے اللہ کو چھپانا پڑ گیا۔

یہ نتیجہ ہوتا ہے قرآن اپنی مرضی سے سمجھنے کا یہ اپنے علم پر اتنے مغرور ہیں کہ امامؑ کی طرف رجوع کرنے میں اپنی توہین سمجھتے ہیں اور جو امامؑ سے دور ہو گا اللہ اسے دنیا اور آخرت میں رسوا کرے گا۔

اب ہم امامؑ سے پوچھتے ہیں کہ مولاؑ یہ " بسم اللہ الرحمٰن الرحیم " کا کیا مطلب ہے۔

جب ہم نے رخ اپنے امامؑ کی طرف کیا تو مشہورِ زمانہ دعا جو " دعائے مشلول " کے نام سے جانی جاتی ہے اور وظائف الابرار میں درج ہے مگر وہ دعا کچھ اس طرح شروع ہو رہی ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اللھم انی اسئلک باسمک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم "

ترجمہ: یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے اسم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے واسطے۔

یہاں سے ثابت ہوا کہ جیسے "اِلہٰ" ایک اسم ہے جس کا ترجمہ نہ ہو سکا ویسے ہی "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" بھی ایک جامع اسم ہے جس کا ترجمہ نہیں ہو سکتا۔

ایک اور حدیث ہمارے موقف کی دلیل کیلئے تفسیر نوا لثقلین سے پیش کر رہے ہیں۔

"امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جب رسولؐ اللہ شبِ معراج تکبیر اور افتتاح سے فارغ ہوئے تو اللہ نے فرمایا: اب تم میرے نام تک پہنچ چکے ہو لہذا میرا نام لو اس وقت رسولؐ اللہ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی "۔

(حوالہ:- تفسیر نورالثقلین، جلد 1، صفحہ 32)

دو احادیث معصومینؑ سے ہم نے ثابت کیا کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" اللہ کا اسم ہے تو کیا یہ ثابت کرنا ضروری ہے اس مقام پر کہ اسماء الحسنیٰ ہونے کا دعویٰ کس نے کیا؟



Presented by Ziaraat.Com

## صفت اور موصوف:

صفت اور موصوف پر ہم توحید کے باب میں گفتگو کر چکے ہیں اور یہاں ہم بات مظہر توحید پر کر رہے ہیں اس لیے ضروری تھا کہ آپ کو بتایا جائے موصوف کون ہوتا ہے۔

جیسا کہ ہم دعویٰ اور دلیل میں لکھ چکے ہیں کہ امامتِ ہی مقامِ دلیل ہے اللہ کے ہر دعوے کی یہاں ثابت کریں گے کہ امام ہر صفت کا موصوف بھی ہوتا ہے۔ لیکن ایک بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے اور اسے اپنے دل میں راسخ کر لیجئے کہ بے شک لباس بشریت میں ہی ہر صفت کا ظہور ہو رہا ہے کیونکہ یہ اسماء الٰہیہ ہیں مگر یہ ثابت اپنے معنٰی کا وجود کرنے آئے ہیں اور یہاں انکا عبادت کرنا بتاتا ہے کہ کوئی ہے جس کی وجہ سے یہ ہیں جس کی وجہ سے انکی معرفت واجب ہے اور انکی معرفت اسکی معرفت ہے اگر وہ نہ ہوتا تو یہ بھی نہ ہوتے وہ قائم بالذات ہے اور یہ قائم بالغیر ہیں۔ جیسا کہ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں: "بہ تحقیق اللہ نے اپنے نبیؐ کے بعد اپنے نفس کیلئے اپنی مخلوق میں سے کچھ ہستیوں کو مخصوص کر لیا ہے اور انہیں اپنے خاص علم سے بلند کیا انہیں مشیت کا ترجمان اور ارادے کی زبان



Presented by Ziaraat.Com

قرار دیا اور مخلوق پر اپنی حجت کو ان پر لازم قرار دیا اور ان کے ذریعے ان پر حجت قائم کی اور ان کے ذریعے اپنی دلیل دیکھائی"۔ (حوالہ:- نہج الاسرار، جلد 2، صفحہ 68)

اس حدیث میں مولاؑ نے بڑی وضاحت کے ساتھ تعارفِ امامت کروایا ہے۔ یعنی آئمہؑ وہ ہستیاں ہیں جنہیں اللہ نے اپنے نفس کے تعارف کیلئے مخصوص کر لیا ہے اور جیسا کہ ہم نے متواتر احادیث پیش کی ہیں اللہ کے اس خاص علم کیلئے جو اس نے سب سے پوشیدہ رکھا ہے اور یہاں مولاؑ نے بتا دیا کہ آئمہؑ کو اپنے خاص علم سے اللہ نے بلند کیا۔ یہی اللہ کی مشیت ہیں یعنی اگر کوئی دیکھنا چاہے کہ اللہ کیا چاہتا ہے تو وہ امامؑ کو دیکھے کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ اللہ کا ارادہ اسکا امر ہے اسی لیئے مولاؑ نے فرمایا کہ آئمہؑ اللہ کے ارادہ کی زبان ہیں یعنی جب کسی مردہ کو کو امر کریں کہ کھڑا ہو جا تو وہ کھڑا ہو گا کیونکہ یہ امرِ الٰہی ہیں اور اگر یہ کسی محفل میں کسی شخص کو کہیں کہ "اے کتے یہاں سے دفع ہو جا" تو اسکا کتا ہو جانا لازم ہے کیونکہ یہی کن سے خلق کرنے والے ہیں اور آخری جملہ کیا کمال کا جملہ ہے کہ آئمہؑ کے ذریعے اللہ نے اپنی دلیل دکھائی ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

اب ہم یہاں ایک حدیث پیش کر کے اپنے موضوع کو آگے بڑھاتے ہیں

-

"مولا علیؑ فرماتے ہیں: اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ کی معرفت نہ ہوتی اور اللہ نہ ہوتا تو ہماری معرفت نہ ہوتی"۔ (حوالہ:- مشارق الانوار الیقین، صفحہ 76)

اب ہم صفت اور موصوف کو ثابت کرنے کیلئے امیر المومنینؑ کی ایک حدیث جس میں وہ اپنا تعارف کروا رہے ہیں پیش کر رہے ہیں۔

"امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا: میں نے زمین کو بچھایا، پہاڑوں کو خلق کیا، چشموں کو جاری کیا اور نہروں کو شگافتہ کیا، درخت اگائے ان کے پھلوں کو کِھلایا، بادل خلق کیے، گرج سنائی، برق کو نور عطا کیا۔ آفتاب کو ضیاء بخشی اور چاند کو طلوع کیا، بارش کے قطروں کو نازل کیا اور ستاروں کو نصب کیا، میں ایک گہرا پر جوش سمندر ہوں، میں جنب اللہ ہوں، اس کا کلمہ اور اس کا قلب ہوں اور دروازہ ہوں جس سے لوگ آتے ہیں اور سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوتے ہیں، میں تمہاری خطاؤں کو معاف کرنے والا ہوں، میرے ذریعے اور میرے ہاتھوں پر قیامت قائم ہو گی، باطل



Presented by Ziaraat.Com

پرست میرے بارے میں شک کریں گے۔ میں اول ہوں، میں آخر ہوں، میں ظاہر ہوں، میں باطن ہوں اور ہر شے کا جاننے والا ہوں"۔

(حوالہ:- نہج الاسرار، جلد2، صفحہ 78)

خلق کرنا صفت ہے جس کا موصوف خالق ہوتا ہے۔ وہ دروازہ جس سے بنی اسرائیل کہ لوگ سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوتے تھے اسے "باب حطہ" کہتے ہیں۔

معاف کرنا صفت ہے جس کا موصوف "غفور" ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"مگر وہ جنہوں نے اس کے بعد توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کرے تو بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے" (سورہ آلِ عمران : 89)

اس اس حدیث کا آخری جملہ بھی سورہ بقرہ آیت 29 کے آخری جملے کی تفسیر ہے جہاں اللہ فرمارہا ہے "اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے" یعنی "وہ" علی العظیم ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

ہماری آپ سے گزارش ہے کہ اس پوری آیت کو ضرور پڑھیئے گا اور اب جو ہم حدیث پیش کرنے جارہے ہیں وہ حدیث اور یہ پوری آیت پڑھتے جایئے گا اور شرابِ طہور کا مزہ لیتے جایئے گا۔

"مولا علیؑ نے عمارِ یاسر سے فرمایا: اے عمار! کائنات اور اشیاء کی تکوین میرے اسم سے ہوئی میرے نام کے ساتھ تمام انبیاء کو مدعو کیا گیا۔ میں لوح و قلم ہوں، میں عرش و کرسی ہوں، میں ساتوں آسمانوں کا خلق کرنے والا ہوں۔ میں اللہ کے اسماء حسنٰی اور کلمات ہوں"۔ (حوالہ:- نہج الاسرار، جلد 1، صفحہ 447)

دل کہہ رہا کہ اسے پہلے ہی جملے کیلئے جو مولاؑ نے فرمایا ہے ایک حدیث آپ کو ہدیہ کرتا چلوں تاکہ جب آپ ولایت کے نشے میں اپنے مولاؑ کو اپنے روبرو محسوس کر سکیں تو مجھ حقیر و گنہگار کیلئے بھی دعا کر دیں۔

مولاؑ فرمارہے ہیں کہ کائنات اور اشیاء کی تکوین میرے اسم سے ہوئی۔

"امیر المومنینؑ نے ایک دعا پڑھی جس کا ایک جملہ یہ ہے کہ "میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس اسم کے واسطے جس سے تو نے خلق کیا"۔

(حوالہ:- مناقب اہلبیتؑ، جلد 4، صفحہ 497)



Presented by Ziaraat.Com

گویا مولاؑ اللہ (نفس / معنی) کو اپنا واسطہ دے رہے ہیں۔

ہم دو احادیث آپ کے ضیافتِ ایمان کیلئے پیش کر رہے ہیں جو کہ ہمارے موقف کی دلیل بھی ہیں۔

"رسولؐ اللہ نے فرمایا: اللہ نے اپنی قدرت کی مضبوطی سے تمام خلق شدہ اشیاء کو پیدا کیا وہ اپنے نور کی وجہ سے حجاب میں رہا اس نے مخلوق کی طرف رسولوں کو مبعوث فرمایا تاکہ اپنی مخلوق پر اس کی حجتِ بالغہ نافذ ہو جائے اور اس کے رسول ان پر گواہ ہو جائیں۔ اسکی صفات کا ادراک ممکن نہیں اس نے وہی کیا جو اس نے ارادہ کیا"۔ (حوالہ:- التوحید، صفحہ 37-36)

"امام محمد باقرؑ نے فرمایا: اے وہ جو ہر شے سے قبل موجود ہے پھر اس نے مخلوق کو خلق کیا پھر وہ باقی رہے گا اور ہر شے فنا ہو جائے گی"۔ (حوالہ:- التوحید، صفحہ 39)

اس موضوع کو مکمل کرنے کیلئے ہم ایک آخری حدیث پیش کر رہے ہیں جو کہ اگر ہم چاہتے تو ابتداء میں بھی پیش کر سکتے تھے مگر اب جب کہ ہم اپنے دلائل مکمل کر چکے ہیں تو آپ کو ایک الگ لطف آئے گا۔ یہ حدیث



Presented by Ziaraat.Com

پڑھ کر۔ کیونکہ اب آپ جان چکے ہیں کہ اللہ کی صفات کا مظہر اسکا اسم ہوتا ہے۔ جیسا کہ امامؑ نے فرمایا "ہم اللہ کی صفات کے مظہر ہیں" اسم کی معرفت رکھتے ہوئے معرفتِ امامؑ میں اضافے کیلئے حدیث پیشِ خدمت ہے۔

"خالد ربعی بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنینؑ اپنی کچھ ضروریات کیلئے مکہ گئے وہاں آپؑ نے ایک عربی کو دیکھا جس نے غلافِ کعبہ تھاما ہوا تھا اور وہ یہ کہہ رہا تھا "اے گھر کے مالک! یہ گھر تیرا ہی گھر ہے اور یہ مہمان تیرا ہی مہمان ہے ہر میزبان اپنے مہمان کو مہمانی دیتا ہے۔ آج رات مہمانی میں مجھے مغفرت عطا فرما۔ مولاؑ کو اس کے یہ کلمات پسند آئے اور آپؑ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کیا تم اس عربی کا کلام سن رہے ہو؟ انہوں نے کہا: جی۔ آپؑ نے فرمایا اللہ اس سے کہیں بلند ہے کہ وہ اپنے مہمان کو مہمانی نہ دے۔ دوسری رات ہوئی تو مولاؑ نے دیکھا کہ وہ عربی پردہء رکن کو تھامے ہوئے ہے اور وہ یہ کہہ رہا ہے اے صاحبِ عزت! تیری عزت وعظمت سے عزیز تر کوئی نہیں ہے اپنی عزت کے واسطے مجھے بھی عزت عطا فرما۔ اے وہ کہ کوئی نہیں جانتا کہ اس کی کیفیت کیا ہے میں نے



Presented by Ziaraat.Com

تیری طرف رخ کیا ہے اور محمدؐ و آلِ محمدؑ کے اس حق کا تجھے واسطہ دیتا ہوں جو تجھ پر ہے وہ چیز مجھے عطا کر جو تیرے علاوہ مجھے کوئی نہیں دے سکتا اور مجھ سے وہ چیز دور کر جسے تیرے علاوہ کوئی دور نہیں کر سکتا۔ مولاؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ اللہ کی قسم! یہ سریانی زبان میں اسمِ اعظم ہے جس کے متعلق مجھے میرے حبیب رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا اس نے جنت مانگی جو اسے مل گئی ہے اور اس نے دوزخ سے پناہ طلب کی ہے اور اسے دوزخ سے امان مل چکی ہے۔

تیسری رات آپؑ بیت اللہ تشریف لائے تو اس عربی کو دیکھا جس نے رکن کو تھاما ہوا تھا اور وہ یہ کہہ رہا تھا: اے وہ کہ کوئی مکان جس کا متحمل نہیں ہے اور مکان جس سے خالی نہیں ہے۔ اے وہ جو کہ کیفیات سے پاک ہے عربی کو چار ہزار درہم عطا فرما۔ مولاؑ آگے بڑھے اور فرمایا اے عربی! تو نے اللہ سے مہمانی طلب کی اس نے تجھے عطا کی۔ تو نے اس سے جنت طلب کی تجھے عطا کی اور تو نے اس سے دوزخ سے بچنے کا سوال کیا اس نے تیری درخواست قبول کی اور آج رات تو اللہ سے چار ہزار درہم مانگ رہا ہے۔ عربی نے کہا آپؑ کون ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: میں علیؑ ابنِ ابی



Presented by Ziaraat.Com

طالب ہوں عربی نے کہا اللہ کی قسم آپؑ ہی میرا مقصود ہیں اور آپؑ ہی میرے حاجت روا ہیں"۔ (حوالہ: سوال عوام کے جواب امام کے، جلد 2، صفحہ 353)

اس حدیث پر ہم کوئی تبصرہ نہیں کریں گے سوائے اسکے کہ امامؑ کے سامنے کوئی عمل کیا جائے یا کچھ کہا جائے اور امامؑ اس پر آپ کی اصلاح نہ کریں یا ٹوکے نہیں تو وہ الفاظ یا عمل تقریرِ معصومؑ میں آتا ہے۔ یعنی امامؑ اس عمل یا الفاظ سے راضی ہیں۔ یہ جان کر حدیث پڑھیئے اور لطف آئے گا۔

عابد و معبود:

امیر المومنین نے فرمایا ہے" انا لعابد و المعبود""میں عابد اور معبود ہوں" آپ یقین جانیئے اس ایک جملے سے میں نے لوگوں کی اکثریت کو گمراہ دیکھا ہے۔

ہم نے عبادت کے باب میں نہایت ہی مضبوط دلائل کے ساتھ آئمہؑ اطہار کی احادیث سے ثابت کیا تھا کہ عبادت اسم کی نہیں بلکہ اس اسم کے نفس (معنیٰ) کی ہوتی ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

اور "صفت اور موصوف" والا باب ہم نے اس موضوع کی تمہید میں بیان کیا تھا۔ معبودیت صفت ہے جسکا موصوف معبود ہے اور صفت ظاہر ہوتی ہے اسم سے وہی اس صفت کا موصوف ہوتا ہے۔ صفات جتنی بھی ہوں، اسماء جتنے بھی ہوں مگر ان تمام صفات کا موصوف ایک ہی ہوتا ہے جو دلالت اپنے نفس پر کرتا ہے۔

ہم نے احادیث معصومینؑ پیش کی تھیں کہ "کوئی بھی عمل بغیر معرفت بیکار ہے" اسی طرح کوئی بھی عبادت ایک عمل ہے تو وہ بھی بغیر معرفت ناقابلِ قبول ہے۔ جب تک آپ اسکی معرفت نہیں حاصل کریں گے جسکی عبادت کی جارہی ہے آپ کی عبادت قبول نہیں ہوگی۔

اب جس کی عبادت کی جاتی ہے وہ نہ قابلِ مشاہدہ ہے اور مخلوق کی عقول اور حسوں سے ماوراء ہے اور امامؑ فرماتے ہیں کہ

"امیر المومنینؑ نے فرمایا: عقل مراسمِ عبودیت کیلئے ہے نہ کہ اسرارِ ربوبیت کے اسرار کیلئے"۔ (حوالہ:- نہج الاسرار، جلد2، صفحہ 380)



Presented by Ziaraat.Com

اب عقل تقاضہ کرتی ہے معبود کی معرفت کا تو ضروری ہے کہ معبود کو مشاہدے میں لایا جائے۔ اس لیئے امامؑ جعفر صادقؑ نے فرمایا"عبد کو معبود کی معرفت ہونا چاہیے"(حوالہ:- تفسیر نوالثقلین جلد 1، صفحہ 88)

یہ اللہ کے عدل کے خلاف ہے کہ جو شے مخلوق کی عقل و گمان سے بالا ہو اسکے متعلق اسے حکم دے۔ لہذا اس نے اپنے اسم کو مخلوق کے درمیان لباسِ مخلوق میں اتارا تاکہ لوگوں کو معبود کی معرفت ہو جائے۔

دراصل مسئلہ یہ تھا کہ یہ فطرتِ انسانی ہے کہ انسان ہمیشہ اپنے ہی جیسی شے سے مانوس ہوتا ہے اور اسکا قرب حاصل کرتا ہے اس لیئے یہ ضروری تھا کہ جب اللہ نے اپنی معرفت کروانے کا ارادہ کیا تو اس نے اپنی حجتِ بالغہ اور اپنی صفات کے مظہر کو لباسِ بشریت میں ہی اتارنا ہوگا اور جب یہ ہستیاں لباسِ بشریت میں آئیں تو انسانوں نے انہیں اپنا جیسا سمجھنا شروع کیا انکے قریب ہونا شروع کیا کیونکہ وہ انسیت اس کی فطرت میں تھی، مگر جب اسی انسان نے ان ہستیوں سے ان صفات کا اظہار ہوتے ہوئے دیکھا جس کا دعویٰ اللہ نے تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں کیا تھا تو عقلِ انسانی ششدر و پریشان ہو گئیں کہ یہ کیسے ممکن ہے یہ تو ہماری



Presented by Ziaraat.Com

طرح ہے، ہماری طرح کھاتا ہے پیتا ہے چلتا پھرتا ہے خوش ہوتا ہے غمگین ہوتا ہے اس میں وہ تمام صفات کیسے ہو سکتی ہیں جو ہمارے خالق و معبود میں ہیں۔

اس سے ظاہری طور پر تین عقائد وجود میں آئے۔ ایک جنہوں نے انکا صریحاً انکار کر دیا اور انکار کی ایک وجہ وہی تھی جو الست میں تھی یعنی حسد اور بغض اور دوسری وجہ بنی طلبِ حکومت و اقتدار۔ دوسرا عقیدہ انکی محبت میں اپنی حد سے آگے نکل جانے والوں کا تھا جنہوں نے کہا جو کچھ ہے یہی ہے اور انہوں نے انکی عبدیت کا انکار کیا اور انہیں لباسِ بشریت میں ہی اللہ مان بیٹھے ایسے لوگوں سے معصومؑ نے بیزاری و براءت کا اظہار کیا جس پر ہم آنے والے باب میں گفتگو کریں گے۔ یہ دونوں عقیدے علیؑ کے بغض اور محبت کی وجہ سے وجود میں آئے اور دونوں کے ہی نصیب میں بربادی ہے جیسا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا

"رسولؐ اللہ نے فرمایا: یا علیؑ! تم عیسیٰ کی مثال ہو جس سے نصاریٰ نے محبت کی تو محبت میں کافر ہو گئے اور یہود نے ان سے بغض رکھا تو وہ ان



Presented by Ziaraat.Com

کے بغض کی وجہ سے کافر ہو گئے"۔(حوالہ:-عیون الاخبارِ الرضاؑ، جلد2، حدیث295، صفحہ146)

ابھی تک بیان کیئے گئے دونوں عقیدوں کی مذمت ہر جگہ موجود ہے اور آگے بھی ہم دلائل پیش کریں گے ایک اور حدیث ہم پیش کرنے جا رہے ان لوگوں کی اصلاح کیلیئے جو یہ سمجھتے آرہے تھے کہ علیؑ ہی کی عبادت ہوتی ہے۔

"جابر سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے سنا کہ جو اللہ کی معرفت رکھتا ہے اور اس کی عبادت کرتا ہے وہ ہم اہلبیتؑ میں سے اپنے امامؑ کو بھی پہچانتا ہے اور جو اللہ کی معرفت نہیں رکھتا اور ہم اہلبیتؑ کی معرفت رکھتا ہے تو غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور یہ کھلی گمراہی ہے"۔(حوالہ:- اصولِ کافی، جلد2، کتاب الحجت، باب7، حدیث4)

سجدے تیرے بچا گئے توحید یا علیؑ

دنیا یہی سمجھتی عبادت علیؑ کی ہے

اللہ غیب ہی غیب ہے اور غیب کبھی منزل شہود پر نہیں آسکتا اپنے کمال کی وجہ سے اسی لیئے منزلِ شہود پر اسکا اسم آیا جو ہر مقام پر یکتا و بے مثل



Presented by Ziaraat.Com

ہے کوئی شے اس کے مثل نہیں اسکو دیکھ کر ملائکہ نے عبادت کی اسکو دیکھ کر مخلوق نے کہا کہ ہاں کوئی اللہ ہے اگر یہ اسم نزول کر کے مخلوق کے درمیان نہ آتا تو اللہ کی عبادت محال تھی اور کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ ہوتا۔

ورنہ وہ غیب، غیب ہی رہتا میرے حضور
ہے غیب جو شہود وہ صورت علیؑ کی ہے

امام ہی اللہ کی ہر صفت کا مظہر ہے چاہے اس صفت کا اظہار ماضی میں ہوا ہو یا مستقبل میں ہو۔ جیسے اللہ کی ایک صفت ہے قہاریت جس کا موصوف قہار ہے۔ یہ ضد ہے رحمانیت کی اس صفت کا اظہار ابھی تک نہیں ہوا مگر ہوگا، جب ہمارے زمانے کا علیؑ پردۂ غیب سے ظہور کرے گا (انشاء اللہ) تو دشمنانِ ولایت علیؑ پر رحمانیت کو معطل کر کے قہاریت کو ظاہر کرے گا اور ہر دشمن و منکرِ علیؑ سے حقِ حیات چھین لے گا۔
لیکن جب تک یہ قہاریت ظاہر نہیں ہوتی کیا ہم آئمہؑ کو مظہر صفاتِ الٰہی نہ مانیں؟ بالکل ایسے ہی معبودیت کا اظہار بھی ہونا باقی ہے اور اسکے اظہار



Presented by Ziaraat.Com

کا تذکرہ ہم "ساق" والے باب میں کر چکے ہیں وہ حدیث ہم دوبارہ پیش کر رہے ہیں تا کہ صفتِ معبودیت کے اظہار کا پتہ چلے

"حسین بن سعید مولا رضاؑ سے اللہ کے قول "یومَ یکشف عن ساق" (جس دن پنڈلی سے حجاب ہٹایا جائے گا) کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: نور سے پردہ اٹھا دیا جائے گا تو مومنین سجدے میں گر پڑیں گے اور منافقین کی ریڑھ کی ہڈی ایک دوسرے میں گڑ جائیں گی۔ پھر وہ سجدہ نہ کر سکیں گے"۔ (حوالہ:-التوحید، حدیث 1، صفحہ 121)

"جب نور سے حجاب ہٹایا جائے گا تو لوگ سجدے میں گر پڑیں گے" سجدے میں وہی لوگ گریں گے جو اس تیسرے عقیدے والے ہوں گے جنہوں نے انکو لباسِ بشریت میں صفاتِ الہیہ کا اظہار کرتے دیکھا تو فوراً پہچان گئے کہ یہی اسم ہے جو نفس / معنیٰ کا تعارف کروانے آیا ہے یہ ہم جیسا ہو کر بھی ہم جیسا نہیں یہ مخلوق ہو کر بھی مخلوق نہیں یہی ہمارا مولاؑ ہے امامؑ ہے ہادیؑ ہے اسکی معرفت ہی اللہ کی معرفت ہے، اسکی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے، اسکی محبت ہی اللہ کی محبت ہے، یہی اللہ کی مشیت و ارادہ ہے، اسکی خوشنودی میں اللہ کی خوشنودی ہے اسکی ولایت ہی اللہ کی



Presented by Ziaraat.Com

ولایت ہے، اسکا غضب ہی اللہ کا غضب ہے، ہمیں اسکی ہی معرفت و اطاعت کیلئے خلق کیا گیا ہے اور ہم اسی کے ساتھ محشور ہوں گے۔

ہمیں پوری امید ہے کہ ہمارے ان قارئین کی اصلاح ضرور ہوئی ہو گی جو علیؑ کی عبادت کو دین سمجھ رہے تھے۔ عبادت انکی نہیں ہے یہ وسیلہ عبادت ہیں انکے وسیلے سے عبادت ہوتی ہے جیسا کہ امامؑ فرماتے ہیں کہ "جب تم نماز پڑھو تو ہمیں اپنے سامنے نصب کر لو" اور ایک اور جگہ فرمایا "زیارتِ جامعہ کبیر میں یہ جملے ہیں کہ آپؑ نماز کے اوقات میں ہمارے سامنے ہیں اور ہماری حفاظت آپ ہی کے سبب ہے"۔ (حوالہ:- مناقب اہلبیتؑ، جلد 1، صفحہ 66)

جو انکے وسیلے کے بغیر نماز پڑھتا ہے تو اللہ ایسے لوگوں کی نماز و عبادت کو انکے منہ پر مار دیتا ہے۔ یہی سب سے بڑا وسیلہ ہیں اور یہی حجابِ اکبر ہیں۔

کفر و شرک: عمومی طور پر کفر کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ "جس نے اللہ کو نہ مانا وہ کافر ہے" اور شرک کی عمومی تعریف یہ ہے کہ "جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنایا اس نے شرک کیا وہ مشرک ہے"۔



Presented by Ziaraat.Com

اگر ان دونوں اقسام کے لوگوں کی مراد اللہ یعنی نفس / معنی ہے تو بڑی معذرت ادھر تو نہ کفر ہو سکتا ہے نہ ہی شرک کیوں کہ اسکی معرفت تو ہو ہی نہیں سکتی بغیرِ اسم، تو یقیناً یہ کفر و شرک کا تعلق اسکے اسماء سے ہے تو جو اسمائے الٰہی کو نہ مانے وہ کافر ہے اس نے کفر کیا اور جس نے اسمائے الٰہی کے ساتھ کسی کو شریک کیا وہ مشرک ہے اس نے شرک کیا۔ اب یہی اسماء وسیلہ بھی ہیں تو گویا جس نے ان اسماء کے علاوہ کسی کو اللہ کا وسیلہ بنایا وہ بھی مشرک ہے۔

جب یہ اسم لباس بشریت میں آیا وسیلہ بن کر تو جس نے اسے نہ مانا وہ کافر ہو گیا اور جس نے اسکی ولایت، امامت، اطاعت میں کسی کو شریک کیا وہ مشرک ہو گیا یہ تو ہو گیا ہمارا موقف اور ہم جو بھی دعویٰ کریں کوئی بھی موقف بیاں کریں اور اسکی دلیل میں کوئی قولِ معصومؑ پیش نہ کریں تو وہ موقف اور دعویٰ دونوں بیکار ہو جائیں گے۔ اس کفر و شرک کے بارے میں جو گفتگو ہم نے کی ہے، اب ہم اس کے بارے میں احادیثِ معصومینؑ پیش کرنے جا رہے ہیں۔



Presented by Ziaraat.Com

"مولا صادقؑ نے فرمایا: ہم وہ ہیں جن پر اللہ نے اپنی اطاعت فرض کی ہے لوگوں کو بغیر ہماری معرفت کے چارہ نہیں اور ہم سے جاہل رہنا قبول نہ ہوگا جس نے ہمیں پہچانا وہ مومن ہے اور جس نے اقرار نہ کیا وہ کافر ہے اور جس نے ہمیں نہ پہچانا لیکن انکار نہ کیا وہ گمراہ ہے جب تک اس ہدایت کی طرف نہ لوٹے جس کو اللہ نے ہماری اطاعت واجبہ کی صورت میں فرض کیا ہے پس اگر وہ اسی گمراہی کی حالت میں مر گیا تو اللہ جو سزا چاہے گا اسے دے گا"۔ (حوالہ:- اصول کافی، جلد 2، کتاب الحجت، باب 8، حدیث 11)

اس حدیث میں امامؑ نے فیصلہ سنا دیا اور تمام قیاس آرائیوں کو مٹا دیا۔ جس نے بھی معرفتِ امامت نہ رکھی جو کہ اللہ نے ہر شخص پر فرض کی ہے اور یہ ایسا فرض ہے جس کی قضاء نہیں ہے اور جس کو بجا نہ لانے کیلیئے کوئی عذر نا قابلِ قبول ہے۔

جو ان سے جاہل رہا وہ بھی اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھے۔ جس نے انکو پہچان لیا یعنی انکی معرفت بقدرِ عقل کر لی وہ مومن ہے اور جس نے اقرار نہ کیا اور انکار کیا ان آئمہؑ میں سے کسی کا بھی وہ کافر ہے کیونکہ یہ آئمہؑ اسمائے



Presented by Ziaraat.Com

الہیٰ ہیں اس لیئے کسی ایک امامؑ کا بھی انکار گویا اللہ کا انکار ہے اور یہی کفر ہے۔

اور جو شخص انکی معرفت نہیں رکھتا لیکن انکار بھی نہیں کرتا وہ گمراہ ہے کیونکہ کفر انکار کرنے سے ہوگا اور اگر وہ شخص اسی گمراہی کی حالت میں مر گیا تو بچے گا وہ بھی نہیں کیونکہ اس نے اپنا مقصدِ خلقت پورا نہیں کیا۔

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ امامؑ کا انکار ہی کفر ہے۔ اب ہم ایک اور حدیث پیش کر رہے ہیں اپنے دلائل کی مضبوطی کیلیئے۔

"مولا امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جو کچھ مولا علیؑ نے فرمایا اسکو لے لو جس سے منع کیا اس سے باز رہو اور کسی چھوٹی یا بڑی بات کو انکی رد کرنا شرک باللہ ہے" (حوالہ:- اصولِ کافی، جلد 2، کتاب الحجت، باب 14، حدیث 1)

پچھلی حدیث میں امامؑ نے کفر کو واضح کیا تھا اور حدیث میں امامؑ نے بتا دیا کہ امام کی چھوٹی یا بڑی بات کو رد کرنا شرک باللہ ہے کیونکہ امامؑ ہی اللہ کی مشیت، اللہ کا ارادہ اور اللہ کا امر ہے اور اللہ کے امر کو رد کر کے کسی غیر معصومؑ کے حکم کو ترجیح دینا چاہے وہ حکم خود کا ہی کیوں نہ ہو اللہ کے ساتھ



Presented by Ziaraat.Com

خود کو یا کسی نجس غیر معصومؑ کو شریک کرنا ہے اسی لیئے امامؑ کے حکم کو رد کرنا اللہ کے ساتھ شرک ہے۔

ویسے تو یہ دو احادیث کافی ہیں شرک اور کفر کو سمجھنے کیلئے مگر کچھ کج بحثی کرنے والوں کیلئے اور احادیث معصومینؑ پیش کر رہے ہیں تاکہ کسی کے پاس کوئی عذر نہ رہے بات کو سمجھنے کیلئے۔

"امام محمد باقرؑ نے فرمایا: جس نے امیر المومنینؑ کے ساتھ کسی شے کو قائم کیا وہ مشرک ہے" (حوالہ:- اصولِ کافی، ایمان و کفر، باب 293، حدیث 20)

کیا اس حدیث کی وضاحت کی ضرورت ہے؟ لیکن ایک بات ضرور واضح کرتا چلوں جو شخص امیر المومنینؑ کی ولایت کو اپنی ولایت یا کسی اور غیر معصومؑ کی ولایت کے برابر جانے وہ اس حدیث کی زد میں ضرور ضرور آئے گا۔

"راوی کہتا ہے کہ امام ابو عبداللہؑ نے فرمایا: لوگوں کو ہماری معرفت کا حکم دیا گیا ہے اور ہماری طرف رجوع کرنے ہماری بات کو ماننے کا بھی پھر فرمایا اگر وہ لوگ روزہ رکھیں اور نماز پڑھیں اور لا الہ الا اللہ کی گواہی



Presented by Ziaraat.Com

دیں اور اپنے دلوں میں یہ ارادہ رکھیں کہ ہم سے رجوع نہ کریں گے تو اس سے مشرک بن جائیں گے "۔ (حوالہ:- اصول کافی، جلد 4، کتاب ایمان وکفر، باب 297، حدیث 5)

ہماری مجبوری ہے کہ ہم کھل کر بات نہیں کر سکتے لیکن اس حدیث میں مولاؑ نے کسی کو رعایت نہیں دی اب وہ لوگ جو نئے دور کے جدید مسائل میں گھرے ہوئے ہیں وہ ایک دفعہ یہ حدیث ضرور پڑھیں اور اپنے اور اپنی نسلوں پر رحم کریں۔

ایک حدیث ہم نے رسولؐ اللہ سے نقل کی تھی مگر مکمل نہ لکھی تھی جہاں تک وہ حدیث ہم نے پیش کی تھی اس سے آگے کے الفاظ ہم نے اس باب کیلئے محفوظ کر رکھے تھے جو اب آپ کو ہدیہ کر رہے ہیں۔

"رسولؐ اللہ نے جناب ابوذر سے فرمایا: اے ابوذر! جو کوئی بھی ہدایت یافتہ ہونا چاہتا ہے اسکے لیئے ولایت علیؑ سے آشنائی ضروری ہے، جس کے دل پر پردہ ڈالنا مقصود ہو اللہ اس کو علیؑ کی معرفت سے دور رکھتا ہے۔ اے ابوذر! علیؑ ہدایت کا پرچم ہے، تقویٰ کی دلیل، اللہ کی مضبوط رسی میرے اولیاء کا رہنما اور ان لوگوں کیلیئے روشنی کا مینار ہے، جو میری



Presented by Ziaraat.Com

اطاعت کرتے ہیں اور علیؑ ایسا کلمہ ہے جس کے ساتھ متقی لوگوں کے ہونے کو اللہ نے لازم قرار دیا ہے "اسکے دوست مومن ہیں اسکے دشمن کافر ہیں" جس کسی نے بھی اس کے ساتھ تعلق قطع کرلیا وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کی گمراہی کا سبب بنے گا" جس نے بھی اس کی ولایت کا انکار کیا وہ مشرک ہے"۔ (حوالہ:- القطرہ من بحار، جلد 1، صفحہ 186)

"ایک صحابی نے مولا صادقؑ سے پوچھا: کیا آپؑ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو اس بات کا اقرار نہیں کرتا کہ آپ کے پاس لیلۃ القدر میں کوئی چیز نازل ہوتی ہے جیسا کہ یہ مذکورہ ہے اور وہ شخص اس کا انکار بھی نہیں کرتا ۔ امامؑ نے فرمایا: اگر اس کے پاس ایسی دلیل پہنچ جائے جو ہمارا علم تسلیم کرنے پر اسے مجبور کرے اور پھر بھی وہ اقرار نہ کرے تو کافر ہے۔ اور جس کے پاس کوئی دلیل نہ پہنچی وہ کشمکش کا شکار ہے اور معذور ہے یہاں تک کہ وہ سن لے"۔ (حوالہ:- بصائر الدرجات، جلد 1، حدیث 15، صفحہ 580)



Presented by Ziaraat.Com

اس حدیث میں وضاحت کے ساتھ امامؑ نے بتا دیا کہ جو بھی ان آئمہؑ کو اولوالامر نہ مانتا ہو اور اسکے پاس ایسے دلائل آئیں جو اسے انکا علم تسلیم کرنے پر مجبور کرے اور وہ پھر بھی اقرار نہ کرے وہ کافر ہے۔

جو احادیث ہم نے پیش کیں ہیں اور جو مزید پیش کرنے جارہے ہیں انکو پڑھ کر اگر کوئی آپ کا سگا بھی اسکی زد میں آئے تو دل میں کبھی نہ رکھیئے گا کیونکہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ "دوست رکھو علیؑ کے دوست کو چاہے تمہارے باب اور بیٹے کا قاتل ہی کیوں نہ ہو اور دشمن رکھو ہر اس شخص کو جو علیؑ کا دشمن ہو چاہے تمہارا باپ اور بیٹا ہی کیوں نہ ہو"۔

اب ہم اس کو سمیٹتے ہوئے اور اسے اختتام تک پہنچانے کیلیۓ رسولؐ اللہ سے دو احادیث نقل کر رہے ہیں جس کے بعد کفر و شرک کو سمجھنے کیلیۓ کوئی مشکل درپیش نہیں ہوگی (انشاءاللہ)

"رسولؐ اللہ نے فرمایا: اللہ نے علیؑ کو معیارِ کسوٹی بنا کر پرچم کی طرح لوگوں کی درمیان نصب کر دیا ہے پس جو علیؑ کو امان جان کر مانتا ہے وہ مومن ہے جو ان کو نہ مانے وہ کافر ہے جو ان کو نظر انداز کرے وہ گمراہ



Presented by Ziaraat.Com

ہے جو کسی کو ان کے برابر جانے وہ مشرک ہے"۔ (حوالہ:- مشارق الانوار الیقین، صفحہ 55)

"رسولؐ اللہ نے حذیفہ سے کہا: اے حذیفہ علیؑ اللہ کی حجت ہے اور اس پر ایمان اللہ پر ایمان ہے۔ اس سے کفر اللہ سے کفر ہے اس سے شرک کرنے والا اللہ سے شرک کرنے والا ہے اس کی شان میں شک کرنے والا اللہ کی شان میں شک کرنے والا ہے اور اس کو چھوڑ کر ہٹ جانے والا اللہ سے ہٹ جانے والا ہے، اس کا منکر اللہ کا منکر ہے۔ دو افراد بغیر کسی گناہ کے اس کے بارے میں ہلاک ہوئے محبِ غال اور مبغضِ قال۔ آپؐ نے فرمایا! علیؑ کا دامن تھام لو علیؑ ہی صدیق اکبر ہے علیؑ ہی فاروقِ اعظم ہے۔ علیؑ کی محبت اللہ کی محبت ہے علیؑ سے بغض اللہ سے بغض ہے جو علیؑ سے الگ رہا اللہ نے اسے برباد کر دیا"۔ (مشارق الانوار الیقین، صفحہ 63)

پہلی حدیث میں رسولؐ اکرم نے فرمایا جو علیؑ کو امان جان کر مانے وہ مومن ہے۔ مومن کہتے ہیں امان پانے والے کو اور "مومن اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم بھی ہے" لیکن جب یہ مومن لفظ کا اطلاق اللہ کی طرف ہوتا ہے تو وہاں اسکا مطلب ہے امان دینے والا کیونکہ امام اسمائے



Presented by Ziaraat.Com

الٰہی ہوتا ہے اسی لیئے جو علیؑ کو امان دینے والا مانے وہ مومن اور جو یہ نہ مانے وہ کافر ہے اور جو علیؑ کے برابر کسی کو مانے وہ مشرک ہے اور جو علیؑ سے افضل کسی کو بھی مان رہا ہے وہ خود ہی سوچ لے کے کیا ہو گا۔

جو دوسری حدیث ہم نے بیان کی ہے اس میں بات بالکل واضح ہے اسے پڑھ کر اور غور و فکر کر کے اپنے ایمان کو جِلا بخشئے۔

**غلو و تقصیر:**

عالمِ تشیع میں ان دو الفاظ کا ایک شور برپا ہے لوگ ایک دوسرے کو غالی اور مقصر کے القابات سے نواز رہے ہیں۔ تو میں نے ضروری سمجھا کہ ان دونوں الفاظ پر کچھ بات کی جائے اور احادیثِ معصومینؑ کی روشنی میں دیکھیں کہ غالی کون ہے اور مقصر کون ہے۔

غلو کے لغوی معنی ہیں کسی کو حد سے بڑھانے کے جو کسی کو اسکی حد سے بڑھائے گا وہ غالی ہو گا چاہے اس میں اسکی خود کی ذات ہی کیوں نہ شامل ہو۔

اور تقصیر کہتے ہیں کسی کو اسکے مقام سے گرانے کو جس مقام کا وہ حقدار ہے اسکو وہ مقام نہ دینا تقصیر ہے اور یہ تقصیر کرنے والا مقصر ہوتا ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

اور کمال یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کو بجالانے کیلئے پہلی شرط ہی جہالت ہے ہم نے یہ الفاظ خالصتاً شیعہ مذہب کے دائرے میں رہتے ہوئے کہیں ہیں۔

کیونکہ جو امامؑ کی شان میں تقصیر کر رہا ہے وہ بھی جاہل ہے اور جو غلو کر رہا ہے وہ بھی جاہل، کیونکہ امامؑ کی شان میں تقصیر تو ہو سکتی ہے مگر غلو نہیں کیونکہ غلو کیلئے ضروری ہے کہ وہ جس کیلئے غلو کر رہا ہے اسکی تو کوئی حد ہی نہیں ہے کیونکہ وہ لا محدود کا مظہر ہے تو اسکا لا محدود ہونا لازمی ہے اب جو شعیوں میں غالی ہیں دراصل وہ اپنی حد سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں وہ حد جو آئمہؑ نے ان کے گرد قائم کر رکھی ہے جب کوئی اس حد کو پار کرتا ہے تو غالی کہلاتا ہے۔

اور شیعہ مذہب کے مقصر کے تو کیا ہی کہنے یقین جانیئے کوئی غیر جب آئمہؑ کی شان میں تقصیر کرتا تو اتنا دکھ نہیں ہوتا جتنا اپنے آپکو آلِ محمدؑ کا شیعہ کہنے والا منبر کی دو سیڑھیوں پر چڑھ کر آلِ محمدؑ کی شان میں تقصیر کرے اور نیچے بیٹھے ہوئے اپنے آپ کو ماتمی اور شعیانِ علیؑ کا دعویٰ کرنے



Presented by Ziaraat.Com

والے اس شخص کی بکواس پر کھڑے ہو کر نعرے لگائیں اور واہ واہ کا شور بلند کریں۔

میں نے بہت سوچا کہ شیعانِ علیؑ کیسے ممکن ہے کہ غالی بھی ہوں اور مقصر بھی جن کا وجود غیبتِ امامؑ میں ہی نہیں بلکہ تمام آئمہؑ کے ادوار میں ہے۔ تو بات سمجھ میں آئی کہ دراصل دونوں فریقین کو معرفتِ اسم ہی نہیں ہے اب جو انکو ایسا رب مانے جسکا کوئی رب نہ ہو جو انکو قابلِ عبادت جانے جو انکی عبدیت کا انکار کرے وہ غالی ہے کیونکہ اس نے اسم کو اور مقصدِ امامت کو ہی نہ سمجھا اور وہ مقاماتِ اسماء سے جاہل رہا اس لیئے اس حد کو عبور کر بیٹھا جو امامؑ نے اس کے گرد بنائی تھی اور آج کل کے دور میں غلو کرنے کی ایک وجہ اور بھی ہے جس کا تذکرہ پھر کبھی سہی لیکن ایک بات کا یقین رکھیئے کہ آئمہؑ نے ایسے غالیوں کی جن کو اوپر بیان کیا ہے مذمت کی ہے، ان سے براءت کی ہے اور ان سے لاتعلقی کا اظہار کیا جس کے لیئے ہم کچھ احادیث بیان کر رہے ہیں۔

"اسماعیل بن عبد العزیز سے روایت کیا کہ مجھ سے مولا صادقؑ نے فرمایا: اسماعیل! میرے لیے وضو گاہ میں پانی رکھو پس میں اٹھا اور آپؑ کیلئے پانی



Presented by Ziaraat.Com

رکھا۔ آپؑ وضوع کرنے کیلیئے اٹھے تو میں نے اپنے دل میں کہا میں آپؑ سے فلاں بات کروں گا۔ آپؑ وضو کرنے گئے اور زیادہ دیر نہ ٹھہرے کہ نکل آئے اور فرمایا: اے اسمائیل! تم عمارت کو اپنی طاقت سے اوپر نہ اٹھاؤ ورنہ عمارت منہدم ہو جائے گی۔ ہم کو مخلوق ہی رہنے دو باقی ہمارے متعلق جو کہتے ہو کہو۔ تم غلو نہیں کر سکتے"۔ (حوالہ:- بصائر الداجات، جلد 1، صفحہ 607)

"مولا عسکریؑ فرماتے ہیں: ہمیں مقامِ عبدیت سے بلند نہ جانو، اس کے بعد جو چاہو کہو تم ہماری حقیقت کی عظمت تک نہیں پہنچ سکتے"۔

"نصاریٰ کی طرح ہمارے بارے میں غلو نہ کرنا کیونکہ میں غالیوں سے بیزار ہوں"۔ (حوالہ:- مناقب اہلبیتؑ، جلد 1، صفحہ 68)

ہم چاہتے ہیں کہ اس کتاب سے لوگوں کو اصلاح ہو اس لیئے کسی کی مذمت کرنا ہمارا مقصود نہ تھا اور نہ ہی ہے۔ اس حدیث میں مولاؑ نے اپنے فضائل کی کوئی حد مقرر نہیں کی بلکہ ہماری حد معین کی ہے اور جب کوئی اس حد سے آگے بڑھ جائے گا تو غلو ضرور ضرور سرزد ہو گا ایک اور حدیث پیشِ خدمت ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

"خالد نے بیان کیا کہ ہم مولا صادقؑ کے پاس تھے اللہ کی قسم میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ یہ لوگ نہیں جانتے کہ یہ کس کے درمیان موجود ہیں میں آپؑ کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ پھر آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے شخص! ہمارا ایک رب ہے جس کی ہم بندگی کرتے ہیں اور یہ بات تین مرتبہ فرمائی"۔(حوالہ:-بصائرالدراجات، جلد 1، صفحہ 620)

ادھر بھی اگر آپ غور کریں تو سمجھ آئے گا کہ وہ شخص یقیناً امامؑ کو ایسا رب تسلیم کر رہا ہے جس کا کوئی رب نہیں۔

"خالد نے بیان کیا کہ میں مولا صادقؑ کے پاس گیا آپ کے پاس بہت سے لوگ جمع تھے میں نے اپنا سر اونچا کر لیا اور ایک کونے میں بیٹھ گیا پھر اپنے دل میں کہا تمہارے لیے افسوس ہو تمہیں کس نے غافل کر دیا (تمہیں نہیں معلوم کہ) تم کس سے کلام کر رہے ہو یہی تو رب العالمین ہے۔ مولاؑ نے مجھ سے فرمایا: اے خالد! تیرے لیئے ہلاکت ہو اللہ کی قسم !میں مخلوق ہوں میرا ایک رب ہے جس کی میں عبادت کرتا ہوں اللہ کی قسم !اگر میں اس کی عبادت نہ کروں تو وہ مجھے آگ سے عذاب دے گا۔



Presented by Ziaraat.Com

خالد کہتا ہے میں آپؑ کے متعلق کچھ نہیں کہوں گا مگر وہ جو خود آپؑ نے اپنے متعلق فرمایا ہے"۔ (حوالہ:-بصائر الدراجات، جلد 1، صفحہ 620)

بہت احادیث ہیں جن میں مولاؑ نے اپنے لیئے ایک رب تسلیم کرنے کا حکم دیا ہے ان میں سے کچھ ہم بیان کر چکے ہیں۔

اب جو حدیث ہم پیش کر رہے ہیں اس میں واضح ہے جس میں آپؑ نے غالی اور مقصر دونوں کو واضح کیا ہے۔

"مولا صادقؑ نے فرمایا: ہمیں ربوبیت سے پاک رکھو اور بشری باتوں سے بلند مانو یعنی وہ باتیں جو تمہارے اوپر لاگو ہوتی ہیں۔ کبھی کسی انسان کو پیمانہ بنا کر ہمیں نہ ناپو۔ کیونکہ ہم انسانی لباس میں اللہ کا راز ہیں اور اللہ کا بولتا ہوا کلمہ ہیں۔ یہ مان کر جو کہہ سکتے ہو کہو کیونکہ سمندر کی طرح عظمتِ الٰہیہ کا بھی کنارہ نہیں غیب کی اسرار پہچانے نہیں جاسکتے اور اللہ کے کلمات کی توصیف نہیں کی جاسکتی"۔ (حوالہ:-مشارق الانوار الیقین، صفحہ 76)



Presented by Ziaraat.Com

پہلی سطر میں ہی امامؑ نے غلو اور تقصیر بتادی یعنی ربوبیت سے پاک رکھو ایسا رب نہ مانوں جسکا کوئی رب نہ ہو اور بشری باتوں سے بلند مانو یعنی اپنے جیسا بشر نہ جانو کیونکہ یہ وسیلہ ہے خالق اور مخلوق کے درمیان۔

غلو کہ سلسلے میں آخری حدیث پیش کر کے ہم تقصیر کی طرف بڑھتے ہیں

۔

"مولا رضاؑ اپنے خاندان کے ایک شخص کی قبر کی طرف سے گزرے تو آپؑ اس قبر کے قریب بیٹھ گئے اور اپنا ہاتھ اس قبر پر رکھ کر کہا: اے میرے رب: تیری قدرت واختیار ظاہر ہو چکی ہے اور کوئی کمزوری تیری جانب سے ظاہر نہیں ہوئی کہ لوگ تجھ سے جاہل رہیں اور تیرے لیے اندازے مقرر کریں اور لوگوں نے غلط اندازوں سے تیری توصیف کی ہے۔ یااللہ میں ان لوگوں سے بیزار ہوں جنہوں نے تشبیہ کے ذریعے سے تیری جستجو کی ہے۔ جب کہ کوئی چیز تیری مثال نہیں رکھتی۔ یارب: یہ لوگ تجھے ہرگز نہ پاسکیں گے اور ان پر جو تیری نعمات ہیں وہی بظاہر تیرے لیئے ان کی رہنما ہیں، اگر تجھے پانے کیلئے انہیں تیری معرفت کی طلب ہوتی تو تیری مخلوق کیلئے کشادگی اور گنجائش موجود تھی بلکہ ان



Presented by Ziaraat.Com

لوگوں نے تجھے تیری مخلوق کے برابر ٹھہرایا اسی لیے وہ تیری معرفت حاصل نہ کرسکے اور یہ بعض آیات کو رب قرار دے کر تیری وصف بھی انہیں کے ساتھ کی۔

اے میرے رب! تو اس چیز سے بلند و برتر ہے جس کے ساتھ تشبیہ دینے والوں نے تیری وصف بیان کی ہے۔ (حوالہ:- عیونِ الاخبارِ الرضاؑ، جلد 1، حدیث 5، صفحہ 198)

عشقِ حیدر ہے وہ رستہ کہ جہاں پر انسان
ٹھیک سے بات نہ سمجھے تو نصیری ہو جائے

اور نصیریت کوئی قابلِ فخر مذہب نہیں ہے قابلِ فخر شیعہ ہونا ہے نہ کہ نصیری بن کر دین سے ہی خارج ہو جائیں "کفر و شرک" والے باب میں ہم نے احادیث پیش کی ہے جس میں غالی اور مقصر دونوں کا کافر کہا ہے۔

اب ہم اپنے ان مقصرین کی طرف بڑھتے ہیں جو انجانے میں تقصیر کر رہے ہیں اپنی معرفت کی کمی کی وجہ سے ان لوگوں سے نہ تو میں مخاطب ہوں اور نہ ہی ان سے میرا کوئی واسطہ جو امامؑ کی شان میں تقصیر جان بوجھ کر کر رہے ہیں وہ کافر بھی ہیں اور مشرک بھی۔



Presented by Ziaraat.Com

"خطبۂ غدیر میں رسولؐ اللہ نے فرمایا: اے لوگوں! اللہ کا نور مجھ میں ہے جو میرے بعد علیؑ اور انکی نسل میں قائمؑ تک جاری رہے گا جو اللہ کا حق اور ہمارا حق وصول کریں گے کیونکہ اللہ نے مقصرین، سرکشوں، مخالفوں، خیانت کاروں، گناہ گاروں اور پوری دنیا کے ظالموں پر حجت قرار دیا ہے"(حوالہ:- قواعد الشریعہ فی عقائدِ شیعہ صفحہ 22، بحوالہ احتجاجِ طبرسی، جلد 1، صفحہ 77)

اپنے آخری خطبہ میں رسولؐ اللہ نے جو فہرست بیان کی ہے اس میں پہلا نمبر ہی مقصرین کا ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ 24 پر امیر المومنین کا قول درج ہے جہاں آپؑ فرما رہے ہیں کہ "جو میرے بیان کردہ تشریح و توضیح شدہ فضائل و کمالات پر ایمان لائے وہ مومن، عارف، مستبصر ہے اور جو ان فضائل پر شک کرے، عناد کرے، توقف کرے، حیران ہو جائے اور شک کرنے لگے تو ایسا شخص مقصر ناصبی ہے"۔



Presented by Ziaraat.Com

میری ان شیعوں سے گزارش ہے کہ وہ کوتاہی جو کہ معرفتِ امامت کے سلسلے میں انہوں نے اپنی جہالت اور لاعلمی کی بنیاد پر کی ہے اس حدیث کو غور سے پڑھیں کہ مقصر کو مولاؑ نے ناصبی کہا ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ 25 پر مولا علی ابن الحسینؑ نے فرمایا: "یہ لوگ مقصرین ہیں تمہارے دوست نہیں" جابر نے عرض کیا " اے فرزندِ رسولؐ مقصر کون ہوتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: "جو لوگ آئمہؑ کی معرفت اور معرفتِ امر و روح جو کہ انکے متعلق فرض ہیں انکی معرفت میں کوتاہی کریں وہ مقصر ہیں"۔

اور اسی کتاب کے صفحہ 26 پر امام زین العابدین کا فرمان ہے کہ: "مقصر وہ ہے جو آئمہؑ کی معرفتِ احوال میں کوتاہی کرے اگرچہ وہ انکی امامت کا قائل ہی کیوں نہ ہو"۔

اس سے زیادہ واضح اور کیا بات ہوگی؟ ہم نے اس کتاب کے پہلے صفحے سے لے کر ابھی تک معرفتِ کو ہی بنیاد ثابت کیا ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ اقرارِ مجہول اور انکار مجہول دونوں ہی لاحاصل کام ہیں اور اس حدیث میں مولاؑ نے بھی واضح کر دیا کہ اگر معرفتِ امامؑ نہیں تو مقصر ہے



Presented by Ziaraat.Com

چاہے امامت کا قائل ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس کا بغیر معرفت قائل ہونا اقرارِ مجہول ہے جو اسے کوئی فائدہ نہ پہنچائے گا بلکہ مقصرین کی فہرست میں لاکر کھڑا کر دے گا کیونکہ جب وہ جانے گا ہی نہیں کہ امامؑ کیا ہوتا ہے اور اسکے سامنے فضائلِ امامؑ کی کوئی حدیث آتی ہے تو وہ نہ واقفیتِ امامت کے سبب صریحاً اس حدیث کا انکار کر بیٹھتا ہے اور مقصر ہو جاتا ہے۔

اب ہم مقصرین کو خواب غفلت سے جگانے کیلئے آخری حدیث پیش کر نے جارہے ہیں۔

"امام صادقِ آلِ محمدؑ نے فرمایا: مقصرین وہ ہیں جن کو اللہ نے ہمارے فضلِ علم کی طرف ہدایت کی مگر انہوں نے ہم میں شک کیا۔ ناصبی تم شیعوں کے دشمن ہیں اور مقصرین ہمارے دشمن "۔ (قواعد الشریعہ بحوالہ صحیفۃ الابراج جلد 2، صفحہ 365)

غلو اور تقصیر کے جال میں پھنسے ہوئے محبانِ علیؑ کا قصور یہ ہے کہ انہوں نے افواہ کو دین سمجھا وہ افواہ جو ممبر پر بیٹھے ہوئے خطیبوں نے ان تک پہنچائی ان لوگوں نے خود علم دین حاصل کرنے کیلئے اپنے لیئے کوئی بھی



Presented by Ziaraat.Com

ناقابلِ قبول عذر تلاش کیا اور اپنے عقیدے کی مہار اس شخص کے ہاتھوں میں دیدی جو یا تو غالی تھا یا مقصر۔

تقصیر اور غلو کی حقیقت یہ ہے کہ عوام دو انتہاؤں میں پھنس کر رہ گئی ہے ایک مُلاّ اور دوسرا فقیری درویش۔ ان دونوں کا مقصد ایک ہے مگر طریقہ واردات جدا جدا۔ دونوں ہی اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ جس اللہ کا تعارف آئمہؑ طاہرین نے کرایا ہے اس کو نہ تو پایا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس تک رسائی ممکن ہے وہ یہ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ مخلوق کا واسطہ اور رسائی صرف اور صرف اسم تک محدود ہے کیونکہ صفاتِ الہیٰ اسم سے ہی ظاہر ہوتی ہیں اور کسی کی بھی معرفت اسکی صفات سے حاصل ہوتی ہے۔

لیکن جاہ پرستی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی ہم نے تاریخ میں دیکھا ہے کہ کچھ لوگوں نے خدائی کا دعویٰ کرنے سے بھی گریز نہیں کیا لیکن ان دونوں ملاّ اور درویش نے ایک نیا طریقہ ایجاد کیا اور وہ تھا اسمائے الہی کی برابری کا دعویٰ، ملاّ کا طریقہ یہ تھا کہ ان ہستیوں کے مقام و مرتبے کو اتنا پست کر دے کے خود انکے برابر آجائے اسے تقصیر کہتے ہیں اور ملاّ سے جنہوں



Presented by Ziaraat.Com

نے سیکھا یا سنا انہوں نے اسی کو اپنا دین بنالیا اور جس کسی کو بھی دینِ حق پر پایا جو ان کے موقف سے بڑھا ہوا تھا اسے بے جھجک غالی کہہ دیا۔

درویشوں کا طریقہ واردات یہ تھا کہ ان ہستیوں کو مقامِ الہویت تک بلند کر کے خود انکے پہلو میں جا بیٹھیں اور ہر اس صفت کے دعوے دار بن جائیں جو ان ہستیوں سے وقوع پذیر ہوئی ہیں اسے غلو کہتے ہیں اور انکے پیروکاروں نے اپنے درویشوں سے سیکھ کر اور سن کر اسی کو اپنا مذہب بنالیا اور جس کسی کو بھی اپنے موقف سے پست پایا تو فوراً اس پر مقصر ہونے کی مہر ثبت کر دی۔

اس میں کمالِ ہنر یہ ہے کہ ملاؤں اور درویشوں نے توحید کی چابی یعنی اسمائے الٰہی کی اپنی مریدوں کو ہوا تک نہ لگنے دی۔

چھوٹی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

حق میں باطل کی مقدار جتنی کم ہوگی حق کی پہچان اتنی ہی مشکل ہو جائے گی آپ اس بات کا یقین رکھیئے کہ شیطان کا اغیار سے کوئی لینا دینا نہیں ان سے تو وہ فارغ ہو چکا ہے اب اسکا ہدف آپ ہیں اسی لیئے وہ آپ کے سامنے کبھی علیؑ دشمنی کا لبادہ اوڑھ کر نہیں آئے گا بلکہ علی کا محب بن کر



Presented by Ziaraat.Com

آپکے سامنے آئے گا اور جب آپ اس کی باتوں سے مانوس ہو جائیں گے تو وہ اپنا وہ وار کرے گا جس کے لیئے وہ آپ کے درمیان آیا۔

ایسے ہی دو شیطان صفت انسانوں کا تعارف اگر آپ سے نہ کرایا گیا تو یہ نہ تو ہمارے موضوع کے ساتھ انصاف ہو گا اور نہ ہی آپ کے ساتھ۔

ان دو شیاطین میں سے ایک نے قلم سنبھالا اور ایک نے منبر، جس نے قلم کا سہارا لیا اور من گھڑت احادیث سے نہ صرف شیعانِ علیؑ کو گمراہ کیا بلکہ لسان اللہ پر بھی بہتان تراشا اور دوسرا جس نے منبر کا سہارا لیا اور لوگوں کو غلط عربی کے ساتھ غلط احادیث بیان کر کے آئمہؑ طاہرین کی شان میں دھڑلے سے تقصیر کی اور لوگوں کے عقائد کی دھجیاں بکھیر دیں اور کمال یہ تھا کہ لوگ اپنے عقائد میں برباد ہو رہے تھے اور اس پر کھڑے ہو ہو کر اس شیطان صفت انسان کو داد بھی دے رہے تھے۔

ہماری یہ ادنیٰ سے کوشش اس لیئے ہے کہ ہم یہ بتا سکیں کہ عقلِ انسانی کی حد اللہ کے اسماء ہیں کیونکہ معنی / نفس ہمارے خیال، وہم و گمان اور اندازوں سے منزہ اور مبرہ ہے اس لیئے اسکو پانے کی ایک ہی صورت ہے کہ اسکے اسماء کا دامن تھام لیا جائے اور جو کوئی بھی ان اسماء یعنی امامؑ کے



Presented by Ziaraat.Com

برابر خود کو جانے یا کسی بھی اعلیٰ مقام شخصیت کو یا تو انکے برابر لے آئے یا ان سے افضل جانے پہچان لیجئے گا وہ شیطان ہے اور اسی کا پیرو کار ہے۔

یہ موضوع اختتام پذیر ہو چکا تھا مگر ہم نے چاہا کہ کیا ہی بہتر ہو کہ اسکا اختتام ایک ایسی حدیث پر کیا جائے جس سے غلو اور تقصیر کے نقصانات سامنے واضح ہو جائیں۔

"مولا علیؑ نے فرمایا: یہ امت 73 فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی جس میں سے 72 فرقے جہنم میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور یہی وہ فرقہ ہو گا جو محمدؐ کی وصی کی متابعت کرے گا۔ (پھر اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا) 73 فرقوں میں سے 13 فرقے میری محبت و مودت کا دعویٰ کریں گے ان میں سے ایک فرقہ ناجی ہو گا جو اوسط راستہ اختیار کیئے ہو گا اور 12 فرقے جہنم میں جائیں گے"۔ (حوالہ:- نہج الاسرار، جلد 2، صفحہ 300)

اس حدیث میں مولاؑ نے واضح کر دیا کہ ان تہتر (73) فرقوں میں سے تیرہ (13) فرقے میری محبت و مودت کا دعویٰ کریں گے مگر ان میں سے



Presented by Ziaraat.Com

12 فرقے جہنم میں جائیں اور جنت میں صرف وہ جائے گا جو نہ تو غالی ہو گا اور نہ ہی مقصر بلکہ وہ نقطۂ اعتدال پر ہو گا۔

## فضائلِ امام

ہم تیری مدح کے آداب کہاں جانتے ہیں
ہم تو گونگے ہیں اشاروں کی زباں جانتے ہیں

اللہ جمیل ہے اور جمال سے محبت کرتا ہے لہٰذا علیؑ وہ کمالِ حسن و جمال ہے جس کی وجہ سے اللہ جمیل کہلایا گیا اور کمال سے محبت فطری جذبہ ہے جس سے محبت کرنا ایک فطری عمل ہے کیونکہ اگر کوئی شخص مہِ کامل یا گلاب کے پھول سے محبت کرتا ہے تو اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں کیونکہ یہ فطرتِ انسانی ہے کہ وہ کمال سے محبت کرے، مگر جو شخص علیؑ سے محبت نہیں کرتا تو یہ اچنبھے کی بات ہے اور یقین رکھیئے کہ وہ شخص یقیناً لباسِ انسانی میں ایک نجس جانور ہے۔

مخلوق کیلئے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے خالق کے فضائل بیان کر سکے کیونکہ کلماتِ الٰہی لا محدود اور مخلوق کی عقل نہایت محدود اور سمندر



Presented by Ziaraat.Com

کوزوں میں نہیں سمایا کرتے۔ اسی لیئے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنا دامن اپنے مولاؑ کے سامنے پھیلائیں اور ان ہی سے انکی مدح سنیں۔

"مولا باقرؑ نے فرمایا ہم والیانِ اسرارِ الہیٰ ہیں ہم علومِ الہی کا خزانہ ہیں اور مرکزِ اسرار الہیہ ہیں۔ (اصولِ کافی، جلد 2، کتاب الحجت، باب 11، حدیث 1، صفحہ 49)

اس باب میں ہماری کوشش ہوگی کہ زیادہ سے زیادہ احادیثِ معصومینؑ پیش کی جائیں تاکہ ہمارے قارئین کی معرفت میں بھی اضافہ ہو اور آپ میں مطالعہ کا شوق بھی اجاگر ہو سکے کیونکہ بے پناہ احادیث ہم دانستہ چھوڑ رہے ہیں۔

"راوی کہتا ہے میں مولا صادقؑ سے علمِ امام کے متعلق سوال کیا کہ وہ کیونکر اطرافِ عالم کی خبر رکھتے ہیں درآنحالیکہ وہ اپنے گھر میں ہوتے ہیں اور حجاب دیکھنے سے مانع ہوتے ہیں۔ فرمایا: اے مفضل امام کے پاس روح القدس ہوتی ہے۔ روح القدس سوتی نہیں نہ غافل ہوتی ہے اور نہ مائلِ دنیا ہوتی نہ کارِ دین سے غافل ہوتی ہے"۔ (اصولِ کافی، جلد 2، کتاب الحجت، باب 54، حدیث 3، صفحہ 178)



Presented by Ziaraat.Com

اس حدیث میں مولاؑ نے واضح کیا کہ کیسے امامؑ ہر شے سے ہر لمحے واقف ہوتا ہے اور شے جس سے وہ مغرب سے مشرق اور زمین سے آسمانوں تک ہر چیز سے باخبر ہوتا ہے وہ "روح القدس" ہے جو نہ سوتی ہے نہ غافل ہوتی ہے تو جسے نیند نہ آئے جسے اونگھ نہ آئے اسے کیا کہتے ہیں یہ جاننے کیلئے آیت الکرسی کی ابتدائی آیات کا مطالعہ کر لیجئے گا۔

"ذرعہ امام صادقؑ سے عرض کرتا ہے کہ فرزندِ رسولؐ اللہ کی معرفت کے بعد کونسا عمل افضل ترین ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا معرفتِ اللہ کے بعد کوئی بھی عمل نماز کے ہم پلہ نہیں اول ذکر کے بعد کوئی بھی عمل زکوۃ کے ہم پلہ نہیں۔ ان اعمال کے بعد کوئی بھی عمل روزہ کے برابر نہیں۔ اس کے بعد سب عملوں سے حج افضل عمل ہے۔ مذکورہ سبھی اعمال کی ابتداء اور انتہا ہماری ہی معرفت ہے"۔ (مناقب اہلبیتؑ، جلد 1، صفحہ 8)

ہر عمل کی ابتداء اور انتہا امامؑ پر ہی ہوتی ہے اور جس کسی کی بھی عبادت کا مرکز و محور امامؑ نہیں اسکو چاہیے کہ وہ جسمانی ورزش کیلئے کوئی اور ذریعہ اپنا لے کیونکہ ان عبادات کو بجالانے سے وہ مسلسل عذاب کی طرف کھنچا جا رہا ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

"محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ میں نے مولا صادقؑ کو سنا کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ نے مخلوق کو اپنے نور اور رحمت سے خلق کیا تا کہ اسکی رحمت کو ظاہر کریں، وہ اللہ کی دیکھتی ہوئی آنکھیں، سنتے ہوئے کان اور لوگوں کے درمیان اسکی بولتی ہوئی زبان ہے، وہ اسکے امین ہیں اس پر جو اسکی طرف ان عذر، ڈر اور دلیل نازل ہوئی ہے۔ ان کی خاطر بندوں کے گناہ معاف کرتا ہے، ظلم کو دور کرتا ہے اور زندوں کو مارتا ہے اور انہی کے وسیلے سے اپنی مخلوق کا امتحان لیتا ہے اور اپنے امور کو جاری کرتا ہے۔ راوی نے کہا میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں وہ کون ہیں؟ آپؑ نے فرمایا" اوصیاء"۔

(حوالہ:- مناقب اہلبیتؑ، جلد 1، صفحہ 10)

امامؑ ہی کے حکم سے لوگوں کو موت دی جاتی ہے اور امامؑ ہی وہ ہستی ہے جو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور امامؑ ہی غفور و رحیم ہے اسی سے ہی صفاتِ الٰہیہ کا ظہور ہوتا ہے اور جس صفت کا اظہار آئمہؑ نے سب سے زیادہ کیا وہ ہے رحمانیت جس کی وجہ سے رسولؐ اللہ کے بعد سے آج تک دشمنانِ علیؑ و آئمہؑ ابھی تک زندہ ہیں اور رزق پا رہے ہیں۔



Presented by Ziaraat.Com

"امیر المومنینؑ نے فرمایا: کتاب کا علم اور اسکا بیان ہمارے پاس ہے اور جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ اسکی مخلوق میں سے کسی کے پاس نہیں ہے کیونکہ ہم سر الٰہی رکھنے والے ہیں"۔ (حوالہ:- مناقب اہلبیتؑ، جلد 1، صفحہ 15)

علامہ اقبال نے بھی کیا خوب کہا کہ

اے سر خطِ وجوب و امکاں

کیوں نہ کتاب کا علم انکے پاس ہو جو کہ خود ناطق قرآن ہے۔ یہ خود بھی اللہ کا راز اور جو کچھ انکے پاس ہے وہ بھی راز ہے۔

"مولا کاظمؑ نے فرمایا بے شک امام اللہ کا ارادہ ہے اور امام نہیں چاہتا مگر وہ جو اللہ چاہے"۔ (مناقب اہلبیتؑ، جلد 1، صفحہ 65)

امامؑ ہی اللہ کی مشیت ہے، اللہ کا ارادہ ہے اور امامؑ ہی اللہ کا امر ہے اور امامؑ ہی اللہ کی قدرت ہے۔

"مولا صادقؑ فرماتے ہیں کہ اگر ہمیں اجازت ہوتی کہ جو مقام ہمارا اللہ کے نزدیک ہے لوگوں کو بتا سکیں تو تم میں اسے تحمل اور قبول کرنے کی طاقت نہ ہوتی"۔ (حوالہ:- مناقب اہلبیتؑ، جلد 1، صفحہ 70)



Presented by Ziaraat.Com

میں اپنے مولاؑ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہتا ہوں کہ اے میرے مالک جو آپؑ نے اپنے بارے میں نہیں بتایا وہ تو ایک طرف یہاں تو جو آپؑ نے بتا دیا اور اس میں سے بھی جو ہم تک پہنچا ہے اسی سے نمک حرام نام نہاد شیعوں کے کلیجوں میں آگ لگی ہوئی ہے جس کو بجھایا نہیں جا سکتا۔

"مولا صادقؑ فرماتے ہیں کہ "اے کامل! ہمارے لیئے رب قرار دو جس کی طرف ہم رجوع کرتے ہیں اسکے بعد ہماری فضیلت میں جو چاہو کہو۔ ممکن نہیں کہ ہمارے حق کو ادا کرو اور ہمارے علوم و معارف میں میں سے تم تک صرف الف پہنچا ہے جس کا عطف (ملتا) نہ ہوا ہو۔ (حوالہ:- مناقب اہلبیتؑ، جلد 1، صفحہ 69)

اے میرے خالق و مالک جو فضائل آپ کے ہم تک پہنچے ہیں وہ صرف ایک حرفِ "الف" ہے وہ بھی جس کا عطف نہ ہوا ہو تو آپ ہی بہتر جانتے ہیں کہ وہ اکیلا تنہا ہے جس کی معرفت محال ہے۔

اب جو حدیث ہم پیش کرنے جا رہے ہیں اس پر تبصرہ کرنے کیلیئے میں اپنے آپ کو قاصر سمجھتا ہوں۔



Presented by Ziaraat.Com

"مولا رضاؑ نے فرمایا بعید ہے بعید ہے امامت کے متعلق عقلیں سر گرداں ہیں، فہم و شعور حیرت میں ہیں اور فکریں پریشان ہیں آنکھیں کمزور ہیں بڑے بڑے جھوٹے نظر آتے ہیں، حکماء پریشان اور خطباء گونگے ہیں صاحبان علم جہالت چلاک اور ہوشیار عاجز ہو جاتے ہیں، شعراء اور فصیح و بلیغ کمزور ہیں، کسی کی طاقت نہیں کہ مقامِ امامت کی شان بیان کر سکے۔ سب کے سب اپنی کمزوری اور ناتوانی کا اعتراف کرتے ہیں کہ کس طرح امامت کے اوصاف بیان کیئے جاسکتے ہیں یا اس کی حقیقت کی پہچان کی جا سکتی ہے یا اسکے امور میں سے کوئی امر سمجھ آسکے یا کوئی ایسا ہو جو مقامِ امامت پر بیٹھ کر لوگوں کی ضروریات کو پورا کر سکے"۔ (حوالہ:- مناقب اہلبیتؑ، جلد 1، صفحہ 70)

ہمیں پورا یقین ہے کہ یہ حدیث پڑھنے کے بعد آپ مجھ سے اتفاق کریں گے لیکن اس حدیث کے آخری الفاظ کی وضاحت کیلیئے ہم امامؑ کی ہی ایک حدیث پیش کر رہے ہیں۔



Presented by Ziaraat.Com

"راوی کہتا ہے میں نے مولا تقیؑ سے پوچھا میں آپؑ پر فدا ہوں صمد کے کیا معنی ہیں۔ مولاؑ نے فرمایا وہ جس طرف کم و زیادہ میں لوگوں کی رجوع اور حاجات ہو۔"۔(حوالہ:-التوحید صفحہ 194)

عقل مندوں کیلئے اشارہ کافی ہے۔ امامؑ اللہ کا علم ہوتا ہے جس کے لیئے امامؑ فرماتے ہیں۔

"مولا صادقؑ نے اپنے صحابی حمران سے فرمایا: اے حمران دنیا آسمان اور زمین میں امام کے نزدیک اس ہتھیلی کی مانند ہیں (آپؑ نے اشارہ اپنے ہاتھ کی طرف فرمایا) ان کے ظاہر اور باطن ان کے خارج اور داخل انکے خشک و تر سب امام جانتا ہے"۔ (حوالہ:- مناقب اہلبیتؑ، جلد 1 صفحہ 71)

ایک حدیث ہم نے گزشتہ ابواب میں پیش کی گئی تھی جو کہ رسولؐ اللہ نے جنابِ ابوذر سے بیان فرمائی تھی۔ اس پر ہم نے یہ کہا تھا کہ یہ کلام نویں درجے کے مومن سے ہوا ہے اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ دسویں درجے والے سے کیا بیان کرتے ہوں گے کیوں کہ معصومؑ لوگوں کی عقول کے



Presented by Ziaraat.Com

مطابق کلام کرتے ہیں۔ اب وہ دسویں درجے والا کیا کہہ رہا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

"مولا صادقؑ اپنے آباؤ اجداد سے روایت فرماتے ہیں کہ سلمان فارسی نے رسولؐ اللہ کی وفات کے تین روز بعد ایک خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگوں! میری باتوں کی طرف توجہ کرنا اور غور و فکر کرنا مجھے بہت سا علم عطا کیا گیا ہے۔ اگر وہ سب کچھ جو امیر المومنینؑ کے فضائل کے متعلق میں جانتا ہوں آپ کو بتا دوں تو تم میں سے ایک گروہ مجھے دیوانہ سمجھنے لگے گا اور دوسرا گروہ کہے گا کہ خدایا سلمان کو قتل کرنے والے کو بخش دے"۔ (حوالہ:- مناقب اہلبیتؑ، جلد 1، صفحہ 71)

یہ انداز صرف اور صرف سلمانؓ جیسے مومنِ کامل اور عارف و مستبصر کا ہی ہو سکتا ہے۔

"رسولؐ اللہ نے فرمایا: آلِ محمدؐ کے ساتھ ایک دن کی محبت ایک سال کی عبادت سے افضل ہے۔ جو کوئی بھی آلِ محمدؐ کی محبت کے ساتھ اس دنیا سے جائے گا تو وہ جنت میں داخل ہو گا"۔ (مناقبِ اہلبیتؑ، جلد 1، صفحہ 89)



Presented by Ziaraat.Com

غالبؔ نے بھی کیا صحیح ترجمانی کی ہے اہلِ جنت کی۔

جہاں تیرا نقشِ قدم دیکھتے ہیں

خیاباں، خیاباں ارم دیکھتے ہیں

ہم نے معرفتِ امامتؑ کے باب میں امیر المومنینؑ کی معرفتِ نورانیہ کی ایک طویل حدیث پیش کی تھی اور یہاں ہم فضائل امامؑ میں ایک اور حدیث امیر المومنینؑ سے نقل کر رہے ہیں۔

"سلمانؓ فارسی امیر المومنینؑ کے پاس آئے اور آپؑ کی معرفت اور شناسائی کے متعلق آپؑ سے سوال کیا۔ آپؑ نے فرمایا اے سلمان! میں وہ ہوں جس نے تمام امتوں کو اپنی اطاعت کی طرف دعوت دی جنہوں نے نافرمانی کی انکو آگ میں ڈال دیا اور میں ان پر آگ کا داروغا ہوں۔ اے سلمان جو کوئی بھی مجھے اس طرح پہچاننے کا حق ہے اس طرح پہچانے تو وہ شخص ملاء اعلیٰ میں میرے ساتھ ہو گا۔ میں حجتِ بالغہ ہوں میں اپنے رب کا باقی رہنے والا کلمہ ہوں"۔ (حوالہ:- مناقب اہلبیتؑ، جلد 1، صفحہ 210)



Presented by Ziaraat.Com

یہ حدیث اور معرفتِ نورانیہ دونوں کو پڑھنے کے بعد کسی کے دل میں تنگی محسوس ہو تو یہ حدیث جواب ہم پیش کرنے جا رہے ہیں یہ ان مقصرین کیلئے ہے۔

"جناب سلمانؑ سے مروی ہے کہ امیر المومنینؑ نے مجھ سے فرمایا: اے سلمان ہلاکت و بربادی ہے اس شخص کیلئے جو ہماری حقیقی معرفت نہ رکھتا ہو اور ہماری فضیلت کا انکار کرتا ہو۔ اے سلمان! جو کوئی بھی ہمارے امور اور ہمارے علوم میں شک کرے وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے ہماری معرفت اور ہمارے حق پر ہونے کے ساتھ مذاق کیا"۔ (حوالہ:- مناقب اہلبیتؑ، جلد 1، صفحہ 209)

معرفتِ اسم و امامت کیلئے اب ہم ایک حدیث پیش کرنے جا رہے ہیں۔ جس سے آپ کے ایمان کو تقویت اور آپ کی معرفت میں اضافہ ہو گا۔

"امیر المومنینؑ نے فرمایا میں وہ ہوں جس نے درخت میں سے موسیٰؑ سے کلام کیا میں وہ نور ہوں جسے موسیٰ نے دیکھا اللہ کی مجھ سے بڑی کوئی نشانی نہیں اور نہ ہی مجھ سے بڑھ کر کوئی خبر ہے"۔ (مناقب اہلبیتؑ، جلد 1، صفحہ 248)



Presented by Ziaraat.Com

اس حدیث میں جہاں جہاں امیر المومنینؑ نے لفظِ "میں" استعمال کیا ہے یہاں کچھ لوگوں کہ ذہن میں آیا ہو گا کہ جس نے موسیٰؑ سے کلام کیا اور موسیٰؑ نے جسکا نور دیکھا وہ علیؑ ابنِ ابی طالب ہے۔ یہاں ہم اپنے ان قارئین کی اصلاح کرتے چلیں کہ یہ مقاماتِ اسم ہیں۔ میرے مولاؑ لباس بشریت میں جو کعبہ میں ظاہر ہوئے ہیں یہ مقام اسم ہے علیؑ ابن ابی طالبؑ، مگر جو اس حدیث میں مقام کا مولاؑ ذکر کر رہے ہیں وہاں وہ اسم کسی اور روپ میں ہے وہاں وہ نہ تو کسی کا باپ ہے نہ ہی کسی کا بیٹا۔ یہ اصلاح بہت ضروری تھی اس مقام پر کیونکہ معرفتِ اسم ہی آپ کا مقصد ہونا چاہیے۔

<u>"مولا صادقؑ سے پوچھا گیا: "حَیِّ عَلٰی خَیرِ العَمَل "کے کیا معنی ہیں تو آپؑ نے فرمایا" خیر العمل الولایۃ" خیر العمل سے مراد ہماری ولایت ہے "۔</u>

(حوالہ:۔ مناقب اہلبیتؑ، جلد 1، صفحہ 287)

دن میں پانچ اوقات موذن با آوازِ بلند جس چیز کی طرف بلا رہا ہے وہ تو ولایتِ علیؑ ہے اور نماز شروع ہونے سے پہلے اقامت کے اختتام پر جب "قد قامت الصلوٰۃ" کہا جاتا ہے اور مولاؑ فرماتے ہیں کہ "میری ولایت کو



Presented by Ziaraat.Com

قائم کرنا ہی صلوٰۃ کو قائم کرنا ہے "تو خدا جانے کس دل سے لوگ کہتے ہیں کہ تشہد میں علیؑ کی ولایت کی گواہی واجب نہیں۔ یہ دین کے ساتھ ایک اچھا مذاق بنائے رکھا ہے کہ آپ کو گھر سے بلایا ہی ولایت کیلئے جا رہا ہے مگر جب اس گواہی کو اللہ کے سامنے دینے کا وقت آیا تو مُلا کے دل میں ٹیس اُٹھ جاتی ہے۔

بہر حال ہم ان نمک حراموں سے مخاطب ہی نہیں ہیں اس شہادت ثالثہ پر زیادہ گفتگو کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ ہمارے مخاطب صاحبانِ عقل ہیں۔

لیکن ایک حدیث اعلیٰ ظرفوں کیلئے پیش کر کے ہم اپنے موضوع سے متصل ہو جائیں گے۔

"مولا علیؑ ابن الحسینؑ سے ایک شخص ابو حازم نے پوچھا: نماز جس چیز کے ساتھ کمال حاصل کرتی ہے وہ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے سے، اس نے پوچھا نماز کی قبولیت کا سبب کیا چیز ہے۔ آپؑ نے فرمایا: ہماری ولایت اور ہمارے دشمنوں سے بیزاری و براءت قبولیت کا سبب ہے"۔ (حوالہ:- مناقب اہلبیتؑ، جلد 2، صفحہ 14)



Presented by Ziaraat.Com

فضائلِ امامؑ کو جاری رکھتے ہوئے ہم امیر المومنینؑ کی ایک حدیث پیش کر رہے ہیں۔

"مولا علیؑ نے فرمایا: جس نے مجھے اور میرے حق کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا"۔ (حوالہ:- التوحید، حدیث 2، صفحہ 132)

امامؑ کی معرفت ہی اللہ کی معرفت ہے اور جیسا کہ ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ انکا غضب اللہ کا غضب ہے اور انکی خوشی اللہ کی خوشی ہے۔ جیسا کہ مولاؑ فرماتے ہیں کہ

"مولا صادقؑ نے آیت "پس جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا" (الزخرف: 55) کے متعلق فرمایا: اللہ ہماری طرح غصہ نہیں کرتا مگر اس نے اپنے اولیاء کو خلق کیا ہے جو غصہ ہوتے ہیں اور راضی ہوتے ہیں اور وہ مخلوق کی رہنمائی کیلئے ہیں پھر انکی رضا اور انکی ناراضگی کا اپنی ناراضگی قرار دیا"۔ (التوحید، حدیث 2، صفحہ 135)

ایک اور مقام پر امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ "میں اللہ کا علم ہوں، میں اللہ کا زیادہ یاد کرنے والا قلب ہوں اور اللہ کی بولنے والی زبان ہوں، اللہ



Presented by Ziaraat.Com

کی آنکھ، اللہ کا پہلو (جنب اللہ) اور اللہ کا ہاتھ ہوں" (حوالہ:- التوحید، حدیث 1، صفحہ 131)

میری کچھ خوش عقیدہ لوگوں سے جب بات ہوئی اور میں نے ان سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انکا جواب یہ تھا کہ "مولا کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ، مولاؑ کی زبان اللہ کی زبان اور مولاؑ کی آنکھ اللہ کی آنکھ ہے"

تو میں نے مناسب سمجھا کہ یہاں اس بات کی وضاحت کرتا چلوں کہ اگر آپ ایسی تمام احادیث پر غور کریں جیسا کہ اس حدیث میں "مولا باقرؑ نے فرمایا ہم وہ "مثانی" ہیں جنہیں اللہ نے ہمارے نبیؐ کو عطا کیا اور ہم ہی وجہہ اللہ ہیں جو تمہارے درمیان رخ بدل بدل کر آتے ہیں۔ جس نے ہمیں پہچان لیا پہچان لیا اور جو ہم سے نہ واقف رہا تو اسکے لیئے یقیناً ہلاکت ہے"۔ (حوالہ:- التوحید، حدیث 6، صفحہ 118)

تو آپ نے ان دونوں احادیث پر غور کیا ہو تو مولاؑ نے یہ نہیں فرمایا کہ میر ا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے، یا ہمارا چہرہ اللہ کا چہرہ ہے بلکہ مولاؑ نے فرمایا ہم اللہ کا چہرہ ہیں، میں اللہ کا ہاتھ ہوں، میں اللہ کا پہلو ہوں۔ اسکا مطلب ہے کہ امامؑ سر تا پا اللہ کا ہاتھ، قلب، آنکھ، چہرہ، جنب، زبان ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

ہمیں امید ہے کہ ہمارے ان قارئین کی بھی اصلاح ہو گئی ہو گی جو اب تک یہ نہیں سمجھ رہے ہوں گے۔

"رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ "علی ابنِ ابی طالب کی ولایت میرا قلعہ ہے اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہو گیا"۔ (حوالہ:- عیون الاخبار الرضاؑ، جلد 2)

اب جو بھی اللہ کے عذاب سے بچنا چاہتا ہے وہ علیؑ کی ولایت کے قلعے میں داخل ہو جائے ورنہ توبہ کا دروازہ بند ہونے میں زیادہ وقت نہیں ہے۔

اپنے ہوں یا پرائے انکی ہر عبادت بجالانے کی وجہ "قربتہ الی اللہ" ہے ہم پہلے بھی اس پر بات کر چکے ہیں مگر ایک حدیث یہاں اس موضوع کے حوالے سے پیش کرنا ضروری ہے۔

"مولا صادقؑ نے فرمایا ہم جنب اللہ (اللہ کا پہلو) ہیں جو ہم سے ملا اسے اللہ مل گیا"۔ (حوالہ:- بصائر الدرجات، جلد 1، حدیث 5، صفحہ 182)

ایک اور مقام پر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"مولا صادقؑ فرماتے ہیں کہ ہمارے ذریعہ سے ہی اللہ کی عبادت ہوتی ہے ہمارے ذریعہ سے ہی اللہ کی معرفت ہوتی ہے اور ہمارے ذریعہ سے ہی



Presented by Ziaraat.Com

اللہ واحد گردانا جاتا ہے اور محمدؐ اللہ کا حجاب ہیں "۔ (حوالہ:- بصائر الدرجات، جلد 1، حدیث 16، صفحہ 188)

یقین جانیئے بیان کرنے کو بہت کچھ ہے مگر اس ڈر سے کہ کتاب طویل نہ ہو جائے ہمیں اپنا قلم روکنا پڑتا ہے مگر ہماری انتہائی کوشش ہے کہ اس باب میں جتنا ممکن ہو ہم آئمہؑ کی شان بیان کر سکیں اسی لیئے متواتر احادیث پیش کیئے جارہے ہیں۔

"مولا صادقؑ نے آیتِ قرانی "پس تم اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرو" (اعراف:69) کی تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو اللہ کی نعمتیں کیا ہیں؟ میں (ابو یوسف) نے کہا نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: "مخلوق پر اللہ کی سب سے عظیم نعمت ہماری ولایت ہے "۔ (حوالہ:- بصائر الدرجات، جلد 1، حدیث 5، صفحہ 231)

اس عظیم نعمت کو جاننے کے بعد آپ لوگوں کے اذہان میں سورہ رحمٰن ضرور آنی چاہیئے جہاں ارشادِ باری تعالٰی ہے کہ "اور تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاوَ گے "۔

اب جو اس عظیم نعمت پر ایمان نہ لائے اسکے بارے میں بھی سنتے چلیے۔



Presented by Ziaraat.Com

"مولا صادقؑ نے فرمایا: جو آئمہؑ کے اوصاف پر ایمان لائے بغیر مر گیا تو اللہ نہ اسکی نیکی قبول کرے گا اور نہ ہی برائی سے در گزر کرے گا"۔

(حوالہ:- بصائر الدرجات، جلد 1، حدیث 3، صفحہ 228)

ایک مقام پر امام جعفر ابنِ محمدؑ نے فرمایا کہ: "ہم کسی شے کی محتاج نہیں بلکہ لوگ ہمارے محتاج ہیں" (بصائر الداجات، جلد 1، صفحہ 409) ہمیں امید ہے ہمارے قارئین کی سمجھ میں "صمد" کے معنی آ گئے ہوں گے۔

اب جو حدیث ہم لکھنے جا رہے ہیں فضائل امامؑ کے توسط سے مقاماتِ اسم کی معرفت حاصل کرتے جایئے گا۔

" جابر جعفی نے امیر المومنینؑ کے ایک صحابی سے روایت کی ہے کہ ایک دن جنابِ سلمانؓ، امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: مولا ! آپؑ خود اپنی حقیقت بیان فرمائیں۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا: سلمان میں وہ ہوں کہ تمام امتوں کو میری اطاعت کی طرف دعوت دی گئی تھی لیکن انہوں نے انکار کیا تو انہیں آتشِ عذاب کا سامنا کرنا پڑا میں انکا نگہبان ہوں۔ سلمان یاد رکھو میں جو کچھ کہہ رہا ہوں ایک حقیقت ہے جو بھی میری مکمل معرفت رکھے تو وہ ملاء اعلیٰ میں میرے ساتھ ہو گا۔ اتنے میں



Presented by Ziaraat.Com

حسنینؑ تشریف لے آئے تو آپؑ نے فرمایا: سلمان یہ دونوں عرشِ الٰہی کے گوشوار ہیں انکی وسیلے سے جنت روشن ہو گی اور انکی والدہ تمام عورتوں سے افضل ہیں۔ اللہ نے لوگوں سے میرے متعلق میثاق لیا تھا۔ کچھ نے میری تصدیق کی اور جس نے میری تکذیب کی وہ دوزخ میں جائے گا۔ میں اللہ کی حجتِ بالغہ ہوں اور ہمیشہ رہنے والا کلمہ ہوں ۔سلمان نے کہا مولاؑ میں نے آپؑ کو توریت اور انجیل میں ایسا ہی پایا ہے۔ :اے مقتولِ کوفہ! آپؑ یقیناً ایسے ہی ہیں۔ اگر لوگوں کے متعلق مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ وہ کہیں کہ اللہ قاتلِ سلمان پر رحمت فرمائے تو میں آپؑ کے ایسے فضائل بیان کرتا جس سے لوگوں کے نفوس کو کراہت محسوس ہوتی۔ کیونکہ آپؑ اللہ کی وہ حجت ہیں جس کے وسیلے سے اللہ نے آدمؑ کی توبہ قبول کی تھی اور یوسف کو کنویں سے نجات دی تھی، آپؑ ہی قصہ ایوب ہیں اور آپؑ اس پر نعماتِ الٰہی کی تبدیلی کا سبب ہیں۔ مولاؑ نے فرمایا! سلمان کیا تمہیں ایوب کا قصہ معلوم ہے؟ سلمان نے عرض کی اللہ ،رسولؐ اور آپؑ بہتر جانتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: جب میری فرمانروائی کے متعلق ایوبؑ مشکوک ہوئے اور کہا یہ تو بڑی سنگین بات ہے۔ اس



Presented by Ziaraat.Com

وقت اللہ نے ایوب سے فرمایا: اے ایوب کیا تم اس صورت میں شک کر رہے ہو جسے میں نے خود قائم کیا؟ میں نے آدم کو آزمائش میں مبتلا کیا تھا۔ پھر میں نے اسے بخش دیا اور میں نے اسے اس وقت در گزر کیا تھا جب اس نے علیؑ کو امیر المومنینؑ کہہ کر سلام کیا تھا اور اب تم کہہ رہے ہو یہ بڑی سنگین بات ہے؟

مجھے اپنی عزت کی قسم! میں تجھے اپنے عذاب کا ذائقہ چکھاؤں گا۔ یہاں تک کہ تم امیر المومنینؑ کی اطاعت کی طرف لوٹ آؤ گے۔ پھر میری وجہ سے اسے سعادت نصیب ہوئی یعنی اس نے توبہ کی اور میری اور میری ذریت طیبہ کی اطاعت کا اقرار کیا"۔ (حوالہ:- سوال عوام کے جواب امام کے، جلد 2، صفحہ 98)۔

میں اپنے رب کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ سلمانؓ یا ان جیسوں کے علاوہ کسی کی اتنی اوقات نہیں کہ وہ علیؑ کے سامنے یہ کہے کہ "میں آپ کے ایسے فضائل بیان کرتا جس سے لوگوں کے نفوس کراہت محسوس کرتے"۔

میرے لاکھوں سلام ایسے بندے علیؑ پر۔



Presented by Ziaraat.Com

"رسولؐ اللہ نے جنگِ خیبر میں مولا علیؑ سے فرمایا کہ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میری امت تیرے بارے میں وہ کہیں گے جو عیسیٰؑ بن مریم کے بارے میں عیسائی کہتے ہیں، تو میں تیرے بارے میں آج ایک بات کہہ ہی دیتا"۔ (حوالہ:۔مشارق الانوار الیقین، صفحہ 135)

میری نسلیں قربان ہو جائیں اپنے نبی کے اس انداز کلام پر۔ اب ہم اپنے اس موضوع کو سمیٹتے ہوئے اس کو اپنے اختتام تک پہنچانے کیلئے کچھ احادیث پیش کر رہے ہیں جن کو کمزور دل کے افراد نہ پڑھیں تو بہتر ہے۔

"مولا علیؑ نے فرمایا: میں ہمیشہ رہنے والے قائم و دائم کے امر سے روحوں کو یہ آواز دینے والا ہوں "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟" "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ"۔ (حوالہ:۔مشارق الانوار الیقین، صفحہ 208)

ایک اور مقام پر آپؑ فرماتے ہیں "میں وحی کے ذریعے کلام کرنے والا ہوں"۔ (حوالہ:۔مشارق الانوار الیقین، صفحہ 209)

ان دو احادیث نے تو بڑے عقدے کھول دیئے کون تھا جس نے یومِ الست صدا بلند کی اور کون ہے وہ جس کا کلام قرآن ہے۔ اس سے بہتر



Presented by Ziaraat.Com

مولا کیا سمجھائیں معرفت و مقاماتِ اسم۔ ہم پہلے بھی واضح کر چکے ہیں اور اب پھر کر رہے ہیں کہ ان مقامات پر یہ علیؑ ابنِ ابی طالب نہیں ہیں۔ اور اسی طرح امیر کائناتؑ فرماتے ہیں۔

"مولا علیؑ علاماتِ ظہورِ امام زمانہؑ بتاتے ہوئے فرماتے ہیں: ہر قل قسطنطنیہ اہلِ سینان کو ڈرائے گا، اس وقت تم توقع کرو گے تو موسیٰؑ سے طور پر کلام کرنے والا ظہور کرے گا"۔ (حوالہ:- مشارق الانوار الیقین، صفحہ 214)

"مولا علیؑ نے فرمایا: میں مسیحی تھا اس وقت بھی جب کوئی روح خلق نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی کوئی میرے علاوہ سانس لینے والا تھا" (حوالہ:- مشارق الانوار الیقین، صفحہ 218)

یہاں سانس لینا ایک استعارہ ہے جس سے یکتائی ظاہر ہوتی ہے۔

اور غالب نے کیا خوب کہا کہ:

اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا

جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دو چار ہوتا

"مولا علیؑ نے فرمایا: میں ہادی ہوں، میں مہدی ہوں، میں یتیموں مسکینوں کا باپ ہوں اور بیوہ عورتوں کا مونس ہوں، تمام کمزوروں کیلئے



Presented by Ziaraat.Com

جائے پناہ ہوں اور خوف زدہ کیلئے مقامِ امن ہوں، میں مومن کیلئے جنت کا قائد ہوں، میں اللہ کی مضبوط رسی ہوں، ایک محکم اور قابلِ اعتماد وسیلہ ہوں اور پرہیز گاری کا (تقویٰ کا) کلمہ ہوں، میں عین اللہ ہوں، باب اللہ ہوں، اللہ کی زبان صدق ہوں، میں جنب اللہ ہوں جس کے متعلق اللہ فرماتا ہے کہ (انسان کہے گا) ہائے افسوس میری کوتاہی جو میں نے جنب اللہ کے متعلق کی، میں اللہ کا وہ ہاتھ ہوں جو اسکے بندوں پر رحمت اور مغفرت کے ساتھ کھلا ہوا ہے، میں بابِ حطہ ہوں، جس نے مجھے پہچانا اور میرے حق کو سمجھا اس نے اپنے رب کو پہچانا کیونکہ میں زمین پر اسکے نبیؐ کا وصی ہوں اور مخلوق پر اسکی حجت ہوں اس بات سے وہی انکار کرے گا جو اللہ اور اسکے رسولؐ کی بات کو رد کرنے والا ہو گا"۔ (حوالہ:- نہج الاسرار، جلد 1، ص54)

اور امیر المومنینؑ ہی ایک جگہ فرماتے ہیں: "میں اس حیّ کا وہ امر ہوں جس کو موت نہیں میں وہ زندہ ہوں جس کے لیئے موت نہیں۔ میں نوروں کا نور ہوں، میں ہی وہ ہوں جس کے پیچھے عیسیٰؑ نماز پڑھیں گے۔



Presented by Ziaraat.Com

میں جس طرح چاہوں صورتیں اختیار کرتا ہوں، میں وہ ہوں جس کا نہ کوئی نام ہے نہ مثل"۔(حوالہ:- نہج الاسرار، جلد 1، صفحہ 158-160)

ہماری مجبوری ہمارے آڑے آرہی ہے اس حدیث پر تبصرہ کرنے سے مگر ایک بات ضرور ذہن نشین رکھیئے گا کہ جس کے لیئے موت نہیں ہے اُسے ہی حیٔ کہتے ہیں اور "میں جس طرح چاہوں صورتیں اختیار کر لیتا ہوں" اس دعوے کی دلیل ہم اس باب کی اختتامی حدیث میں دیں گے مگر یہ تو علیؑ ہی جانے کے وہ کونسا مقامِ اسم ہے جس کا نہ تو اسم ہے اور نہ ہی اس کی کوئی مثل۔

ایک قول امیر المومنینؑ کا کچھ عرصہ قبل نظروں سے گزرا اور ہمارے احباب میں اُس پر گفتگو بھی ہوئی کچھ سحر حاصل بات نہ ہو سکی یہاں ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس حدیث کو مولاؑ خود ہی سمجھا دیں وہ حدیث تھی کہ "میرے پاس فصل الخطاب ہے"

بس اسی ذیل میں یہ حدیث پیشِ خدمت ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

"مولا علیؑ فرماتے ہیں کہ مجھے فصل الخطاب عطا کیا گیا ہے۔ فصل الخطاب کیا ہے یہ لغات کی معرفت (یعنی ہر زبان کو جاننے والا) کے سوا کچھ نہیں"

(حوالہ:- نہج الاسرار، جلد 1، صفحہ 208)

اب ہم اس باب کو سمیٹے ہوئے آخری پانچ احادیث پیش کرنے جا رہے ہیں۔

"مولا باقرؑ نے فرمایا: ہم وہ اسماء حسنیٰ ہیں کہ اللہ بندوں میں سے کسی کا عمل قبول نہیں کرتا مگر ہماری معرفت کے ساتھ۔ اللہ کی قسم! ہم وہ کلمات ہیں جو آدمؑ نے اللہ سے یاد کیئے اور انکے ذریعے سے اللہ کو پکارا اور انکی دعا قبول ہوئی۔ ہم بندوں پر اللہ کی دیکھتی ہوئی آنکھ، اسکی مخلوق میں بولتی ہوئی زبان اور اللہ کے لطف و کرم کا پھیلا ہوا ہاتھ ہیں۔ اللہ نے ہمیں اپنا چہرہ قرار دیا کہ جن کے ذریعے انسان اسکی طرف متوجہ ہو اور پنا دربان بنایا جو اسکی طرف انکی رہنمائی کرتا ہے۔ اس نے ہمیں علم و دانش کا خزانہ دار، وحی کو بیان کرنے وا۔ لے، اپنے دین کی علامت، مضبوط اور محکم سند اور ہدایت حاصل کرنے والوں کیلئے ایک روشن رہنما بنایا۔ ہمارے سبب درخت پھل دیتے ہیں۔ نہریں جاری ہوتی ہیں اور آسمان سے زمین پر



Presented by Ziaraat.Com

بارش ہوتی ہے اور زمین سبزہ اگاتی ہے"۔ (مناقب اہلبیتؑ، جلد 2، صفحہ 53)

کتا جب اپنے مالک سے غذا پاتا ہے تو اسکی حفاظت کرتا ہے جب تک خود زندہ ہوتا ہے اپنے مالک پر آنچ نہیں آنے دیتا۔ اس حدیث کے آخری حصے کو پڑھ کر آلِ محمدؐ کی مظلومیت پر دل خون روتا ہے کہ غیروں سے کیا شکایت کرنی یہاں تو انکی محبت کا دعویٰ کرنے والے افراد امامؑ کا کھا کر ان ہی کے مقابلے میں اکھڑے ہوئے۔ اب یہ کون ہیں اور کتنے نجس ہیں آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے۔

"عبد اللہ ابنِ بکر نے مولا صادقؑ سے پوچھا: مولاؑ کیا امام مشرق اور مغرب کے درمیان جو کچھ ہے اسے دیکھتے ہیں؟

حضرتؑ نے فرمایا: اے بکر کے بیٹے! کیسے ممکن ہے کہ امام اس کائنات کے دو قطر کے درمیان تمام چیزوں پر حجت ہوں اور انکو نہ جانتے ہوں اور ان پر حکم نہ لگاتے ہوں اور ان لوگوں پر کیسے وہ حجت ہو سکتے ہیں جو انکی نظروں سے غائب ہوں۔ خود امام انکو نہ دیکھ سکتے ہوں اور نہ وہ لوگ امام کو دیکھ سکتے ہوں؟ اور کیسے ان پر حجت ہو سکتے ہیں اور اللہ کے حکم کو



Presented by Ziaraat.Com

انکے در میان جاری کر سکتے ہیں در حالانکہ انکے اور امام کے درمیان فاصلہ اور مانع ہو"۔ (حوالہ:- مناقب اہلبیتؑ، جلد 2، صفحہ 62)

اس حدیث میں امامؑ نے کم نظروں اور کم ظرفوں اور کم نسبوں کو اپنے حاضر و ناظر ہونے کی دلیل دی ہے۔

"مولا صادقؑ مفضل سے فرماتے ہیں: آدمیوں اور جنوں میں سے جس کے دل کو بھی اللہ پاک کرنا چاہتا ہے اسے ہماری ولایت سے آشنا کر دیتا ہے اور جس کے دل کو خراب کرنا چاہتا ہے اسے ہماری معرفت سے دور کر دیتا ہے۔ پھر فرمایا: اے مفضل! آدم اس لائق نہ ہوا کہ اللہ اسے اپنے ہاتھ سے خلق کرے اور اس میں اپنی روح پھونکے مگر علیؑ کی ولایت کے ساتھ اور موسیٰؑ کے ساتھ اللہ نے کلام نہیں کیا مگر علیؑ کی ولایت کے ساتھ اور اللہ نے عیسیٰؑ بن مریم کو عالمین کیلئے نشانی نہیں بنایا مگر علیؑ کیلئے خضوع کی وجہ سے۔ کوئی بھی عبدیت کے بغیر اس لائق نہیں ہوا کہ اللہ کی نظر رحمت اسکی طرف ہو"۔ (مناقب اہلبیتؑ، جلد 2، صفحہ 63)



Presented by Ziaraat.Com

تمام انبیاء جس در کے بھکاری ہیں اس بابِ شہر علم کو علیؑ کہتے ہیں اور انبیاء نے جس کی غلامی کو فخر سمجھا اسے علیؑ کہتے ہیں، جسکے بغیر انبیاء کی نبوت خطرے میں ہو اسے علیؑ کہتے ہیں۔

"مولا رضاؑ کی شہادت کے بعد مولا محمدؑ تقی جو اس وقت بچپنے میں تھے مسجدِ نبوی میں تشریف لائے اور منبر کا ایک زینہ اوپر چڑھ کر خطاب کرنے لگے اور فرمایا: میں علیؑ ابن موسیٰؑ رضا کا بیٹا محمدؑ ہوں۔ میرا لقب جواد ہے۔ میں صلبوں میں نسب سے آگاہی رکھتا ہوں۔ میں تمہارے ظاہری و باطنی اور آئندہ کے امور سے باخبر ہوں۔ یہ علم کسی سے سیکھا نہیں گیا بلکہ اس کائنات کے خلق ہونے سے قبل ہمیں عطا کیا گیا ہے اور آسمانوں اور زمینوں کے فنا ہونے کے بعد بھی یہ علم ہمارے پاس ہو گا"۔ (حوالہ:- مناقب اہلبیتؑ، جلد 2، صفحہ 156)

آپ یقین جانیئے اس حدیث کو پڑھ کر میں بہت دیر تک سوچتا رہا کہ اللہ جانے مدینے کے لوگ اندھے اور بہرے تھے جو دیکھ اور سن نہیں پا رہے تھے کہ ایک کمسن بچہ منبرِ رسولؐ پر کھڑا ہو کر کیا کہہ رہا ہے۔ میرے مولاؑ با آوازِ بلند فرما رہے ہیں کہ میں صلبوں میں نسب سے آگاہی



Presented by Ziaraat.Com

رکھتا ہوں، میں تمہارے ظاہری و باطنی اور آئندہ کے امور سے باخبر ہوں اور یہ علم کسی سے سیکھا نہیں گیا۔

اللہ ایسے لوگوں پر لعنت کرے جو یہ سب جان کر بھی آلِ محمدؐ پر مظالم ڈھارہے تھے اور ڈھارہے ہیں انکا حق غصب کر رہے تھے اور کر رہے ہیں۔

اب ہم اس موضوع کی آخری حدیث پیش کرنے جارہے ہیں جو کافی طویل ہے اسکو غور سے پڑھیئے گا کیونکہ ہم اس حدیث کے صرف ایک پہلو پر سرسری تبصرہ کریں گے۔

"جابر جعفی نے مولا باقرؑ سے عرض کیا: حمد ہے اس اللہ کی جس نے مجھ پر احسان کیا اور آپؑ کی معرفت عطا کی اور آپؑ کی فضیلت کا میری طرف الہام کیا اور آپؑ کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا کی اور جس نے آپؑ کے دوستوں سے دوستی اور آپؑ کے دشمنوں سے دشمنی مجھے نصیب فرمائی۔ امامؑ فرماتے ہیں: اے جابر! کیا تم جانتے ہو معرفت کیا ہے؟ معرفت کے ساتھ مرحلے ہیں۔



Presented by Ziaraat.Com

1) اثباتِ توحید، 2) معانی کی شناخت، 3) ابواب کی شناخت، 4) لوگوں کی شناخت، 5) ارکان کی شناخت، 6) نقباء کی معرفت وہ جو قوم کے سردار اور آقا ہیں، 7) نجباء کی معرفت، جو پاک طینت اور اصل و نسب کے لحاظ سے پاکیزہ ہیں۔ اور اللہ فرماتا ہے "کہو اگر میرے رب کے کلمات کو لکھنے کیلئے سمندر سیاہی بن جائیں تو ان کلمات کے مکمل ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائیں گے اگرچہ اتنے اور سمندر لائے جائیں (کہف:109) ایک مقام پر اللہ فرماتا ہے (سورہ لقمان:27) "اگر زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں تمام سمندر سیاہی بن جائیں تا کہ اللہ کے کلمات کو لکھا جائے تو پھر بھی کلمات الہیٰ ختم نہ ہوں گے۔ بے شک اللہ صاحب قدرت اور حکمت والا ہے" اسی لیئے آپؑ نے فرمایا: اے جابر! اثباتِ توحید سے مراد اس اللہ ازلی و پوشیدہ کو پہچاننا ہے جسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتی جبکہ وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے۔ وہ اشیاء کا خالق اور ہر چیز سے واقف ہے وہ ازل سے پوشیدہ ہے جیسے کہ خود اس نے اپنی توصیف کی ہے۔ شناختِ معانی: تم جان لو کہ ہم تمہارے درمیان توحید کے مظاہر اور معانی ہیں۔ اللہ نے ہمیں اپنے نور سے خلق کیا اور لوگوں کے معملات ہمارے سپرد کر دیئے



Presented by Ziaraat.Com

۔ اور ہم اسکی اجازت اور فرمان سے جو چاہیں انجام دیتے ہیں ۔ جو ہم چاہتے ہیں وہ بھی وہی ہے جو وہ چاہتا ہے، ہمارا ارادہ اللہ کا ارادہ ہے، اور اس نے ہمیں یہ مقام اور مرتبہ عطا کیا ہے اور ہمیں اپنے بندوں کے درمیان فضیلت دی ہے اور اپنی مملکت میں حجت قرار دیا ہے۔ اگر کوئی ہمارے فضائل یا ہماری بات کا انکار کرے تو در حقیقت اس نے اللہ کا اور اللہ کی آیات اور اسکے انبیاء اور رسولوں کا انکار کیا ہے۔

اے جابر! جس نے بھی اللہ کو ان اوصاف کے ساتھ پہچان لیا، اس نے توحید کا اثبات کیا ہے، کیونکہ یہ اوصاف اسکے مطابق اور موافق ہیں جو قرآن میں ذکر ہوا ہے اور وہ اللہ کا یہ فرمان ہے " اسکے مثل کوئی شے نہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے " (سورہ شوریٰ: 11) وہ فرماتا ہے "وہ جو کرتا ہے اسکے بارے میں اس سے سوال نہ کیا جائے گا، لوگوں سے انکے افعال کے بارے میں سوال کیا جائے گا" (سورہ انبیاء: 23) جابر نے کہا: میرے مولا میرے ساتھی اور میرے ہم فکر جو لوگ ہیں کتنے کم ہیں ۔ حضرتؑ نے فرمایا: دور ہے دور ہے کیا تمہیں معلوم ہے اس وسیع زمین پر تمہارے کتنے دوست ہیں؟ میں نے کہا یا بن رسولؐ اللہ میرے خیال



Presented by Ziaraat.Com

میں ہر شہر سے دو ہزار تک لوگ ہوں گے اور تمام علاقوں میں ایک لاکھ لوگ ہوں گے۔ امامؑ نے فرمایا: اے جابر! تیرا جو خیال ہے اسکی مخالفت کرو اسے کافی نہ سمجھو۔ جیسے تو نے گمان کیا ہے ایسے نہیں ہے۔ بلکہ وہ لوگ جنکو تو خیال کرتا ہے کہ وہ از لحاظِ فکر اور عقیدہ کمال تک نہیں پہنچے بلکہ ناقص ہیں اور مقصر ہیں وہ تیرے اصحاب اور ساتھی نہیں۔ جابر کہتا ہے میں نے عرض کیا یابن رسولؐ اللہ مقصر کون ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا: مقصر وہ ہیں جنہوں نے اماموں، امر اور روح کی معرفت جو ان پر واجب کی گئی ہے کوتاہی کی ہے۔ میں نے عرض کیا اے میرے آقا: روح کی معرفت کیا ہے۔ امامؑ نے فرمایا! وہ درک کرتا ہو اور جانتا ہو کہ اللہ نے روح کو جسکے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اپنا امر اسکے سپرد کر دیا ہے وہ اسکے اذن سے خلق کرتا ہے اور زندہ کرتا ہے اور وہ نیتوں میں اور فکروں میں سے اسے جانتا ہے اور جو واقع ہو چکا اور جو قیامت تک انجام پائے گا وہ سب جانتا ہے اور یہ اسلیئے ہے کیونکہ روح اللہ کا امر ہے۔ پس جس کو بھی اللہ اس روح کے ساتھ مخصوص کر دے وہ کامل ہے اور کسی قسم کا نقص اور عیب اس میں نہیں ہے۔ وہ جو چاہتا ہے اذنِ الٰہیٰ سے انجام دیتا ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

مغرب سے مشرق تک ایک لحظ میں طے کر سکتا ہے۔ آسمان کی طرف اوپر جا سکتا ہے اور آسمان سے نیچے آسکتا ہے اور جو چاہے اور ارادہ کرے انجام دے سکتا ہے۔ میں نے عرض کیا! اے میرے مولاؑ رحمت ہو آپؑ پر۔ اس بنا پر تو اکثر شیعہ مقصر ہیں میں اپنے دوستوں میں سے کسی کو اس صفت کے ساتھ نہیں جانتا ہوں جو آپؑ نے بیان فرمائی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اگرچہ تو ان میں سے کسی کو اسطرح نہیں پہچانتا لیکن میں چند لوگوں کو جانتا ہوں جو میرے پاس آتے ہیں، سلام کرتے ہیں اور مجھ سے ایسے پوشیدہ علوم اور راز پوچھتے ہیں جن سے دوسرے لوگ آگاہ نہیں ہیں۔ میں نے کہا فلاں اور اسکے دوست انشاء اللہ اس صفت کے مالک ہیں۔ یعنی آپؑ کے رازوں سے آشنا ہیں۔ کیونکہ میں نے ان سے آپؑ کے راز اور پوشیدہ علوم سنے ہیں اور میرے خیال میں وہ کامل ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کل انکی دعوت کرو اور اپنے ہمراہ لے آؤ۔ جابر کہتا ہے دوسرے دن میں انکو حضرتؑ کی خدمت میں لے آیا۔ جب وہ آپؑ کی خدمت میں پہنچے تو آپ کو سلام کیا اور حضرتؑ کی عزت کی۔



Presented by Ziaraat.Com

امامؑ نے فرمایا: اے جابر یہ تیرے بھائی ہیں لیکن ابھی کامل ہونے میں کچھ کمی باقی ہے۔ اسکے بعد انکی طرف منہ کیا اور فرمایا: کیا تم اعتراف کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے انجام دے سکتا ہے اور جو چاہے حکم دے سکتا ہے، اور کوئی بھی قدرت نہیں رکھتا کہ اسکے حکم کو توڑے اور اسکی رائے کو رد کرے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے اسکے بارے میں اس سے سوال نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ لوگ ہیں جن سے انکے افعال کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ انہوں نے عرض کیا: ہاں ایسے ہی ہے جیسے آپؑ نے فرمایا۔ اللہ جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے اور جسکا ارادہ کرتا ہے حکم دیتا ہے۔ میں نے کہا الحمد اللہ یہ سب لوگ آگاہ ہیں اور انکی معرفت کامل ہے۔ امامؑ نے فرمایا: اے جابر جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اتنی جلدی اس کا فیصلہ مت کرو۔ جابر کہتا ہے: میں حیران و پریشان ہو گیا۔ آپؑ نے فرمایا: ان سے پوچھو کیا علیؑ ابنِ الحسینؑ اپنے بیٹے محمدؑ کی صورت میں تبدیل ہو سکتے ہیں؟ جابر کہتا ہے: میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب نہ دیا اور خاموش رہے۔ حضرتؑ نے فرمایا: ان سے پوچھو کیا محمدؑ علی ابن الحسینؑ کی صورت میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ جابر کہتا ہے میں نے ان سے سوال کیا لیکن انہوں



Presented by Ziaraat.Com

نے پھر بھی کوئی جواب نہ دیا اور خاموش رہے۔ اس وقت امامؑ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: یہ وہ چیز ہے جسکے متعلق میں نے تجھے بتایا تھا کہ وہ ابھی کامل نہیں ہوئے۔ میں نے ان سے کہا: آپ کو کیا ہوا ہے اپنے امامؑ کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ پھر بھی چپ رہے اور شک میں پڑے رہے۔ امامؑ نے دوبارہ جابر سے فرمایا: یہ وہی ہے جو میں نے کہا ہے کہ انکے ابھی اور مراحل سے گزرنے کی ضرورت ہے تاکہ یہ کامل ہوں۔ اس وقت امامؑ نے فرمایا: تم کو کیا ہوا بات کیوں نہیں کرتے ہو! انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور عرض کرنے لگے: یابن رسولؐ اللہ ہم نہیں جانتے آپؑ ہمیں سکھایئے۔ مولا علیؑ ابنِ الحسینؑ نے اپنے بیٹے محمدؑ کی طرف دیکھا اور ان لوگوں سے فرمایا یہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا آپؑ کے بیٹے۔ حضرتؑ نے فرمایا: میں کون ہوں؟ انہوں نے عرض کیا آپ علیؑ ابنِ الحسینؑ اِنؑ کے والد ہیں۔ جابر کہتا ہے ان سوالات اور جوابات کے بعد امامؑ نے چند کلمات کہے جن کو ہم نہ سمجھ سکے۔ اچانک ہم نے دیکھا کہ محمد باقرؑ اپنے والد علیؑ ابنِ الحسینؑ کی صورت میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ ان لوگوں نے جب یہ دیکھا تو تعجب سے کہنے لگے "لا الہٰ الا اللہ"



Presented by Ziaraat.Com

امامؑ نے فرمایا: اللہ کی قدرت سے تعجب نہ کرو، میں محمدؐ ہوں اور محمدؐ میں ہے۔ محمدؐ بن علیؑ نے فرمایا: اے قوم! اللہ کے کام سے تعجب نہ کرو میں علیؑ ہوں اور علیؑ میں ہوں ہم سب ایک ہیں اور ایک نور سے خلق ہوئے ہیں، اور ہماری روح امر الٰہی سے ہے ہمارے اول محمدؐ ہے اوسط محمدؐ ہے اور آخر محمدؐ ہے اور ہم سب محمدؐ ہیں۔ جابر کہتا ہے جب انہوں نے امامؑ کی زبان مبارک سے یہ کلمات سنے تو سب سجدے میں گر گئے اور کہنے لگے ہم آپؑ کی ولایت اور آپ کے پوشیدہ فضائل پر ایمان لائے اور آپؑ کی خصوصیات کا اقرار کرتے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا: اے قوم! سجدے سے سر اٹھاؤ اب تم صاحبِ معرفت کامیاب اور آگاہ و بابصیرت ہوئے ہو، اور اب تم کامل ہوئے اور حدِ کمال کو پہنچے ہو۔ تمہیں اللہ کی قسم جو کچھ تم نے مجھ سے اور میرے بیٹے محمدؐ سے دیکھا ہے اپنے جاننے والوں میں سے جو اس معرفت تک نہیں پہنچے بلکہ کوتاہی کی ہے کسی کو اس بارے میں اطلاع نہ دینا، کیونکہ وہ تمہیں برا بھلا اور جھوٹا کہیں گے۔

انہوں نے عرض کیا: ہم نے آپؑ کی بات سنی اور اسکی اطاعت کرتے ہیں ۔ حضرتؑ نے فرمایا: تم حدِ رشد و کمال تک پہنچ گئے ہو اب واپس چلے آؤ



Presented by Ziaraat.Com

جبکہ وہ واپس پلٹ گئے ہیں۔ جابر کہتا ہے: میں نے عرض کیا: اے میرے آقا جو کوئی اس امر کو جس طرح آپؑ نے بیان فرمایا ہے نہ جانتا ہو، لیکن آپ کو دوست رکھتا ہو اور آپ کے دشمنوں سے بیزار ہو، اور آپ کی برتری کا قائل ہو اسکے متعلق آپؑ کیا کہتے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا: وہ نیکی اور خیر وخوبی کے راستے پر ہے یہاں تک کہ وہ معرفت کے اس مرتبے پر پہنچ جائے"۔ (حوالہ:- مناقب اہلبیتؑ، جلد 2، صفحہ 24)

فضائل امام اور معرفتِ امامت پر یہ ایک جامع حدیث ہے اس پر گفتگو کرنے کیلیئے ہمیں ایک کتاب اور لکھنی پڑے گی اسی لیئے ہم نے اس حدیث کو آپ کے سپرد کیا کہ آپ خود اس پر غور وفکر کریں مگر وہاں وہ جو ایک حدیث ہم نے امیر المومنینؑ سے پیش کی تھی جس میں آپؑ نے فرمایا تھا کہ میں صورتیں بدلنے پر اختیار رکھتا ہوں اس حدیث میں اس کا عملی نمونہ دکھانا ہمارا مقصود تھا جب مولا علی ابن الحسینؑ مولا باقرؑ کی صورت اختیار کر گئے اور مولا باقرؑ مولا زین العابدینؑ کی صورت اختیار کر گئے اور یہ سب کچھ چشم زدن میں ہوا یعنی کھلی آنکھوں کے سامنے۔

ہے غیبِ غیب جس کو سمجھتے ہیں ہم شہود



Presented by Ziaraat.Com

ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں

ہم امید کر رہے ہیں جس نیک نیتی کے ساتھ ہم نے یہ موضوع بیان کیا ہے اسی نیک نیتی کے ساتھ جب آپ نے اسے غور و فکر سے پڑھا ہو گا تو یقیناً آپ کے ضیافتِ ایمانی میں اضافہ ہوا ہو گا۔

## مجاز اور حقیقت

ہماری کتاب اپنے اختتامی مراحل میں داخل ہو چکی ہے اور یہ موضوع ہم نے ایک خاص وجہ سے منتخب کیا ہے۔

ہم نے بہت سے لوگ ایسے دیکھے ہیں جو محمدؐ و آلِ محمدؑ سے بے پناہ محبت تو کرتے ہیں مگر جب انکا کوئی اپنا اس دنیائے فانی سے رخصت ہوتا ہے تو اس جانے والے کی محبت اہلبیتؑ کی محبت پر غالب آجاتی ہے بے شک وہ کیفیت بہت ہی معمولی سے وقت کیلئے ہی کیوں نہ ہو لیکن ہوتی ہے اور بالکل ایسے ہی کسی اپنے کی خوشی بھی اس گھر کی خوشی پر غالب آجاتی ہے جبکہ امامؑ نے فرمایا ہے کہ: "ہمارا شیعہ وہ ہے جو ہماری خوشی میں خوش ہو اور ہمارے غم میں غمگین ہو"۔



Presented by Ziaraat.Com

ہم اپنے مولاؑ کے غلام ہیں ہماری اپنی نہ تو کوئی دوستی ہے اور نہ ہی اپنی کوئی دشمنی، نہ اپنی کوئی خوشی ہے اور نہ ہی اپنا کوئی غم، ہماری خوشی ہمارا غم ہماری دوستی اور دشمنی سب امامؑ سے منسوب ہے۔

انکے دشمن کے دشمن سے ہے دوستی انکا جو دوست ہے وہ آقا میرا

اپنی کیا دوستی اپنی کیا دشمنی دوستی دشمنی ان سے منسوب ہے (شہید سبطِ جعفر)

اور یہاں شہید محسن نقوی کا ایک شعر ضرور لکھنا چاہوں گا۔

مجھے کسی سے محبت نہیں علیؑ کے سوا

میں ہر کسی سے محبت کروں علیؑ کیلیئے

دراصل معاملہ یہ ہے کہ لوگ آلِ محمدؐ سے محبت تو کرتے ہیں مگر "مجاز اور حقیقت" سے نہ واقف ہیں اسی لیئے ان لوگوں کے اپنوں کا غم اور خوشی اس پاک گھرانے کی خوشی اور غم پر غالب آجاتی ہے۔

مجاز اس مثال کو کہتے ہیں جس سے حقیقت کی اہمیت کا احساس ہو سکے اور انسان کی زندگی کا مقصد مجازی رشتوں سے ان سے ہونے والی محبت و قربت، فراق اور دوری سے حقیقت کی محبت و قربت اور فراق اور دوری



Presented by Ziaraat.Com

کو محسوس کیا جا سکے۔ جیسے کہ حدیث رسولؐ اللہ ہے کہ "شوہر اپنی عورت کا مجازی خدا ہے"۔ اب یہاں مجازی خدا سے مراد اللہ نہیں ہے مگر رسولؐ اللہ نے شوہر کی اطاعت سے اللہ کی اطاعت سمجھنے کیلیئے کہا ہے۔

اسی طرح ہماری زندگی کے سارے رشتے یعنی باپ، بیٹا، ماں، بہن بھائی وغیرہ یہ سب مجاز ہیں انکی محبت سے ہمیں حقیقیت یعنی آلِ محمدؐ کی محبت کی شدت کو سمجھنا ہے اور اسے اپنے دل میں گاڑھنا ہے کہ اگر یہ محبت دل سے نکلی تو تو جان نکلے گی لیکن یہ محبت نہیں۔

اب جب کوئی ہمارا سگا اور نہایت ہی محبت کرنے والا اس فانی جہاں سے رخصت ہو تو اس پر رونا فطری عمل ہے مگر اس کو روتے ہوئے یہ خیال رکھنا چاہیے کہ جس طرح ہم حسینؑ کے غم میں روتے اور اپنے آپ کو پیٹتے ہیں کہیں اتنا یا اس سے زیادہ تو کسی اپنے کو نہیں رو رہے جہاں ایسا محسوس ہو وہاں فوراً رک جائیں اور ایک نظر کربلا کی طرف ضرور دیکھیے گا کہ آپ اپنے کا جنازہ اُٹھا بھی رہے ہیں اسکو دل کھول کر رو بھی رہے ہیں مگر میرے مظلوم امامؑ کا لاشہ بے گور و کفن کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر پڑا رہا اور جس کی مستورات کو اس پر رونے بھی نہ دیا گیا بس یہ وہ حقیقی رشتہ



Presented by Ziaraat.Com

ہے جس کے سامنے تمام مجازی رشتے ماند پڑ جانے چاہیے اور آلِ محمدؐ کا غم ہر بڑے بڑے رنج والم پر غالب رہنا چاہیے۔

زمانے بھر کا غم اور اک تیرا غم
یہ غم ہو گا تو کتنے غم نہ ہوں گے

ہم اس موضوع کا اختتام ایک حدیث رسولؐ اللہ پر کر رہے ہیں۔

"رسولؐ اللہ نے فرمایا کوئی بندہ بھی اللہ پر ایمان نہیں لا سکتا مگر یہ کہ وہ مجھے اپنے سے زیادہ دوست رکھتا ہو میری نسل کو اپنی نسل سے زیادہ عزیز رکھتا ہو، میرے خاندان کو اپنے خاندان سے زیادہ چاہتا ہو اور میرے رشتے داروں کو اپنے رشتہ داروں سے زیادہ چاہتا ہو"۔ (حوالہ:- مناقبِ اہلبیتؑ، جلد 1، صفحہ 46)

## معرفتِ امام زمانہؑ

یہ باب ہم نے خوش عقیدہ لوگوں کے ذہن میں رہنے والی اس الجھن کیلئے قائم کیا جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے زمانے کا امامؑ تو غیبتِ کبریٰ میں ہے ہم اسکی معرفت کیسے حاصل کریں؟۔



Presented by Ziaraat.Com

تو عرض یہ ہے کہ معرفتِ امامؑ زمانہ سے مراد انکو پہچاننا ہے کہ وہ کون ہیں اور معرفت آپ کو امامت کی ہونی چاہیے کہ امامت کیا ہوتی ہے اسی لیئے رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ:"جو شخص مر گیا بغیر معرفتِ امامِ زمانہ کے وہ کفر، نفاق اور جاہلیت کی موت مرا"۔

جب آپ کو یہ معرفت ہو گی کہ امامت ہی وہ منصبِ الہیٰ ہے جو نظامِ کائنات چلاتا ہے جس کے دستِ قدرت میں تمام امور ہیں وہی قضاو قدر کا تقسیم کرنے والا ہے تو پھر وہ جہاں بھی ہو ہمارے لیئے منزل شہود پر ہی ہو گا جیسا کہ امامؑ نے فرمایا:"ہمارے قائمؑ کی غَیبت مومنین کیلئے منزلِ شہود پر ہو گی"۔

اور ایک حدیث ہم نے امیر المومنینؑ سے گزشتہ ابواب میں بیان کی تھی جس کا ایک ٹکڑا یہ تھا کہ "ہمارا غائب، غائب نہیں ہوتا"۔

تو بس معرفتِ امامت رکھیئے کہ امامت کیا ہوتی ہے اور پھر وہ صفات جس میں پائیں وہ آپ کا امامؑ ہونا چاہیئے اور وہ امام جس کے لیئے نص قائم کر کے جائے یعنی وہ امام جب دنیا سے ظاہری پردہ کرے تو اپنے بعد والے امامؑ کیلئے واضح وصیت کر کے جائے جیسا کہ امامؑ نے فرمایا:

Presented by Ziaraat.Com

"راوی کہتا ہے کہ میں نے مولا صادقؑ سے پوچھا امر امامت کو بہ جبر لینے والے اور غلط دعوے کرنے والے پر حجت کیونکر تمام ہو۔ فرمایا: اس سے حلال و حرام کے متعلق پوچھا جائے پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ تین قسم کی حجتیں ہیں جو سوائے امام کے کسی میں نہیں پائی جاتیں۔ اول یہ کہ سب لوگوں سے افضل و اولیٰ ہو اور اسکے پاس تبرکاتِ رسولؐ ہوں اور اسکے لیئے کھلم کھلا وصیت ہو کہ جب لوگ بڑے یا بچوں سے شہر میں آکر پوچھیں کہ فلاں نے کس کے متعلق وصیت کی تو لوگ کہہ دیں کہ فلاں ابنِ فلاں کے متعلق کی ہے" (حوالہ:- اصولِ کافی جلد 2، کتاب الحجت، باب 61، حدیث 2، صفحہ 197)

اب جب پچھلے امامؑ کی وصیت جس آنے والے امامؑ کیلیئے ہے اس کو پہچاننا معرفتِ امامِ زمانہ کہلاتا ہے لیکن اس سے پہلے شرط معرفت امامت ہے کیونکہ اقرارِ مجہول اور انکارِ مجہول دونوں لاحاصل ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

## آئمہؑ کے نام:

میں آج تک جتنے لوگوں سے ملا آپ یقین جانیئے ان میں سے 99 فیصد یا شاید اس سے بھی زیادہ خوش عقیدہ لوگوں کو آئمہؑ کے نام نہیں پتہ تھے اور اسکی وجہ جو بچپن سے سکھایا گیا ہے وہی ہے۔

اس لیئے ہم نے اس موقع کو غنیمت جانا اور مناسب سمجھا کہ ان محبانِ آلِ محمدؐ کو انکو اماموں کے نام بھی بتاتے چلیں۔

پہلے امام: علیؑ ابن ابی طالبؑ، لقب: امیر المومنینؑ

دوسرے امام: حسن ابنِ علیؑ، لقب: مجتبیٰؑ

تیسرے امام: حسین ابنِ علیؑ، لقب: سید الشہداءؑ

چوتھے امام: علی ابنِ الحسینؑ، لقب: زین العابدینؑ

پانچوے امام: محمد ابنِ علیؑ، لقب: باقرؑ

چھٹے امام: جعفر ابنِ محمدؑ، لقب: صادقؑ

ساتویں امام: موسیٰ ابنِ جعفرؑ، لقب: کاظمؑ

آٹھویں امام: علی ابنِ موسیٰؑ، لقب: رضاؑ

نویں امام: محمد ابن علیؑ، لقب: تقی / جوادؑ



Presented by Ziaraat.Com

دسویں امام: علی ابن محمدؑ، لقب: نقیؑ

گیارھویں امام: حسن ابنِ علیؑ، لقب عسکریؑ

بارھویں امام: انکا نام نہیں معلوم لیکن انکا لقب قائمِ آلِ محمدؑ، منتقم آلِ محمدؑ اور بقیتہ اللہ ہے۔ آئمہؑ کے القابات تو سب کو معلوم بھی ہوتے ہیں اور یاد بھی مگر نام نہیں یاد ہوتے مگر اب ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے قارئین کو اپنے ہر امامؑ کا نام اور لقب معلوم ہو گیا ہو گا۔

قصیدہ بہ حضورِ امامؑ:

یااللہ اے میرے معبود تیرا احسان کہ تونے ہمارے دلوں کو انکی محبت و مودت ولایت کا حرم بنایا:

"کہکشاں جنکی راہ گزر ہیں، ستارے جن کے نقشِ قدم ہیں، قطب جن سے سمت کا تعین کرتے ہیں، قابہ قوسین جن کی منزلیں ہیں، بیت المعمور جن کا پڑاؤ ہے، بسم اللہ جن کا افتتاحیہ ہے، بلغ الماء جن کا اختتامیہ ہے، انما جن کی طینت ہے، (ا،ل،م) جن کا تعارف ہے، العصر جن کی حیثیت ہے، سورہ فیل جن کا ماضی ہے، والفجر جن کی رنگت ہے، ذوی القربیٰ جن کی قیمت ہے، سورہ دھر جن کی ثقافت ہے، من یشریٰ جن کا استحقاق ہے،

Presented by Ziaraat.Com

طحٰہ جن کا اوڑھنا بچھونا ہے، سورہ مزمل جن کا حجاب ہے، سورہ قدر میں جن کی قدریں ہیں، جو حالتِ نماز میں قبلوں کا تعین کرنے پر قادر ہیں، جو رکوع میں فروع کی دیگر ضرورتوں کو پورا کرنے کی توفیق رکھتے ہیں اور جنکی وضع داری کا نام شریعت ٹھہرا۔

میری دعا ہے اپنے رب سے جو عالمین کا مالک ہے کہ ہمیں اپنی محبت و مودت اور ولایت پر ثابت قدم رکھیئے گا ہمارا اختتام ایمان پر کیجئے گا اور جب ہمارا آپ سے سامنا ہو تو ہمارے دل میں آپ کی ولایت اور آنکھوں میں آپ کے گھرانے پر ہوئے ظلم کیلئے آنسو ہوں ۔ آمیں یا رب العالمین۔

## اسمائے الٰہی کی خدمت میں سلام:

جو رزقِ نطق عطا ہو تیرے کرم سے مجھے
تو میں بھی آرزوئے جرتِ سلام کروں

السلام علیک یا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
السلام علیک یا نباء العظیم

Presented by Ziaraat.Com

السلام علیکؑ یا ا ل م

السلام علیکؑ یا صراط المستقیم

السلام علیکؑ یا علی العظیم

السلام علیکؑ یا رب العالمین

السلام علیکؑ یا مالکِ یوم الدین

السلام علیکؑ یا امام المتقین

السلام علیکؑ یا کتابِ مبین

السلام علیکؑ یا امیر المومنین

السلام علیکؑ یا شدیدالقویٰ

السلام علیکؑ یا ھوَ

السلام علیکؑ یا سدرة المنتہیٰ

السلام علیکؑ یا بسم اللہ

السلام علیکؑ یا زمزم و صفا

السلام علیکؑ یا آیت الکبریٰ

السلام علیکؑ یا حجتِ بالغہ

السلام علیکؑ یا اولُ یا آخرُ

السلام علیکؑ یا باطنُ یا ظاہرُ

السلام علیکؑ یا حاضرُ یا ناظرُ

السلام علیکؑ یا رب المشارق و المغارب

غالب الَ کل غالب

علیؑ ابنِ ابی طالبؑ



Presented by Ziaraat.Com

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم

یہ کتاب "حقیقتِ توحید بمعرفتِ امامؑ" آج بتاریخ 16 مارچ 2017

مطابق 17 جمعادی الثانی 1438ھ شبِ جمعہ

بتوفیقِ اللہ بتائید و امدادِ آلِ اللہ پایہ تکمیل کو پہنچی۔

الحمد اللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ خاتمؐ النبیین و آلہِ الطیبین الطاھرین المعصومین المظلومین و لعنتہ اللہ علیٰ اعداء ھم اجمعین من یومنا ھذا الیٰ یوم الدین۔



Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com